فاتح قرطاس وقلم

حمد و، نعت، دعا اور مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام





سب اپنی شرائط پہ لکھی صلح کی تحریر
ممدوح مرا فاتحِ قرطاس وقلم ہے

آغا نیّر علی (نیّر اسعدی)

بسم الله الرحمن الرحيم

قطعاتِ نیّر اسعدی

مثلِ رسولؐ پاک ذہانت حسنؑ کی ہے
لفظوں کی انجمن میں قیادت حسنؑ کی ہے
فکرِ امیرِ شام شرائط میں ہے اسیر
اور مومنوں کے دل پہ حکومت حسنؑ کی ہے

☆

اِک پُرسکوں حیات دلِ معتبر میں ہے
صلحِ حسنؑ کا فیض مسلسل سفر میں ہے
ماحول اہلِ شام کا تبدیل ہوگیا
اِک آفتابِ امن نمودِ سحر میں ہے

☆

امن و اماں کے پھول کھِلے ہیں بہار ہے
اب حاملِ قرار دلِ بے قرار ہے
کاغذ پہ کر رہے ہیں یہ الفاظ گفتگو
صلحِ حسنؑ پہ دین کا دارومدار ہے

فاتحِ قرطاس وقلم

مجموعۂ کلام مشتمل بہ حمد، نعت، دعا اور

مناقب حضرت امام حسن علیہ السلام

شاعر: ------------ آغا نیّر علی نیّر اسعدی

نام کتاب	فاتحِ قرطاس وقلم
کلام	نیّر اسعدی
ٹائٹل	امتیاز
کتابت وتصحیح	سید انوار الحسن نقوی
طابع	نیاز پرنٹرز
سالِ اشاعت	۲۰۱۷ء
تعداد	۳۵۰
ہدیہ	ایصالِ سورۂ فاتحہ برائے جملہ مرحومین مومنین ومومنات و شہدائے ملتِ جعفریہ

ملنے کا پتہ

بزمِ اسعد پاکستان

ادارۂ فیضِ ادب پاکستان

انتساب

اپنے دادا مولانا مرزا احمد حسین، اپنے والد مولانا آغا محمد اصغر، اپنے بڑے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ مولانا مرزا احمد اطہر، اپنے چھوٹے چچا ذاکرِ اہلبیتؑ مرزا ظہیر الحسن، اپنی والدہ نیاز فاطمہ، اپنی دادی چاہت بانو، اپنے بھائی شاعرِ اہلبیتؑ آغا اکرم علی اکرمؔ

اور

بزمؔ آفندی، نجمؔ آفندی، کوکبؔ آفندی، عزمؔ جونپوری، پروفیسر ڈاکٹر نعیم تقوی، محسن اعظم گڑھی، یاورؔ اعظمی، زیبارؔ ردولوی، سید آلِ رضا، جوشؔ ملیح آبادی، قمر جلالوی، وصیؔ فیض آبادی، صباؔ اکبر آبادی، نحنؔ فتحپوری، تجلّیؔ لکھنوی، مجاہدؔ لکھنوی، عالیؔ جونپوری، بدرؔ الہٰ آبادی،

سعیدؔ جونپوری، ضیاءؔ الحسن موسوی، کرارؔ جونپوری، سید غلام حسین زیدی، بانیِ محفل ذکرِ وفا دلدارؔ جعفری، حسین بھائی نظرؔ، ناطق بدایونی، ظفرؔ جونپوری، تمرؔ ہوشنگ آبادی، زاہدؔ فتحپوری، نفیسؔ فتحپوری، ڈاکٹر یاور عباس، شفقؔ اکبر آبادی، احسانؔ امروہوی، مشہود جعفری، ولی جارچوی، عروجؔ بھرتپوری، مولانا سید صفدر حسین رضوی، اپنے مرثیہ کے استاد

فیضؔ بھرتپوری اور استاد۔ دادا نسیمؔ امروہوی، اپنے غزل کے استاد دردؔ اسعدی اور استاد دادا اسعدؔ شاہجہانپوری، شہید پروفیسر سبطِ جعفر زیدی، شہید پروفیسر تقی ہادی نقوی، محترمہ سکندر حیاء بریلوی　　تمام شہدائے ملتِ جعفریہ　　اور

اُن شعراء بانیانِ محافل ومجالس اور سامعین کے نام جنہوں نے مدحِ اہلبیت علیہما السلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی

قطعاتِ نیّر اسعدی

بہت گردش میں اب جامِ ولا ہے
ثمر کوثر کا زہراؑ کو ملا ہے
ہوئے ابتر نبیؐ کے سارے دشمن
ریاضِ مصطفےٰؐ میں گُل کِھلا ہے

☆

قرآن کی زبان حسنؑ کی زبان ہے
گویا نبیؐ کی فکر کا یہ ترجمان ہے
صلحِ حسنؑ ہے صلحِ محمدؐ کا آئینہ
دامن حسنؑ کا گوشۂ امن و امان ہے

☆

تقسیم جتنی فکرِ مسلماں ہے آج کل
ہر ذی شعور اُتنا پریشاں ہے آج کل
مولائے امن مولا حسنؑ اب مدد کرو
اُمت نبیؐ کی دست وگریباں ہے آج کل

فہرست

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر شمار
۱۱	پیش لفظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیر اسعدی	☆
۶۳	معروف و معتبر شاعر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید اطہر حسنین	☆
۶۷	فاتحِ قرطاس و قلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔فیروز ناطق خسرو	☆
۷۳	تعمیلِ حکم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید یداللہ حیدر	☆
۷۷	بنام خدا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذاکرِ اہلبیتؑ انیس عباس رضوی	☆
۸۱	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ٥ ۔۔۔۔۔مولانا حیدر علی زیدی سلیم	☆
۸۳	تعلّی کسی کسی کو زیب دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہزاد زیدی	☆
۸۶	رشتہ استاد و شاگرد کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سید انوار الحسن نقوی	☆
۸۹	مرا ہر اِک نفس خالق کے ہونے کی شہادت ہے۔۔۔حمد	☆
۹۱	نعت کی فکر کو اس طرح سنوارا جائے — نعت	☆
۹۳	حبیب کوئی نہیں ہے حبیبِؐ رب کی طرح — نعت	☆
۹۶	اے قادرِ مطلق مجھے دستار بنا دے — دعا	☆

مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام

صفحہ نمبر	موضوعات	نمبر شمار
۹۸	ہوائے صلحِ حسنؑ نے بڑا یہ کام کیا	۱۔
۱۰۰	نبیؐ قرآن ہیں تفسیر شبّرؑ	۲۔
۱۰۳	امیرِ شام ہے باقی نہ اب اُس کی حکومت ہے	۳۔
۱۰۵	زہراؑ کے لب پہ شکر ہے پروردگار کا	۴۔
۱۰۸	جریدۂ بہار ہے قصیدۂ حسنؑ مرا	۵۔
۱۱۱	قصرِ دلدارؑ میں ہے جشنِ حسنؑ کی خوشبو	۶۔
۱۱۴	یہ نہ پوچھو کہ ہے کس اوج پر میری قسمت	۷۔

تاثرات ۲۵۴

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے اور درود وسلام محمدؐ وآلِ محمدؐ پر کہ اُس خالقِ کائنات، کریم ورحیم، قادرِ مطلق، مالک الملک اور اس کے مصطفیٰؐ اور مرتضیٰؑ بندوں کے فیض ولطف وکرم سے میں اپنا چھٹا مجموعۂ کلام ''فاتحِ قرطاس وقلم'' دنیائے ادب میں زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے پیش کر رہا ہوں۔ یہ مجموعۂ کلام حمد ونعت، دعا اور مناقب شہنشاہِ امن وآشتی، آئینہ دارِ خُلقِ محمدؐ۔ فاتحِ قرطاس وقلم، نواسۂ رسولؐ، جگر گوشۂ بتولؑ، نورِ عینِ علیِ مرتضیٰؑ حضرت امام حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل ''نعت ہی نعت'' نعتیہ مجموعۂ کلام ۱۹۸۵ء میں۔ کشکولِ سخن جلد اوّل مجموعۂ مراثی ۲۰۰۵ء میں۔ ''غزل ہی غزل'' (دیوانِ نیّر اسعدی (الف تا یے)) مجموعۂ غزلیات ۲۰۰۸ء میں۔ ''ثناء کے چراغ'' حمدیہ، نعتیہ، منقبتی مجموعۂ کلام چہاردہ معصومین و دیگر بزرگانِ اسلام ۲۰۱۳ء میں اور ''وفا کے چراغ'' مناقب حضرت عباس علیہ السلام ۲۰۱۴ء میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

میں نے ''ثنا کے چراغ'' اور ''وفا کے چراغ'' میں کراچی کی کچھ محفلوں کا ذکر کیا تھا۔ اور کچھ یادداشتیں تحریر کیں تھیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر

ہلاؔل نقوی نے فون پر اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں کراچی کی محافل کی تاریخ پر ایک کتاب تحریر کروں۔ وہ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ تم یہ کام کر سکتے ہو کتاب کا بس تم آغاز کردو، اللہ یہ کام مکمل کرادے گا؟ سچی بات تو یہ ہے کہ اِن محفلوں کی تاریخ میرے علاوہ خود ڈاکٹر ہلاؔل نقوی بھی لکھ سکتے ہیں اور وہ شعراء اور بزرگ سامعین جو اِن محفلوں میں شریک رہے ہیں اور ابھی اللہ کے فضل و کرم سے بقیدِ حیات ہیں بلکہ سب مل جُل کر اپنی اپنی یاد داشتیں مشترکہ طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی ضبطِ تحریر میں لاسکتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر ہلاؔل نقوی نے یہ خواہش مجھ سے ہی کیوں کی؟ شاید اس کی وجہ ''ثنا کے چراغ'' اور ''وفا کے چراغ'' کے پیش لفظ ہیں۔ جن میں اُن تاریخی محافل کے حوالے سے کچھ تحریر کیا گیا تھا۔ ورنہ کسی نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی۔

شہزاؔد زیدی اور دانؔش نقوی کے گھر مجھے عظمتؔ بلگرامی کے دو مجموعۂ کلام ''بارگاہِ خدیجہ صلواۃ اللہ علیہا'' اور بارگاہِ ابوطالبؑ کا سرسری مطالعہ کرنے کا موقع میسّر آیا اِن مجموعہ ہائے کلام میں عظمتؔ بلگرامی نے ہر منقبت کے ساتھ مصرعۂ طرح، مقامِ محفل، کس شاعر کا مصرعہ طرح ہے، صدرِ محفل کا نام، ناظمِ محفل اور مہمانانِ گرامی کے نام بھی تحریر کئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ عظمتؔ بلگرامی جہاں محفل میں شرکت کے لئے منقبت کہتے

اس کے ساتھ ہی اس محفل کا مقام، صدرِ محفل مہمانِ خصوصی اور مہمانِ گرامی، بانیِ محفل، کس نے مصرعۂ طرح دیا، سب ریکارڈ کے طور پر اس صفحہ پر لکھ لیتے جس پر منقبت لکھتے۔ ان کتابوں اور اُس دور کے شعراء سے اس سلسلے میں مدد لی جاسکتی ہے۔ آگے اِن دونوں کتابوں کے حوالے سے کچھ گفتگو ہوگی۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ ان تاریخی محفلوں کی تفصیل لکھنے کے لئے وقت اور سرمایہ درکار ہے۔ جو میرے لئے مشکل ہے اگر اللہ نے کوئی سبیل پیدا کی، طویل عمر عطا کی تو انشاءاللہ آئندہ کوشش کروں گا۔ سرِ دست مجھے اپنی کتابوں کی طباعت کی فکر ہے کہ میرا اپنا کلام جو بھی اب تک کہا ہے محفوظ ہوجائے۔ اس کے ساتھ ساتھ آنے والی کتابوں کے پیش لفظ میں اِن محافلوں کا تذکرہ کردوں گا جو ہماری تہذیب کی آئینہ دار تھیں۔

کیونکہ یہ کتاب حضرت امام حسن علیہ السلام کی منقبتوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے تو اس حوالے سے کراچی کی اُن قدیم محفلوں کا تذکرہ بھی شامل کر رہا ہوں جو شہرِ کراچی میں حضرت امام حسنؑ کے یومِ ولادت کے موقع پر منعقد ہونے والی مشہور محافل ہیں۔

۱۔ عاؔلی جونپوری کے گھر ۳۶۔ بی لانڈھی کی محفل۔

۲۔ دلدارؔ جعفری کے گھر قصرِ دلدار، ڈی۔ ۴۰، بلاک۔ ۵ فیڈرل بی

ایریا کراچی کی محفل۔

۳۔مشہودؔ جعفری کے گھر ۱۲۴۔پی۔آئی۔بی کالونی کراچی کی محفل۔

۴۔انیسؔ عابدی کے گھر جعفرِ طیار سوسائٹی کی محفل۔

۵۔مولانا صفدر حسین رضوی صاحب کے گھر ۵۱۱۔پی۔آئی۔بی۔کالونی کراچی کی محفل۔

۶۔خواجہ نادر رضا اور میر حسین علی موسوی کی طرف سے منعقد کی جانے والی محفل جو خواجہ نادر رضا کے گھر ۹۸۵۔پی۔آئی۔بی۔کالونی منعقد ہوتی تھی۔

۷۔امام بارگاہ خدیجۃ الکبریٰ ناظم آباد میں حیدرؔ رضوی ابنِ نازش رضوی کے زیرِ اہتمام ہونے والی محفل اور اس کے علاوہ چھوٹی بڑی محافل مختلف گھروں اور امام بارگاہوں میں بھی منعقد ہوتی رہی ہیں۔

میں نے ان محافل کی تفصیل کا صحیح صحیح تذکرہ کرنے کے لئے عالیؔ جونپوری کے بھائی نسیمؔ جونپوری، دلدارؔ جعفری کے فرزند ذوالفقار جعفری، مشہودؔ جعفری کے فرزند سید حسن مرتضےٰ جعفری، انیسؔ عابدی اور حیدر رضوی سے رابطہ کیا۔اور ان سے تاثرات کے لئے مضمون بھی حاصل کئے۔ تاکہ تاریخِ ادب کی یہ تشنگی کچھ کم ہو سکے۔

ہماری محافل جو ہماری تہذیب کا آئینہ دار بھی تھیں۔ وہ اِن بزرگ شعراء کے دم سے تھیں جو ہندوستان سے ہجرت کر کے یہاں قیام پذیر ہوئے تھے۔ اور اُن شعراء کے دم سے تھیں جنہوں نے ان بزرگوں کے زیرِ سایہ تربیت حاصل کی تھی، جب وہ بزرگ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تو حالات نے ان محافل کو میلوں اور تفریحِ طبع میں تبدیل کر دیا۔ اس میں گروہ بند شعراء، سیاست سے وابستہ علاماؤں، مولویوں، منقبت خوانوں اور قومیات سے وابستہ لوگوں نے خاص کردار ادا کیا۔ ہم بابِ شہرِ علم سے وابستہ لوگ محفلِ مقاصدہ، محفلِ مناقب، محفلِ منعتہ، محفلِ مسالمہ منعقد کرتے تھے اور اس میں شعراء اپنا کلام پیش کرتے تھے یا وہ علماء جو شاعری کرتے۔ مثلاً مولانا مصطفےٰ جوہرؔ، مولانا صفدر حسین رضوی، مولانا حسنؔ امداد، مولانا نسیمؔ امروہوی، مولانا مدّن عالیؔ جونپوری، علامہ رشیدؔ ترابی، علامہ طالبؔ جوہری وغیرہم سب شاعری کی تربیت اور محاسن شعری اور معائب شعری کی آگہی رکھتے تھے۔

اِن محافل میں شریک ہونے والے شعراء میں ساحرؔ لکھنوی، شاداںؔ دہلوی، ڈاکٹر ہلالؔ نقوی، قسیمؔ امروہوی، نسیمؔ جونپوری، فہیمؔ اختر، پروفیسر شاہ اقبال حمّاد، اطہر حسنینؔ اور یہ خاکسار نیّرؔ اسعدی بقیدِ حیات ہیں ورنہ موجودہ دور کے

بہت سے شعراء نے ان محافل کے آخری دور کی جھلک بھی نہیں دیکھی اور انہیں اِن محافل کی تہذیب کا کچھ پتہ بھی نہیں۔نوحہ خواں صرف سوا دو مہینے نوحہ خوانی کرتے تھے۔مگر اب بہت سوں کو بطورِ منقبت خواں نوٹوں نے ۱۲ مہینے کے لئے مصروف بنا دیا۔علامہ، مولوی جو سوا دو مہینے خطابت کرتے تھے اب وہ بھی میلاد کی محافل میں ۱۲ مہینے مستعد رہتے ہیں۔مجھے ایک مولانا نے بلایا اور کہا کہ ایک محفل کرنی ہے۔شاعروں کا انتظام کر دیں میں نے شعراء کے نام لکھے۔کہنے لگے فلاں منقبت خواں، فلاں منقبت خواں، فلاں علامہ، فلاں مولوی۔ میں نے کہا میں شاعر نہیں بلاؤں گا آپ یہ کیسی محفل کر رہے ہیں۔کہنے لگے ہم میلاد کر رہے ہیں۔محفل کیا ہوتی ہے۔افسوس ہے درِ علمِ پیمبرؑ سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والے لوگ اب علم سے کتنے دور ہوتے جارہے ہیں۔عجب نہیں آئندہ مقاصدہ، مسالمہ، منعتہ کے الفاظ بھی سننے میں نہ آئیں اور یہ الفاظ غریب الفاظ میں شمار ہونے لگیں ورنہ ہماری ادبی دنیا میں ۱۹۸۰ء کی دہائی تک محفلِ مسالمہ، محفلِ مقاصدہ، محفل منعتہ، منقبتی مشاعرہ کے عنوان سے یا جشنِ مولودِ کعبہ، جشنِ ولادتِ ممدوحین کے نام سے دعوت نامے چھپتے تھے۔

اب جو محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں اس میں منقبت خوان، نوحہ

خوان، خطیب، مولوی اور سیاست سے وابستہ شخصیات اسٹیج کی زینت ہوتے ہیں جنھیں علم وادب وشاعری کے معیار کی پستی کا اندازہ نہیں ہورہا۔ وہ لوگ جن کا تلفظ بھی صحیح نہیں وہ نظامت کرتے ہیں۔ اور ان علماء کے گرد دلجوئی کے لئے موجود رہتے ہیں۔ تہذیب پر پانی پھرتا ہے تو پھر جائے لیکن ہماری دکانداری نہ جائے۔ ان میں وہ نوآموز بے استادے شعراء بھی شامل ہیں جو بزعمِ خود استاد بن گئے ہیں۔ اور اپنے جائز اور ناجائز پیسے کے بل بوتے پر اپنے کو شاعر بنانے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں۔

ہم امام المتقینؑ کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں اپنے کردار وعمل سے متقی بننے کی کوشش کرنا چاہئے۔ ہمیں ظلم زیب نہیں دیتا جو شے جس مقام کے قابل ہے اسے وہیں ہونا چاہئے۔ شاعری حقیقی شعراء کو ہی زیب دیتی ہے۔ ہماری محفلوں کی تہذیب شعراء کے رکھ رکھاؤ، اُن کے علم وفن اور فنِ شعر گوئی کی قابلیت سے قائم تھی اور ہونی چاہئے۔ جو اصلی شعراء بقیدِ حیات ہیں انہیں اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ آپس میں محبت واخوت اور احترام کا رشتہ قائم کرتے ہوئے محفلوں کو اپنی روایتی تہذیب کا آئینہ دار بنانا ہوگا کیونکہ ہماری محفلیں محبت، اخوت اور احترام کا آئینہ ہوتی تھیں۔ ہم چہاردہ معصومینؑ کے ماننے والے ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ہماری قوم

کے ان سیاسی لوگوں کے علاوہ مولویوں نے، علاماؤں نے اور قومیات کی کرتا دھرتا شخصیات نے بھی ہمیں تقسیم در تقسیم کر دیا ہے۔ جس کا اثر ہماری محفلوں میں در آیا اور ہماری محفلوں کی تہذیب کو اُلٹ دیا۔ شعراء کا تعلق محفل سے باہر قومیات سے ہو تو ہو، محفل میں محاسن اور معائبِ شعری پر توجہ مرکوز رکھنی چاہئے تھی اور محفل کی تہذیبی روایت پر جو تقریباً خود ساختہ ادیبوں اور نام نہاد بزموں نے ختم کر دی۔ ان کا علم و ادب سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ علم و ادب کا لبادہ اوڑھ کر مخیّر حضرات کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ منبروں اور اسٹیج کی زینت وہ لوگ ہو گئے جو متقی اور اہلِ تقویٰ نہیں ہیں۔ اہلِ تقویٰ لوگ علم و ادب کو ملحوظ رکھتے تھے مگر یہ تاجرانِ خونِ حسینؑ صرف مالِ دنیا میں غرق نظر آتے ہیں۔ میر ببر علی انیسؔ اور مرزا سلامت علی دبیرؔ سید اور غیر سید دونوں متقی پرہیز گار شاعر تھے۔ ان کے کلام متقی اور پرہیز گار مومنوں کی زبان پر جچتے بھی ہیں اور روحانی کیفیت مجالس میں طاری ہو جاتی ہے ورنہ یہ نام نہاد لوگ انیسؔ اور دبیر کا ایک ہی کلام بار بار پڑھتے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ یہ منبر پر بیٹھ کر سامعین پر رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں جو منبر و فرشِ عزا کی تہذیب کے منافی ہے۔ یہ مجلسی لوگ نہیں ہیں بلکہ یہ دنیوی لوگ ادبی دنیا میں لابنگ کے ذریعے داخل ہو گئے

ہیں۔ان کی مدد وہ بے استادے شعراء کرتے ہیں جو اپنی جائز و ناجائز دولت کے بَل پر خود کو شاعر اور ان کو دانشور منوانے میں مصروف ہیں۔ ان بے ادب لوگوں نے علم وادب کی دنیا کو اجاڑ دیا اور مزید تباہی اور بربادی پر تلے ہیں۔ایک شریف النفس شاعر، خاموش طبع اور شرافت کا پیکر تو ہوسکتا ہے مگر بےوقوف نہیں۔ وہ ان کی مکاری پر نظر رکھتا ہے اور ان سے الگ رہ کر گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا ہے کہ ان بے ادب لوگوں کے منہ لگنے سے یہی بہتر ہے۔ یہ لوگ فیس بک پر دنیا میں خونِ حسینؑ کی تجارت میں مصروف ہیں۔ انشاءاللہ امامِ وقت کے ظہور پر یہ اپنے عبرت ناک انجام کو ضرور پہنچیں گے۔

ہم چہاردہ معصومینؑ کے ماننے والے ہیں جنہوں نے توحید کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کردیں اور آخری معصومؑ اب بھی پردۂ غیبت سے توحید کی حفاظت کررہے ہیں۔ کعبہ اللہ کا گھر ہے مکہ میں یہ گھر مولائے متقیانؑ کی جائے ولادت ہے۔آج بھی اعجازِ خدا سے اس کی دیوار میں وہ نشانَ موجود ہے جہاں سے دیوار شق ہوکر در بنا تھا اور بنتِ اسدؑ مادرِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ داخلِ خانہ کعبہ ہوئی تھیں۔ ہمیں کعبے سے اس لئے بھی عقیدت ہے کہ یہ اللہ کے گھر کے علاوہ جائے ولادتِ امیرالمومنینؑ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے۔ یہی وجہ ہے ۱۳ ؍رجب کا دن ہم جشنِ مولودِ کعبہ کے طور پر

مناتے ہیں مدینہ وہ مقام ہے جہاں محبوبِ کبریا آنحضرت محمد مصطفیٰؐ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کا روضہ مسجدِ نبویؐ میں ہے اور جنت البقیع میں جنابِ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام کے مزارات ہیں، اس کے علاوہ شہدائے بدر واحد اور آلِ رسولؐ کے مزارات ہیں، وہاں کی حکومت اور شہنشاہیت سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہم ان ہی مزارات کی عقیدت لئے وہاں جاتے ہیں۔ ان مقامات مقدسہ پر عقیدت مند جاتے رہے ہیں اور جاتے رہیں گے کیونکہ وہاں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ لہذا مکہ اور مدینہ سے ہمارا یہ روحانی رشتہ کوئی ختم نہیں کرسکتا ہے۔ عراق کے شہر نجف میں امام المتقین، حیدرِ کرّار علیِ مرتضیٰؑ کا روضہ مبارک ہے۔ کربلا میں حضرت امام حسینؑ، اولادِ حسینؑ اور اصحابِ حسینؑ وشہدائے کربلا کے روضے ہیں۔ کاظمین میں موسیٰ کاظم علیہ السلام کا روضہ اور حضرت امام محمد تقیؑ کا روضہ اور سامرہ میں، حضرت امام علی نقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہما السلام کے روضے ہیں اور جائے غیبتِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ ہے۔ عراق میں انبیاء کے مزارات ہیں۔ مقامِ نوح ہے۔ ان مقدس مقامات کی وجہ سے بین الاقوامی سیاسی مسائل ہمارے اس روحانی

رشتہ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتے۔ شام میں بی بی سکینہؑ، بی بی زینبؑ، اور اُمِ کلثومؑ کے مزارات اور اصحابِ رسولؐ کے روضے ہیں تو یہ روحانی تعلق ختم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مشہد میں اور قُم میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام اور معصومہؑ قُم (خواہرِ مولا رضاؑ) کے روضے ہیں۔ اور ان تمام ممالک میں امام زادوں کے روضے اور اصحاب کے روضے بھی ہیں تو یہ روحانی رشتہ کوئی نہیں توڑ سکتا۔ پاکستان میں لعل شہبازِ قلندرؒ، عبداللہ شاہ غازیؒ، بی بی پاک دامن اور بہت سے بزرگانِ دین اور اولادِ رسولؐ کے مزارات ہیں اور ہندوستان میں خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاءؒ، سید شرف الدین نقوی شاہ ولایتؒ، سید نصیر الدین شاہ عابدیؒ اور بہت سے بزرگوں کے مزارات ہیں جن پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے تو وہ ہجرت کر کے پاک و ہند میں آئے اور دینِ اسلام کی تبلیغ کی۔ اور اُن روحانی شخصیات سے جن کے مزارات ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ اس سے بھی اندازہ لگالیں کہ پاکستان اسٹیل میں کچھ مقامات پر بزرگوں کے مزارات پاکستان اسٹیل کی تعمیر کے وقت معلوم ہوئے کہ وہاں کی زمین ہموار کرنے کے لئے جب ہیوی مشینری کا استعمال کیا گیا تو مشین رُک گئی۔ بار بار نئی سے نئی مشین استعمال ہوئی مگر وہ مزارات کے قریب بار بار رُک جاتی تھی۔ روسی انجینئر

بھی حیرت زدہ ہو گئے بالآخر وہاں مزارات تعمیر کر دیئے گئے۔ لوگ وہاں اِن کے وسیلے سے دعائیں مانگتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہیں۔ یہ مزارات اب بھی وہاں موجود ہیں اور پاکستان اسٹیل مل کے نقشے کے مطابق تعمیر میں یہ مزارات روحانی طور پر مانع آئے۔ ہمارا روحانی تعلق چہاردہ معصومینؑ، بزرگانِ دینؒ، اصحابِ رسولؐ اور خدائے وحدہٗ لاشریک سے ہے۔ لہٰذا ہمیں تقسیم مت کرو۔ بدنصیبی یہ ہے کہ ہمارا پاکستان میں کوئی مرکز نہیں جو ہمارے بنیادی حقوق کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے آواز بلند کر سکے۔ ہمارے بزرگوں قائدِ اعظم محمد علی جناح، راجہ صاحب محمود آباد اور اکابرینِ ملت، پاکستان بنانے میں پیش پیش رہے۔ راجہ صاحب محمود آباد مرثیہ گو شاعر بھی تھے اور ایسی شخصیت جو علم و ادب میں ایک مقام رکھتی تھی کہ اُن کی سماجی اور سیاسی خدمات پر الگ ایک کتاب لکھی جانی چاہیے تاکہ نئی نسل کو معلوم ہو کہ پاکستان بنانے والے محسن کی کیا خدمات ہیں۔ ڈاکٹر یاور عباس کے عشرۂ مراثی میں وہ نو تصنیف مرثیہ پیش کرتے تھے۔ ہم پاکستانی ہیں، پاکستان کے وفادار لیکن المیہ یہ ہے کہ ہمیں عالمی سیاست کے تناظر میں شہید کیا جا رہا ہے اور اس میں اپنے اور غیر جو بھی شامل ہیں وہ روزِ محشر، شافعِ محشر اور خاتونِؑ جنت کے سامنے کیسے جائیں گے؟ ہماری پاکستان میں پاکستان کی طرزِ

حکمرانی پر نظر ہونی چاہئے کہ وہ ہمارے بنیادی حقوق کو کیوں روندرہی ہے۔ ہمیں کاروبار سے روکا جارہا ہے، کہیں دکان کھولو تو ٹارگٹ کردیا جاتا ہے۔ اگر کہیں کلینک کھولو تو قتل کردیا جاتا ہے، ہمیں کاروبار سے معذور کیا جارہا ہے، ہمیں نوکریوں سے محروم کیا جارہا ہے، ہمیں رہائش سے اس طرح محروم کیا جارہا ہے کہ اہل تشیع کو مکان کرائے پر نہیں دیے جارہے، ہمارے مکانات ڈرادھمکا کراونے پونے لے کر فلیٹ تعمیر کئے جارہے ہیں اور ہمیں بے دخل کیا جارہا ہے یہ یزیدیت نہیں تو اور کیا ہے۔ ہرادارے میں ۴۰ فیصد شیعہ کے تناسب سے اس قوم کو ملازمت نہیں دی جارہی۔ نظامِ حکومت پائمال ہوچکا ہے۔ رشوت اور مال بناؤ اور ملک سے باہر نکل جاؤ۔ یہ ہماری طرزِ حکمرانی ہے ہرادارہ تباہ ہے، معاشرہ تباہ ہے، چھوٹے بڑوں کی تمیز نہیں رہی۔ مجلسی آداب ختم ہوتے جارہے ہیں، پڑوسیوں کے حقوق کا ادراک ختم ہوگیا، حقوق العباد کی پامالی کی جارہی ہے۔ قرض لو اور کھاؤ پیو عیش کرو۔ بعد میں عوام جانے اور قرض جانے یہ ہے ہرادارے کا نصب العین۔ رشوت کا بازار ہر طرف گرم ہے مالِ دنیا میں غرق لوگوں کو آخرت کی کچھ فکر نہیں، بات اس پر ہونی چاہئے۔ لسانیت اور فرقہ واریت پر نہیں ہم پاکستانی ہیں اور مسلمان بس۔ غیر مسلم کے حقوق اسلام میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کے

حقوق کو کون غصب کرر ہا ہے۔ فرقوں سے ہٹ کر سب مسلمان بھائی بھائی ہیں، پاکستانی ہیں اور پاکستان کے استحکام کے لئے شیر وشکر ہوکر رہنا چاہیے اور ایک دوسرے کے احترام کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ یہ اسلحہ ساز ممالک نے ہمیں کیوں ہتھیار تھمادئے۔ ہمارے ملک میں یہ جنگ وجدل کیوں؟ کیا کافروں کے ممالک میں فرقے والے نہیں ہیں کیا وہاں لسانیت والے نہیں۔ایسے ممالک میں یہ سوچ پیدا کیوں نہیں کرتے۔ ہمارے ملک میں یہ سوچ دے کر ہتھیار بیچ رہے ہیں، سب کو معلوم ہے اسلام کے مطابق جھوٹ نہیں بولنا چاہیے لیکن جھوٹ معاشرے میں سرایت کردیا گیا سب کو معلوم ہے رشوت لینی اور دینی حرام ہے مگر معاشرے میں یہ سرایت کردی گئی۔ اور اُن دو چیزوں نے پوری تہذیب اور معاشرے کا حلیہ خراب کردیا۔ ہمیں اس سے بھی غرض نہیں مگر ہماری ادبی محفلیں بھی اس کی زد میں آگئیں اور ہماری محافل کی تہذیب الٹ دی گئی۔ جس کا ہمیں افسوس نہیں ہوگا تو کس کو ہوگا۔ ہم ان تہذیبی محفلوں کے پروردہ ہیں۔ یوں ہماری آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔ اور ہم حق بات کہتے ہیں تو یہ نام نہاد سیاسی لوگ، دانشور و علامہ و مولوی ہم سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ کاش انہیں خوفِ خدا ہو، خوفِ معصومینؑ ہو خوفِ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ ہو۔ ہمارے فرشِ عزا اور فرشِ

وِلا کی ایک تہذیب تھی۔ میں نے جن بزرگوں کے سائے میں آنکھیں کھولیں وہاں منبر پر ہر کس و ناکس نہیں بیٹھتا تھا۔ دورے کی مجالس میں پڑھے لکھے ذاکرین منبر پر نہیں بیٹھتے تھے کھڑے ہوکر ذکرِ حسینؑ کرتے تھے روتے تھے اور رُلاتے تھے۔ یہ احتیاط تھی۔ کہ اس منبر کو رسولؐ سے نسبت ہے اور بعدِ رسولؐ اس منبر کے ساتھ بھی بہت ظلم ہوا ہے کہ اس سے صاحبِ منبر کو دور رکھا گیا اور اب بھی یہ ظلم جاری ہے۔ وہ، جو حضرت عباس علیہ السلام کی قدر و منزلت سے بھی واقف نہیں نہ جانے کس کس کے بدن سے مولا عباسؑ کے سراپے کو تشبیہہ دے رہے ہیں۔ صاحبِ تطہیر بی بیؑ فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا نے مولا عباسؑ کو اپنا بیٹا کہا اور یہ نام نہاد ذاکرین ان کو کس کس سے نسبت دے رہے ہیں اور اِن کے پیروکار اِن کو منبر کی زینت بنا رہے ہیں بلکہ ایک طبقہ بدکردار لوگوں کو منبر اور اسٹیج کی زینت بنانے میں منہمک ہے، کہ اُن سے کسی بھی ذریعہ سے مالی فائدہ حاصل کیا جاتا ہے تو کون اس قوم کی اصلاح کرے گا۔ اللہ اس قوم پر رحم کرے اور امامِ زمانہؑ کے ظہور میں تعجیل فرمائے آمین۔

اگرچہ ہم کچھ نہیں کر سکتے مگر سچ تو بیان کر سکتے ہیں حالانکہ اس میں جان کا خطرہ بھی ہے۔ لیکن موت تو آنی ہے۔ سب کو یہاں سے خالی ہاتھ

جاتا ہے۔تو مالِ دنیا سے بے فکر مآلِ عقبیٰ ساتھ لے کر جائیں تو کیا خوب ہو۔کاش قوم کے علامہ ، مولوی، قومیات سے وابستہ لوگ ایک مرکز پر آجائیں اورقوم کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو حل کرنے پر توجہ دیں اور قوم کا مرکز سے رابطہ ہو۔قوم کے مسائل مرکز حل کرے۔ خدارا فرشِ عزا، فرشِ ولا اور محفل کی تہذیب کو اپنی اپنی جگہ رہنے دیں ان کو سیاست سے پاک رکھیں یہ وقت کا تقاضا ہے۔شہنشاہِ امن کی سیرت کو اپنانے کا وقت ہے ۔خدایا پاکستان میں مرکز بناؤ اور پاکستان کی حفاظت کے لئے سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔سب ایک ہو، سب محترم ہو، سب قوم پر رحم کرو اللہ تمھارا بھلا کرے گا۔

اب میں شہنشاہِ امن وآشتی امام حسن علیہ السلام کی ولادت پر کراچی میں ہونے والی محفلوں کا تذکرہ کررہا ہوں جو ہماری تہذیب کی آئینہ دار رہی ہیں۔

دلدار جعفری کے دولت کدے قصرِ دلدار کی محفل

جشنِ ولادتِ امام حسن علیہ السلام

شہرِ کراچی میں قصرِ دلدار میں ہونے والی محفل جشنِ ولادت امام حسن علیہ السلام کا شمار قدیم محافل میں ہوتا ہے اس محفل کا ۵۰ سالہ جشن گولڈن جوبلی کے طور پر منایا گیا۔اس جشنِ ولادتِ امام حسنؑ کی محفل

میں ایک سامع جمیل احمد حیدری نے مستقل ۵۰ سال شرکت کی تھی۔ اس مردِ مومن کو خانوادۂ دلدآر جعفری نے شیلڈ سے نوازا تھا۔ جمیل احمد حیدری کے بڑے بھائی زمرّد حیدری (مرحوم) شاعر تھے وہ بھی اس محفل میں شرکت کرتے رہے تھے اور اپنا کلام پیش کیا کرتے تھے۔ میری اس کتاب میں زیادہ تر مناقب قصرِ دلدآر میں ہونے والی طرحی محفل کی ہیں۔ یہ محفل تقسیمِ پاک و ہند سے پہلے میرٹھ میں منعقد ہوتی تھی۔ جو دلدار جعفری کا آبائی شہر ہے۔ اس محفل میں کراچی کے بڑے بڑے شعراء نے صدارت کی ہے۔ اور تقریباً کراچی کے ہر چھوٹے بڑے شاعر نے اپنے کلام سے سامعین کو نوازا ہے۔ میں نے دلدآر جعفری کے فرزند ذوالفقار جعفری سے اس محفل کی تاریخی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے رابطہ کیا تا کہ صحیح صحیح اس محفل کے بارے میں لکھا جا سکے وہ کہتے ہیں۔

''قدیمی جشنِ ولادت امام حسنِؑ مجتبیٰؑ کا سلسلہ میرٹھ سٹی انڈیا میں ہمارے دادا امداد علی جعفری سے شروع ہوا۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ کلیمِ آلِ عبا شاہدؔ نقوی مرحوم نے قصرِ دلدار کی محفل میں یہ اعتراف کیا تھا کہ میں نے میرٹھ میں بھی اس جشن میں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ جشن انڈیا سے پاکستان کی سرزمین پر آ گیا۔ ہم بھائیوں نے جشن کی تاریخ جہاں

تک ہو سکی ۲۰۱۶ء تک نکالی۔ ۱۹۴۷ سے لے کر ۱۹۶۵ء تک جو بیچ کا وقت تھا اس تک رسائی سے ہمارا شعور قاصر ہے لیکن اس دوران بھی محفل جاری و ساری رہی۔ اس جشن میں ہمارے والد دلدار علی جعفری کی معاونت ہمارے خالو محمد حشمت حسین قنبر میرٹھی کرتے تھے اور نامور شعرائے کرام کو پڑھوانے اور لانے میں ان کا کافی کردار تھا۔ کراچی میں اس جشن کی پہلی صدارت استاد قمر جلالوی نے کی اور نظامت انور حسین انور نے کی جو ہمارے عزیز بھی تھے۔ استاد قمر جلالوی کے انتقال کے بعد تاسف خورجوی نے صدارت کی۔ تاسف خورجوی کے انتقال کے بعد ڈاکٹر یاور عباس نے اس کے بعد رئیس امروہوی صاحب نے ، رئیس امروہوی کے انتقال کے بعد مولانا نسیم امروہوی نے ،ان کے انتقال کے بعد محفل کو دو نشستوں میں کر دیا گیا۔ پہلی نشست کی صدارت کلیمِ آلِ عبا شاہد نقوی نے اور نظامت اشرف عباس نے کی۔ دوسری نشست کی صدارت پروفیسر سحر انصاری نے کی اور نظامت کوثر نقوی نے کی۔ اس کے علاوہ مختلف وقتوں میں مختلف اساتذہ اس محفل کی صدارت کرتے رہے جن میں فیض بھرتپوری، مولانا تقی ہادی تقوی صاحب پروفیسر حسن اکبر کمال وغیرہم شامل ہیں۔ اس جشن کی محافل میں جن اساتذہ اور شعرائے کرام نے مختلف اوقات میں اپنا طرحی کلام پیش کیا

ان کے نام یہ ہیں۔
صہبا اختر، تجمّل لکھنوی، عزت لکھنوی، جوش ملیح آبادی، عالی جونپوری، ڈاکٹر ہلال نقوی، عزم جونپوری، نفیس فتح پوری، ساحر فیض آبادی، اُمید فاضلی، شبّر رضوی، اقبال کاظمی، اطہر جعفری، جمال جعفری، مولانا راحت قمی، ابرار عابد، ساغر نقوی، رضوی جارچوی، نعیم میرٹھی، انور اعظمی، خمار فاروقی، ڈاکٹر یاور حسین رضوی شہید، حیدر علی، اختر کاظمی، زاہد نقوی، عالم علی، محمد انور حسین، دلاور حسین، وقار محسن، ابو جعفر، فیض امروہوی، ذہین حیدر ذہین، جعفر حسن جعفر، عابد حشری، صفدر نوگانوی، شفیق الہٰ آبادی، شفق اکبر آبادی، ضیاء الحسن موسوی، اکبر فیض آبادی سحر لکھنوی، جون ایلیا، احسان امروہوی، کرّار جونپوری، مولانا توقیر زیدی، زیبا ردولوی، بہزاد لکھنوی، سید محمد جعفری، سبطِ حسن انجم، طالب جارچوی، حسین بھائی نظر، مجاہد لکھنوی، احمد بھائی بھگت، پروفیسر سردار نقوی، سیف زلفی، قائم امروہوی، ولی جارچوی، نظر جعفری، عروج بجنوری، ثمر ہوشنگ آبادی، عابد حشری، زاہد فتح پوری، محسن فتح پوری، عادل فتح پوری، نازش رضوی، ظفر جونپوری، رُسوا میرٹھی، راہی جہانگیر آبادی، نیّر اسعدی، پروفیسر کرّار حسین، وفا کانپوری، میر رضی میر، معجز جونپوری، قمر حسنین، منتظر زیدی، وحید الحسن ہاشمی،

بشیرؔ جعفری، شہید پروفیسر سبطِ جعفرؔ زیدی، قسیمؔ امروہوی، تقیؔ ہادی، اخترؔ ہاشمی، فہیمؔ اختر، ناصرؔ زیدی، کوثرؔ نقوی، فیضؔ بھرتپوری، گوہرؔ جعفری، صدفؔ جلالوی، علمدار اسلم، آبادؔ محمد نقوی، ساحرؔ لکھنوی، اسیرؔ فیض آبادی، شاہد جعفر، برقؔ زیدی، مشہودؔ جعفری اور بہت سے شعرائے کرام نے اس محفل میں شرکت کی، ایک طویل فہرست ہے جو کہ ہم لکھنے سے قاصر ہیں۔

نظامت کے حوالے سے ناظمِ محفل کے جو نام ذہن میں آرہے ہیں وہ انور حسین انورؔ، عالم علی، ابوجعفر، قسیمؔ امروہوی، اشرف عباس، پروفیسر سبطِ جعفرؔ شہید، کوثرؔ نقوی، شجاع عباس ایڈوکیٹ، قیصرؔ جعفری، سمیعؔ نقوی، ہیں اوراب ۲۰۱۴ء سے مقصود عالم ہمایوں، اورابرارؔ فتح پوری، نظامت کررہے ہیں اس جشن کی جب ۵۰ سالہ گولڈن جوبلی منائی گئی تو اس میں انڈیا سے مندرجہ ذیل شعرائے کرام نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔

انورظہیر انورؔ، محمد عمر رحمیؔ، انظارؔ سیتا پوری، تقیؔ نوگانوی، ممتازؔ میرٹھی، شہنشاہؔ بجنوری۔ گذشتہ ۸ سالوں سے اس محفل کے طرحی مصرعے میں خود (ذوالفقار جعفری) دیتا ہوں۔ پہلا مصرع میرے والد کے نام کی رعایت سے ہوتا ہے دوسرا مصرع یا ردیف ممدوح کے نام کی مناسبت سے دی جاتی ہے مثلاً:۔(۱)۔ قصرِ دلدارؔ میں محفل کا مزا آتا ہے

(۲) ردیف: حسنؑ کا ذکر کریں

مختصر یہ کہ یہ محفل امام حسنؑ جو انڈیا میرٹھ سٹی سے چلی اور پاکستان میں ناظم آباد بڑا میدان کراچی میں منعقد ہوئی پھر اس کے بعد قصرِ دلدارؔ، ڈی۔۴۰، بلاک۔۵، ایف بی ایریا میں جاری وساری ہے اور انشاءاللہ آئندہ بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کے کرم سے جاری وساری رہے گی''۔ (ذوالفقار جعفری)

اس محفل کے اشتہار میں تمام مرحوم شعراء کے اسمائے گرامی برائے سورۂ فاتحہ ایصالِ ثواب کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ یہ بہت سعادت کی بات ہے۔ خانوادۂ دلدارؔ جعفری بہت اہتمام سے یہ محفل کرتے ہیں، دسترخوانِ امام حسنؑ کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خانوادۂ دلدارؔ جعفری کی توفیقات میں اضافہ کرے اور محفلِ جشنِ ولادت امام حسن علیہ السلام اور شاندار اور احسن طریقے سے منعقد ہوتی رہے۔ آمین ثم آمین۔

اس محفل پر بھی اب کچھ نہ کچھ حالات کا اثر ہوا ہے۔ مگر پھر بھی بہت سی اقدار کی پاسداری کسی نہ کسی حد تک موجود ہے۔

عالیؔ جونپوری کے دولت کدے ۳۶۔بی لانڈھی میں ہونے والی محفلِ مقاصدہ بسلسلہ ولادتِ امام حسن

عالیؔ جونپوری کے دولت کدے پر ۱۹۶۸ء سے جشنِ ولادت امام

حسنؑ کے سلسلے میں محفلِ مقاصدہ میں اس دور کے بڑے بڑے شعراء نے شرکت کی ہے یہ محفل آج بھی ان کے پوتے یعنی عمّاد جونپوری کے فرزندان بڑے خلوص سے منعقد کرتے ہیں۔ مگر اس محفل کی وہ شان وشوکت نہیں رہی جو عمّاد جونپوری کی حیات تک قائم تھی۔ منقبت خوانوں نے اس قدیم محفل میں شاعری کی جگہ منقبت خوانی کو فروغ دینا شروع کردیا ہے یہ طرحی محفل اب غیر طرحی محفل ہوگئی ہے۔ اس کی شان وہ نہیں رہی جیسی ہونی چاہئے تھی یا ہوتی تھی، کراچی کے حالات اس محفل پر بھی اثر انداز ہوگئے۔ میں اس محفل میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ یہ محفل رات ۹ بجے شروع ہوتی تھی۔ بیشتر شعراء قصیدہ پیش کرتے تھے۔ یہ محفل سحری سے قبل ختم ہوتی تھی۔ اس کے بعد شعراء سحری کرتے تھے۔ عالیؔ جونپوری اور ان کا خانوادہ اس سحری کا خاص انتظام کرتے تھے۔ قیمہ اور بن سے شعراء اور سامعین کو سحری کرائی جاتی تھی۔ چائے پیش کی جاتی تھی اور حریرہ خاص طور پر تیار کروایا جاتا تھا جو شعراء وسامعین کو پیش کیا جاتا تھا۔ جس کا شہر میں سال بھر چرچا رہتا تھا۔ حریرہ، دودھ، چینی، مغزیات، بادام، پستہ اور اصلی گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا تھا۔ اس محفل میں یہ حریرہ شعراء اور روزہ دار سامعین کے لئے خاص طور پر سحری میں پیش کیا جاتا تھا لیکن اب یادیں رہ گئیں۔ جب میں نے مولانا مدّن

صاحب عالؔی جونپوری کے چھوٹے بھائی نسیؔم جونپوری سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس محفل کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ وہ کہتے ہیں۔

''اس محفل مقاصدہ کی تاریخ کو میں نے اپنے حافظے کے مطابق دوحصّوں میں تقسیم کیا ہے جومندرجہ ذیل ہیں:

ہندوستان میں محفلِ مقاصدہ امام حسن علیہ السلام

تقسیمِ ہندوستان سے قبل اردوشعروادب کے حوالے سے چندشہر جو مشہور تھے ان میں شیرازِ ہند جونپور کا نام آج بھی اہلِ دانش کے لئے قابلِ ستائش ہے اور اس شہر کی ادبی اور علمی سرگرمیاں طشت از بام ہیں ہمارے خاندان کو بھی اسی شہرِ پروقار میں سکونت نصیب ہوئی اور تقسیمِ ہند سے قبل پشت در پشت اس سرزمین کی آغوشِ عاطفت میں گذری۔ میرے مورثِ اعلیٰ شاہ علی حماؔد کا شمار جونپور کی معروف ادبی اور علمی شخصیت میں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ان کا ذوق ہی اس محفلِ مقاصدہ کے قیام کا بنیادی سبب وعلت قرار پایا۔ یوں اس عظیم الشان محفلِ مقاصدہ کا انعقاد آج سے ۲۰۰ سال قبل عمل میں آیا۔ دادا جان (شاہ علی حماد) کیونکہ خود صاحب زمین و جائیداد تھے لہذا انہوں نے اس محفل کے اخراجات کے لئے ۶ بیگہ زمین کی آمدنی مختص کی ہوئی تھی۔ دادا جان کیونکہ خود ایک معروف شاعر وخطیب تھے اس لئے اس

محفل میں نہ صرف جونپور کے مقتدر اور معزز شعرائے کرام شرکت کرتے تھے بلکہ قرب و جوار کے بھی شعرائے کرام بلا تفریقِ مذہب و ملت باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے۔ دادا جان کی رحلت کے بعد اس محفل کا انتظام و انصرام میرے والدِ بزرگوار مولوی شاہ زین العباد (کلیم جونپوری) نے اپنے خلوص و کاوش سے اس سلسلے کو بخوبی جاری رکھا۔ یاد رہے کہ یہ محفلِ مقاصدہ ہندوستان یعنی اپنی ابتدا سے لے کر ۱۰ سال پہلے تک ہمیشہ کی طرح، طرحی منعقد ہوتی تھی۔ میرے حافظے میں آج بھی ہندوستان میں ہونے والی محفل کا ایک مصرعہ طرح ہے۔

حسنؑ میں حُسنِ رسالتمآبؐ دیکھ لیا

اس طرحی محفلِ مقاصدہ میں ابا جان کا ایک مطلع آج بھی ذہن پر نقش ہے ملاحظہ ہو:

جو لاجواب تھا اس کا جواب دیکھ لیا
حسنؑ میں حُسنِ رسالتمآبؐ دیکھ لیا

پاکستان میں محفلِ مقاصدہ کا قیام

۱۹۶۷ء میں ترکِ وطن کے بعد میں اپنے بھائی اور بہنوں اور والدہ کے ہمراہ پاکستان کراچی میں قیام پذیر ہوا۔ لانڈھی ۳۶۔بی میں میرے بڑے بھائی شاہ محمد حماد (عالیؔ جونپوری) مجھ سے پہلے کراچی آچکے تھے۔

چنانچہ اُن سے پہلی ملاقات میں ہی میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہمارے خانوادے میں پشت در پشت سے ہونے والی محفلِ مقاصدہ کا قیام کراچی میں بھی کیا جانا چاہئے۔ میرے بڑے بھائی نے اس تجویز کو بہت پسندِ خاطر کیا چنانچہ میرے بڑے بھائی عالؔی جونپوری ان کے بیٹے حمادؔ جونپوری اور ظفؔر جونپوری صاحب کے باہمی مشورے سے یہ محفل ۱۹۶۸ء میں پہلی بار لانڈھی ۳۶۔بی میں منعقد ہوئی۔ اس محفلِ مقاصدہ کی صدارت شہر کے معروف علمائے کرام اور شعرائے اہلبیتؑ نے بھی کی۔ جن میں مولوی مجاور حسین، علامہ طالؔب جوہری، رئیؔس امروہوی، ڈاکٹر انصار حسین کے نام آج بھی میرے حافظے میں محفوظ ہیں اور چند ہی برسوں میں یہ محفل شہرِ کراچی میں ہونے والی صفِ اول کی محافل میں شمار کی جانے لگی۔ اس محفلِ مقاصدہ کے اخراجات ابتدا ہی سے میرے بھتیجے شاہ حسین حمادؔ (حماد جونپوری) خود کیا کرتے تھے۔ یہ محفل افطار کے بعد سے سحری تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رہا کرتی تھی غالباً ۲۰ برس قبل اس محفل میں معروف شاعر وحید الحسؔن ہاشمی صاحب نے بھی شرکت کی اور انہوں نے اپنی طرحی منقبت پیش کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت کی کہ میں نے یہ محفل پہلی بار اپنے بچپن میں جونپور میں پڑھی یا آج ضعیفی میں پڑھنے کی سعادت کراچی میں حاصل ہورہی ہے۔ کراچی میں اس محفل میں تجؔل لکھنوی، عزؔت لکھنوی، سحؔن فتحپوری، ظفؔر جونپوری، کرؔار جونپوری، نفیسؔ فتحپوری، زاہد فتح پوری، سعیؔد جونپوری، عزم جونپوری

معجز جونپوری، ساحر فیض آبادی، فیض بھرتپوری، اسیر فیض آبادی، میر رضی میر، شاہد نقوی، ساحر لکھنوی، صہبا اختر، عظمت بلگرامی، ضو کلیمی، کیف بناری، عروج بجنوری، نظر جعفری، وفا کانپوری، حسین بھائی نظر، نیّر اسعدی اور یاور اعظمی جیسے معتبر و مقتدر شعرائے کرام شریکِ محفل ہوا کرتے تھے۔

حمّاد جونپوری کے انتقال کے بعد اب محفل میری زیرِ نگرانی منعقد ہو رہی ہے۔ حماد جونپوری کے دونوں فرزند شاہ انور کلیم اور شاہ سرور کلیم نے اس محفل کا الحمد اللہ انتظام سنبھال لیا ہے جو بڑے خلوص سے یہ محفل کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ یہ محفل اسی طرح تا بہ ظہورِ امامِ زمانہؑ قائم رہے۔ (نسیم جونپوری)''

لیکن اب یہ طرحی محفلِ مقاصدہ غیر طرحی میلاد میں تبدیل ہوگئی ہے جہاں چند مقامی شعراء اور منقبت خوان پڑھتے ہیں۔ شہر میں اس محفل کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے اور نہ ہی شہر کے معتبر شعراء کو یاد کیا جاتا ہے۔

مشہود جعفری کے گھر ۱۲۴۔ پی۔ آئی۔ بی کالونی کراچی میں ولادتِ حسنؑ مجتبیٰ کے سلسلے میں طرحی منقبتی مشاعرہ

ہر سال ۱۵ رمضان کو مشہود جعفری کے دولت کدے پر طرحی منقبتی مشاعرہ ہوتا تھا۔ جس میں شہر کے اس زمانے کے سینئر شعرائے کرام شرکت کرتے تھے۔ مشہود جعفری اپنی ۶ بہنوں میں اکلوتے بھائی تھے۔ ہماری دوستی

اتنی گہری تھی کہ انہوں نے مجھے اپنا بھائی بنایا ہوا تھا۔ وہ جب کسی گھریلو پریشانی میں مبتلا ہوتے تو میرے پاس آتے اور پھر کافی دیر گھر پر بیٹھتے۔ اِدھر اُدھر کی گفتگو ہوتی اور پھر سکون سے گھر چلے جاتے۔ مشہود بھائی حبیب بینک پیر الٰہی بخش کالونی کراچی برانچ میں ملازم تھے۔ اُن کے والد شاہد جعفری کا انتقال ہوگیا تھا۔ جب مشرقی پاکستان کے حالات خراب تھے تو اُن کا ٹرانسفر حبیب بینک کی ڈھاکہ برانچ میں ہوگیا۔ اکلوتا ہونے کے سبب اور خرابیِ حالات کی وجہ سے والدہ نے جانے سے منع کردیا تو انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ والدہ کی خواہش کی تکمیل کے بعد مشہود جعفری نے مختلف جگہ پرائیویٹ کمپنیوں میں نوکری کی۔ اپنی محدود آمدنی میں وہ ہر سال اپنے گھر نعتیہ محفل ربیع الاوّل میں ۱۳ رجب کو جشنِ مولودِ کعبہ، ۳ر شعبان جشنِ ولادتِ امامِ حسینؑ اور ۱۵ رمضان کو جشنِ ولادتِ امامِ حسنؑ کے سلسلے میں محفل اور محرم میں مجلس اور محفلِ مسالمہ کرتے تھے۔ محفل کے انتظام کے سلسلے میں باہر کے کاموں کے لئے میں مشہود بھائی کا ہاتھ بٹاتا تھا اور گھر میں بھابی کے ساتھ میری بیگم انتظام میں مدد کرتی تھیں۔ دوپہر کو بھابی کے ساتھ میری بیگم افطار اور کھانے کے انتظام میں مشغول رہتی تھیں۔ افطار کے وقت شعراء کو اور سامعین کو افطار کرایا جاتا تھا۔ اہلسنت کو ان کے

وقت پر اور اہل تشیع کو اپنے وقت پر۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہر دو جانب سے خلوص کے ساتھ لوگ شریکِ محفل ہوتے تھے۔ تو یوں افطار، کھانے اور نماز کے بعد طرحی محفل شروع ہوتی تھی اور شعرائے کرام طرحی کلام پیش کرتے تھے۔ یہ محفل رات گئے تک جاری رہتی تھی۔ یعنی تقریباً سحر تک۔ اس کے بعد جو شعراء جانا چاہتے وہ اپنی ٹرانسپورٹ میں خود چلے جاتے۔ باقی شعراء وہیں فرشِ ولا پر لیٹ جاتے اور محفل کے بعد شعراء کے کلام پر گفتگو ہوتی اور چائے کے دور چلتے۔ سحری پر رات کا بچا ہوا قورمہ اور بعض دفعہ ہوٹل سے نہاری بھی منگوا لیتے تھے۔ اور سحری کرتے اور نمازِ فجر کے بعد جب ٹرانسپورٹ چلنی شروع ہو جاتی تو باقی شعراء واپس اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں مشہود جعفری کے گھر امام حسنؑ کے سلسلے میں ہونے والی محفل میں ایک بے استادے شاعر اپنے دو شاگردوں کے ساتھ ٹیکسی میں تشریف لائے۔ مشہود جعفری کے ہاں شعراء اپنے طور پر آتے تھے حصولِ ثواب کے لئے۔ کرایہ یا لفافے کا کوئی رواج نہیں تھا لیکن یہ صاحب تمام شہر گھوم کر ٹیکسی میں پہنچے۔ اس زمانے میں میٹر پر ٹیکسی ڈیڑھ روپے فی کلو میٹر کے حساب سے چلتی تھی۔ آ کر کہا کہ آپ

ٹیکسی کا کرایہ دے دیں۔ اُس دور میں دوسو پچاس روپے کرایہ بالجبر مشہود جعفری نے ادا کیا۔ اس کے بعد مشہود بھائی نے اُن سے کہا کہ افطار اور کھانا کھالیں، کہنے لگے کہ کیا ہے۔ کہا گیا قورمہ ہے کہنے لگے یہ ہم نہیں کھاتے، تم ''ہردلعزیز'' کباب والے کے ہاں سے کباب، تکے، پراٹھے منگوالو۔ مشہود بھائی نے ان ادبی دہشت گردوں کے لئے مجبوراً یہ انتظام کیا۔ جب میں اسٹیل مل سے ڈیوٹی ختم کر کے مشہود بھائی کے گھر پہنچا تو انہوں نے یہ واقعہ بتایا۔ میں نے کہا کہ آپ کو منع کر دینا چاہیے تھا مگر مشہود بھائی نے گھر آئے مہمان کی عزت کی لیکن اُن کے چہرے سے عیاں تھا کہ وہ زیرِ بار آ گئے۔ بعد میں اس بے استادے شاعر کی ایک بے ربط تحریر میرے ہاتھ لگی تو اس میں بالاصرار کا املا ''بل اصرار'' لکھا تھا منبر و محراب کو ''ممبر و محراب لکھا ہوا تھا، کرب و بلا کو ''کربو بلا'' لکھا تھا۔ ہم دنیائے ادب میں ایسے بے استادوں کی عظمت و عزت کو دور سے سلام کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں پسِ پردہ وہ مختلف اساتذہ سے استفادہ کرتے ہیں مگر راز پوشیدہ رکھتے ہیں اور بزعمِ خود استاد بنتے ہیں جن کا املا بھی درست نہیں ہوتا لیکن اپنی زبان درازی سے رعب جمانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مجھے آج بھی مشہود جعفری کی شرافت پر ترس آتا ہے۔

مشہودؔ بھائی کی کچھ صاحبِ حیثیت بہنوں نے اپنے اکلوتے بھائی کو مجبور کردیا کہ وہ اپنے والد کے مکان کو ایک بلڈر کے ہاتھ فروخت کردیں۔ اصل میں اُس بلڈر کے گھر مشہودؔ بھائی کی ایک بہن کرائے پر رہتی تھیں اس بہن کے ذریعہ تمام بہنوں کو ملا کر بلڈر دباوَ ڈالتا تھا۔ آخراس نے وہ کارنر کا مکان خرید کر مارکیٹ اور فلیٹ بنا کر بیچ دئے۔ ہماری قوم کا یہ المیہ ہے کہ ہمارا کوئی مرکز نہیں۔ جو مسائل کو دیکھے۔ ہمیں نیو رضویہ، رضویہ، جعفرِ طیار، محمدی ڈیرہ، انچولی، حسینی سفارتخانہ اور غازی ٹاوَن، عباس ٹاوَن جیسی آبادیوں میں محدود کیا جارہا ہے۔ فردوس کالونی میں اکبری صاحب کا کارنر کا مکان ابھی کچھ سال پہلے بکا اور اس پر فلیٹ بلڈر نے بنائے۔ اور فروخت کردیئے۔ کراچی کے شہری علاقوں میں نہ شیعہ کاروبار کرسکتا ہے اور نہ اس کو کوئی کرائے پر مکان دیتا ہے۔ پاکستان میں ہمارا کوئی مرکز نہیں جو ان مسائل کی طرف توجہ دے۔ اللہ اس قوم پر رحم کرے ورنہ جب تک علامہ رشیدؔ ترابی حیات تھے کسی کی مجال نہیں تھی کہ قوم کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور سے پہلے شیعہ سنّی سب مل جُل کر رہتے تھے۔ ہمارے پاک وطن کو لسانیت اور فرقہ واریت میں مبتلا کرنے والوں پر اللہ عذاب نازل کرے، اُن کو نیست و نابود کرے اور اُن کا ناجائز سرمایہ اُن

کے لئے جہنم کی آگ بن جائے۔

اس محفل میں ولی جارچوی، ثمر ہوشنگ آبادی، فیض بھرتپوری، درد اسعدی، عارف رئیسی اکبرآبادی، شہرت بلگرامی، عظمت بلگرامی، رہبر ہاشمی، وفا کانپوری، شاداں دہلوی، پروفیسر ڈاکٹر نعیم نقوی، پروفیسر زین العابدین، پیرزادہ نظامی، بیدار نجفی، صفدر نوگانوی، یاور اعظمی، ناصر زیدی، برق زیدی، اسیر فیض آبادی، ساحر فیض آبادی، زاہد نقوی، احمد اللہ فاروقی ایڈوکیٹ، جری اکبرآبادی، خاطر جبلپوری ، عنبر زیدی، ذاکر الہٰ آبادی، رضوی جارچوی، ولی جارچوی، فہیم اختر، پروفیسر سبطِ جعفر زیدی، دانش نقوی، ساغر نقوی، رفیق رضوی، کاظم رضا زیدی، منظر صادقی، اختر رندودی، اکبر غالبی، شاہد اکبرآبادی، غلام غوث بدر، حسن اللہ ہما، قیصر جعفری اور بہت سے شیعہ سنّی شعراء شریک ہوتے تھے۔

مشہود جعفری، مکان بیچنے کے بعد شادمان ٹاؤن کرائے پر چلے گئے وہاں بھی ایک سال یہ محفل بطورِ نشست ہوئی آخری دفعہ فیڈرل بی ایریا ۱۲ نمبر میں یہ محفل بطورِ نشست منعقد ہوئی اس کے بعد ذیابیطس اور امراضِ قلب نے میرے بھائی کو دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف بارگاہِ ایزدی میں پہنچا دیا۔ مشہود جعفری کے ایک بیٹا اور بیٹی امریکہ میں ہیں اور بھابی بھی ۶

ماہ امریکہ اور ۶ ماہ کراچی میں رہتی ہیں۔ مشہودؔ بھائی کی بیٹی کی بیٹی سے میری بڑی سالی پروین کے بیٹے احسن زیدی کی شادی دو سال قبل ہوئی ہے جو امریکہ میں مقیم ہیں۔

یہ محفل اب ختم ہوگئی ہے مشہودؔ جعفری کے بڑے لڑکے نے یہ شکوہ کیا کہ بابا کی بیماری کے زمانے میں آخری محفل میں شعراء نے شرکت نہیں کی وہ فرش پر اکیلے انتظار کرتے رہے۔ مجھے نہیں معلوم مشہودؔ بھائی نے اس محفل میں کن شعراء کو مدعو کیا تھا۔ مجھے اس محفل کا اب علم ہوا ہے سچ ہے حقیقی شاعر بہت حساس ہوتا ہے اللہ مشہودؔ جعفری کے درجات بلند سے بلندترین کرے آمین۔

جعفرِ طیار سوسائٹی میں انیسؔ عابدی کے گھر محفلِ حضرت امام حسنؑ مجتبیٰؑ کا انعقاد

۱۹۸۰ء میں انیسؔ عابدی کے گھر جعفرِ طیار میں محفلِ حضرت امامِ حسنؑ کا انعقاد ہوا۔ یہ طرحی محفل اب بھی ہوتی ہے لیکن اس کی ابتدائی محفلوں میں، میں نے بھی شرکت کی ہے۔ اس محفل میں مولانا سید قیصر عباس زیدی کی صدارات ہوتی تھی اور علامہ عرفان حیدر عابدی مہمانِ خصوصی ہوتے تھے۔ یہ محفل اب جعفرِ طیار کے شعراء تک محدود ہوگئی ہے۔ باہر شہر میں اس کا

چرچا اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں نے انیسؔ عابدی سے اس محفل کے سلسلے میں بات کی تو انہوں نے فرمایا:

''بحیثیت سرکاری ملازم جب میری تعیناتی ۱۹۸۰ء میں کراچی میں ہوئی تو میں نے جعفرِ طیار ہاؤسنگ سوسائٹی میں رہائش اختیار کی۔ میرے دیرینہ دوست جناب سید واحد حسین زیدی واحدؔ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ اس بستی میں طرحی محفل بھی ہوتی ہے؟ اور اس بستی میں شعرائے کرام کی تعداد کتنی ہے؟ تو موصوف نے فرمایا کہ اس بستی میں طرحی محفل نہیں ہوتی اور یہاں صرف تین شاعر ہیں جس میں قبلہ و کعبہ مرحوم و مغفور یاور اعظمیؔ، جناب احمد علی اسیرؔ اور تیسرا اپنا اسمِ گرامی لیا۔ میں نے عرض کی کہ یہ ماہِ رمضان المبارک ہے۔ ۱۵ر رمضان المبارک حضرت امام حسنؑ کی ولادت کا دن ہے لہذا میں ایک محفل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس محفل کا انعقاد اپنے غریب خانے پر تاریخِ مقررہ ۱۹۸۰ء کو کیا یہ میرے گھر کی پہلی محفل تھی۔ بعد از محفلِ مدحت سرائی سالانہ طرحی محفل ہوگئی۔ اس محفل کی صدارات میرے برادر مولانا سید قیصر عباس عابدی تا حیات کرتے رہے اور مہمانِ خصوصی عزیزم علامہ سید عرفان حیدر عابدی تا حیات رہے۔ ہر دو عزیزاں کے انتقال کے بعد میرے استادِ محترم جو میرے

سمبندھی بھی ہیں، قبلہ و کعبہ مولانا سید غلام حسن رضوی اس محفل کی صدارت پابندی کے ساتھ کر رہے ہیں اس محفل میں کراچی اور جعفرِ طیار سوسائٹی کے مشہور و معروف شعرائے کرام آج تک طرحی منقبت پیش کرتے ہیں اور ثوابِ دارین حاصل کرتے ہیں اس محفل کی مدت ۱۹۸۰ء سے لے کر آج تک تقریباً ساڑھے چھتیس سال بنتی ہے"۔(انیسؔ عابدی و پسران)

اللہ تعالیٰ انیسؔ عابدی کی توفیقات میں اضافہ کرے اور اس طرحی محفل میں مزید نکھار پیدا کرنے کے لئے وہ مزید سعیِ مستحسن کریں۔

آمین۔ ثُمَّ آمین

مولانا صفدر حسین رضوی صاحب کے دولت کدے

۵۱۱۔ پی۔ آئی۔ بی کالونی کراچی میں محفلِ ولادتِ

حضرت امام حسن علیہ السلام

مولانا صفدر حسین رضوی صاحب قصیدہ گو شاعر بھی تھے۔ ان کے دو بیٹے طالب اور غالب ناظم آباد نمبر ۴ میں رہتے تھے۔ آلِ رضاؔ، کاظمؔ رضا اور ہاشمؔ رضا پی۔ آئی۔ بی کالونی میں رہتے تھے۔ یہ وہ دور تھا جبکہ فیڈرل کیپٹل ایریا میں بہت سے شعراء قیام پذیر تھے۔ کلیمِ آلِ عبا شاہدؔ نقوی بھی

وہیں رہتے تھے۔ کرّار جونپوری کا قیام ناظم آباد نمبر۔۴ میں تھا۔ غالب اور طالب کے گھر محافل ہوتی تھیں۔اس دور کے عظیم شعراءاوراساتذہ شریکِ محفل ہوتے تھے۔لیکن اب طالب اور غالب کا انتقال ہو گیا ہے۔اوران کا مکان بھی بِک گیا ہے۔اب وہ محفلیں کہیں نظر نہیں آتیں۔مولانا صفدر حسین رضوی اعلیٰ اللہ مقامہ نے زیارات کی ایک کتاب دلیل الزائرین اردو میں تحریر کی تھی۔سیٹھ جعفر نے ان کی اجازت سے وہ کتاب دوبارہ چھاپ کر مفت تقسیم کی تھی۔انہوں نے اس شرط پر اجازت دی تھی کہ اس کا نام تبدیل کر کے چھاپیں۔سیٹھ جعفر نے اس کتاب کو انیس الزائرین کے نام سے چھاپا تھا اور مفت تقسیم کیا تھا۔ مجھے یہ کتاب انیس الزائرین سیٹھ جعفر کے گھر ۳ رشعبان کی محفل میں ملی تھی۔مولانا صفدر حسین رضوی اعلیٰ اللہ مقامہ نے دلیل الزائرین گجراتی زبان میں ترجمہ کے ساتھ بھی چھپوائی تھی جو محترم تقی جعفر صاحب کے پاس موجود ہے۔ پاکستان میں یہ پہلی کتاب تھی جو مولانا صفدر حسین رضوی نے لکھی اس کے بعد اس کتاب کو مختلف ناموں سے چھاپا گیا۔لاہور سے رہنمائے زائرین کے نام سے چھپی گو کہ سیٹھ جعفر کے علاوہ مولانا صفدر حسین رضوی نے کسی کو کوئی اجازت نہیں دی تھی مگر لوگوں نے اس سے خوب کمایا۔

مولانا صفدر حسین رضوی صاحب کا کچھ کلام جو سیٹھ جعفر کی ۳؍ شعبان کی محفل میں انہوں نے ۱۹۶۰ء کے دور میں پڑھا تھا ان کے پاس موجود ہے۔ مولانا صفدر رضوی صاحب یہ کتاب ''دلیل الزائرین'' انگریزی ترجمہ کے ساتھ بھی چھاپنے کا ارادہ رکھتے تھے مگر پتہ نہیں چھپی یا نہیں چھپی۔ یہ بات مجھے تقی جعفر صاحب نے فون پر بتائی تھی۔ مولانا سید صفدر حسین رضوی کربلائے معلیٰ میں دفن ہوئے تھے۔ میں اپنے بچپن سے ان کے گھر ۵۱۱۔ پی۔ آئی۔ بی کالونی میں منعقد ہونے والی محافل میں اپنے دادا اور ابا کے ساتھ شرکت کرر ہا تھا۔

مولانا صفدر حسین رضوی اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے گھر ۱۳؍ رجب، ۱۵؍ رمضان، ۳؍ شعبان کی طرحی محافل بہت اہتمام سے ہوتی تھیں۔ ۱۵؍ رمضان کی محفل میں افطار اور کھانے کا انتظام خاص طور پر ہوتا تھا۔

یہ محفل قصیدے کی ہوتی تھی۔ مولانا صفدر حسین رضوی صاحب بھی قصیدہ کہتے تھے۔ اور اُس زمانے کے مشہور قصیدہ گو شعراء شریکِ محفل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ منقبت گو شعراء بھی شریک ہوتے تھے۔ تقسیم پاک و ہند کے بعد کراچی آنے والے احسان امروہوی، عالی جونپوری، پروفیسر مولانا ظفر جونپوری، سعید جونپوری جیسے قدآور شعراء لیاقت بستی پیر

کالونی کی جھگیوں میں رہتے تھے۔ جھگیاں اٹھنے کے بعد یہ شعراء کورنگی ہجرت کر گئے یہ بھی ان محفلوں میں شرکت کرتے تھے۔ امام حسن علیہ السلام کی یہ محفل مولانا صفدؔر صاحب کے انتقال تک قائم رہی۔ اس کے بعد ان کے فرزند آلِ رضا نے کچھ عرصے اسے قائم رکھا۔ کاظم اور ہاشم جعفرِ طیار چلے گئے۔ کافی عرصہ تک آلِ رضا اس گھر میں اپنی محدود آمدنی میں منتظؔر زیدی، مشہوؔد جعفری اور میرے تعاون سے محفل کرتے تھے۔ جو غیر طرحی ہونے لگی تھی۔ ہمارا کام شعراء کو لانا اور واپس بھجوانا ہوتا تھا۔ اس کے بعد یہ مکان بیچ کر آلِ رضا گلشن اقبال بلاک۔۱۳۔ڈی منتقل ہو گئے۔ آلِ رضا نے یہ مکان گجراتی خوجہ شیعہ کو بیچا جس نے وہاں اوپر فلیٹ اور نیچے قائم ہال بنایا۔ جس میں امام بارگاہ ہے اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور اوپر فلیٹ میں کم آمدنی والے مومنین کو برائے نام کرائے پر رکھا ہوا ہے۔ اس نے یہ کارِ خیر کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے۔ آلِ رضؔا کا بھی انتقال ہو گیا اور کاظم رضا کا بھی۔ یوں یہ قصیدے کی قدیم محفل رفتہ رفتہ ختم ہو گئی۔

ہم یہاں مولانا صفدؔر حسین رضوی صاحب کے ایک قصیدے کے تشبیب کے اشعار نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔ یہ ۴۰ر اشعار کا قصیدہ ہمیں تقی جعفر صاحب کی طرف سے موصول ہوا۔ یہ قصیدہ سیٹھ جعفر صاحب کی طرف سے ہونے والی ۳ر شعبان کی قدیم طرحی محفل میں مولانا صفدؔر حسین رضوی صاحب نے ۱۹۶۰ء میں پیش کیا تھا۔

آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مولانا صفدر حسین رضوی کے کلام کا معیار کتنا بلند تھا۔ اُن کے دولت کدے پر ہونے والی محافل کس معیار کی ہوں گی۔ اِن محافل میں زیادہ تر قصیدہ گو شعراء شریک ہوتے تھے۔ اُن کے ایک قصیدے کی تشبیب کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خزاں بدلی بہاروں سے ہوئی رنگیں سحر پیدا
گئے آزار، نرگس کے ہوئے جب چارہ گر پیدا

بہار آئی، ہوا بدلی، ہوئے برگ و ثمر پیدا
کہو اہلِ گلستاں سے کریں ذوقِ نظر پیدا

قبائے گُل کی سرخی بن گئی یاقوتِ رحمانی
کئے شبنم کے قطروں نے گلستاں میں گہر پیدا

مثیلِ اطلس و دیبا بچھے ہیں فرش گلشن میں
نمو سے ہوگیا سبزہ چمن میں تا کمر پیدا

کنارِ آب جو باندھیں قطاریں سروِ گلشن نے
کئے قسّامِ فطرت نے نئے دربان و در پیدا

کہیں ہیں آسمانی گُل، کہیں ہیں زعفرانی گل
کیا جذب و کشش نے نہر میں سیّال زر پیدا

بہار آتے ہی شاخوں پر نوا سنجِ چمن چہکے
زمانے میں کہاں ہوتے ہیں ایسے باخبر پیدا

خزاں کی چیرہ دستی نے کیا تھا باغ کو ویراں
چمن میں نرگسِ شہلا ہوئی بارِ دگر پیدا

نوا سنجِ چمن نے داستانِ عشق چھیڑی ہے
گلوں کے حُسنِ رنگیں نے کئے اہلِ نظر پیدا

فلک پر کہکشاں ہے باغ میں رنگین جادے ہیں
اِدھر بھی رہگذر پیدا اُدھر بھی رہگذر پیدا

بجائے تارِ دامن ہاتھ پہنچا ہے رگِ جاں تک
جنونِ فتنہ ساماں میں ہوا کتنا اثر پیدا

نویدِ عیش گلزاروں سے پہنچا باغِ جنت میں
شمیمِ جانفزا نے کردئے ہیں نامہ بر پیدا

کھلا ہے اِس طرف لالہ اُدھر شبنم کے موتی ہیں
گلستاں میں بہاروں نے کئے لعل و گہر پیدا

بہت تھا ناز لالے کو جمالِ چند روزہ پر
تفاخر کا مِلا بدلہ ہوا داغِ جگر پیدا

قبائے گُل کے گُل بوٹے خجل اطلس کو کرتے ہیں
گلوں کی خوش لباسی نے کئے اہلِ ہنر پیدا

پڑھو صفدر کوئی مطلع ہوئی تشبیب طولانی
پڑھیں صلوات محفل میں ہو اتنا تو اثر پیدا

مبارک اہلِ گلشن، ہوگیا وہ دیدہ ور پیدا
نگاہِ معرفت میں جس سے ہے حُسنِ نظر پیدا

امام بارگاہِ خدیجۃ الکبریٰ ناظم آباد بڑا میدان میں حیدر رضوی ابنِ نازشؔ رضوی کے زیرِ اہتمام محفلِ حضرت امام حسن علیہ السلام

یہ محفل نازشؔ رضوی کے بیٹے حیدر رضوی اور ان کا خانوادہ امام بارگاہِ خدیجۃ الکبریٰ میں دلدارؔ جعفری کی محفل ہونے کے بعد ۱۶ر رمضان کو کراتے تھے۔ بعد میں اس کی تاریخ میں ردّ و بدل حالات کے تحت ہوتا رہا۔ اس محفل میں شہید ڈاکٹر یاور حسین کی بزمِ سفیرانِ حسین کا تعاون رہتا تھا۔ ڈاکٹر یاور حسین شہید، حیدر رضوی کے سگے ماموں تھے اور سیف زلفی کے بھائی تھے اور شاعر تھے وہ اس محفل میں شریک ہوتے تھے۔ مجھ سے بہت محبت کرتے تھے جب بھی اُن کے علم میں آیا کہ میں ناظم آباد میں کہیں محفل میں کلام پڑھ رہا ہوں یا مجلس میں مرثیہ نو تصنیف، میری ہمت افزائی کے لئے آتے تھے۔ ناظم آباد بڑے میدان کے پاس امام بارگاہ خدیجۃ الکبریٰ جو پہلے ایک مومنہ کا مکان تھا جب وہ یہاں سے امریکہ یا کینیڈا چلی گئیں تو انہوں نے یہ مکان عزاداری اور محافل کے لئے وقف کر دیا۔

یہ محفل اسی امام بارگاہ میں دوپہر کے وقت ہوتی تھی اور مغرب کے

وقت ختم ہوتی تھی نماز وافطار ونذرِ مولاؑ کے بعد لوگ اپنے گھروں کو لوٹتے تھے۔اس محفل میں کراچی کے معتبر شعراء شرکت کرتے تھے۔نازشؔ رضوی کا خانوادہ بڑے خلوص سے یہ محفل کرتا تھا۔عباس نازشؔ اور حیدر رضوی اس محفل کی نظامت کرتے ہیں۔اس محفل کے پُر خلوص سامعین جانِ محفل ہوتے ہیں۔۳۔۴ گھنٹے کی یہ محفل جم کر ہوتی ہے۔گذشتہ ۳ سال سے خراب حالات کی وجہ سے محفل نہیں ہوئی ہے۔

خواجہ نادر رضا اور میر حسین علی موسوی کے اشتراک سے ہونے والی محفلِ ولادت امام حسن علیہ السلام

مشہودؔ جعفری کی محفل سے متاثر ہوکر خواجہ نادر رضا اور میر حسین علی موسوی نے ۱۴؍رمضان کو خواجہ نادر رضا کے گھر ۵۹۔پی۔آئی۔بی کالونی میں محفل کی بناء ڈالی۔میر حسین علی موسوی اور خواجہ نادر رضا کے انتقال کے بعد خواجہ نادر رضا کے چھوٹے بھائی خواجہ ساجد رضا نے یہ محفل امام بارگاہِ ابوالفضل العباس پیر کالونی کراچی میں منتقل کردی۔جو خواجہ ساجد رضا کے انتقال تک قائم رہی۔خواجہ ساجد رضا کے انتقال کے بعد یہ محفل بند ہوگئی۔کیونکہ ان کے گھر کوئی بزرگ مرد زندہ نہیں رہا۔خواجہ ساجد رضا، خواجہ نادر رضا کے سب سے چھوٹے بھائی تھے خواجہ نادر رضا کے دوسرے بھائی خواجہ

خورشید رضا کی ایک اولادِ نرینہ ہے جو تعلیم کے سلسلے میں کراچی سے باہر ہے۔ اس محفل کا دعوت نامہ خواجہ نادر رضا اور میر حسین علی موسوی، مشہود جعفری کے گھر ہونے والی امام حسنؑ کی محفل میں تقسیم کرتے تھے۔ اس دعوت نامے پر مشہود جعفری کی محفل میں شریک ہونے والے پُرخلوص شعراء اس محفل میں شرکت کرتے تھے۔ اللہ خواجہ نادر رضا اور میر حسین علی موسوی کے خانوادے کو شاد اور آباد رکھے اور حالات کی ستم ظریفی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ سننے میں آیا ہے کہ ان کا مکان بھی بلڈر نے خرید لیا ہے۔ اب یہاں فلیٹ بنیں گے اور ایک گھر مومن کا کم ہوجائے گا اور وہاں ۸ برادرم کے خاندان بس جائیں گے۔ ہمارے دل میں پھر پاکستان میں ایک مرکز کے قیام کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ زیادہ تر لسانیت اور جہادی تنظیموں سے وابستہ لوگ بلڈرز ہیں یا اسٹیٹ ایجنسیاں چلا رہے ہیں۔ اس لئے ماحول خراب ہوتا جارہا ہے۔ حقوق العباد اور پڑوسیوں کے حقوق کا بھی ادراک ختم ہوگیا ہے۔ دنیا داری اور مالِ دنیا میں لوگ غرق ہیں۔ جائز اور ناجائز ذرائع سے دولت کا حصول کر کے معتبر شہری کہلاتے ہیں۔ کاش مخیّر مخلص اشخاص کراچی کے مختلف علاقوں کی امام بارگاہوں کو جن کے اردگرد سے شیعہ حضرات ہجرت کر گئے۔ وہاں ان امام بارگاہوں کی

رونق کے لئے کوئی تعمیری کام کریں۔ مرکز یہ سوچے کہ ان امام بارگاہوں کی رونق کیسے بڑھائی جاسکتی ہے اور جو چند مومنین وہاں آباد ہیں ان کی حفاظت کی ضمانت حکومتِ وقت اور عدالت سے پیشگی لی جائے۔ یہ کام کرنے کے ہیں۔ مگر یہ کہ مرکز میں خوفِ خدا رکھنے والے، مالِ دنیا سے بے نیاز مآلِ عقبیٰ کی فکر کرنے والے ہی یہ کام کرسکتے ہیں۔ ورنہ دنیا کی حرص میں اپنا ایمان بیچنے والے تو ہر طرف موجود ہیں۔

ہم عظمت بلگرامی کی کتاب ''بارگاہِ ابوطالبؑ'' اور ''بارگاہِ خدیجہؑ'' سے دو خاکے نظرِ قارئین کررہے ہیں۔

کتاب اوّل

بارگاہِ ابوطالبؑ

صفحہ نمبر۔ ۱۳ بحضورِ امام دوئم حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام

مصرعۂ طرح

اسلام و کفر جب بھی بہم کردیئے گئے

صاحبِ مصرعہ

ڈاکٹر یاور عباس

صدارت: استاد قمر جلالوی

مہمانِ خصوصی: استاد تجمّل لکھنوی

مہمانِ اعزازی: جناب صاحب عالم لکھنوی

منجانب: مرکزی امام بارگاہ لالوکھیت (لیاقت آباد) ۱۹۶۴ء

اس کے بعد عظمت بلگرامی کی منقبت ہے۔

کتاب دوئم (بارگاہِ خدیجہؑ)

صفحہ نمبر: ۷۵ قصیدہ بحضورِ امام دوئم علیہ السلام

مصرعۂ طرح

یہ امرِ مصلحت ہے یہ مرضی خدا کی ہے

صاحبِ مصرعہ

جناب سعید جونپوری

صدارت: سعید جونپوری

مہمانِ خصوصی: قمر ہوشنگ آبادی

مصرعہ منجانب: مولانا مدّن صاحب استاد عالی جونپوری

کورنگی ۱۹۹۲ء

اس کے بعد عظمت بلگرامی کی منقبت ہے۔

میں نے اپنی یادداشت اور اصحابِ محافل کے خانوادوں کے افراد سے معلومات کے بعد کراچی میں ہونے والی ان مشہور محافل کے بارے میں لکھا ہے ورنہ امام بارگاہوں میں اور محافل کے شوقین صاحبِ عقیدہ سامعین کے گھروں پر بھی چھوٹی بڑی محفلیں ہوتی رہتی تھیں مگر وہ مستقل بنیادوں پر نہیں ہوتی تھیں۔ مثلاً مرکزی امام بارگاہ ۱۰ نمبر لالوکھیت، مسجدِ اثنا عشری بی۔ون ایریا اور مختلف مومنین کے دولت کدوں وغیرہم پر۔

ہمارے گھر آقائے شریعت (جو نمائش پر رہائش پذیر تھے) آتے تھے۔ نمازِ باجماعت پڑھاتے تھے اور افطار اور کھانے کے بعد دینی مسائل پر سوال و جوابات کا سلسلہ ہوتا تھا۔ اس کے بعد قائم امروہوی، تحسین فتح پوری اور اس دور کے چند شعراء اپنا کلام پیش کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کافی سال تک رہا۔ آقائے شریعت کے انتقال کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔

ہمارے دادا مولانا مرزا احمد حسین اور والد ذاکرِ اہلبیتؑ آغا محمد اصغر سابق ڈپٹی ڈائریکٹر اسکول ایجوکیشن رمضان میں خاص طور پر افطار اور کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ اس پروگرام کا میرے دادا ایک کاغذ پر دعوت نامہ بناتے تھے اور مدعووین کے نام کی فہرست دعوت نامے کی تحریر کے نیچے درج ہوتی تھی۔ میں مومنین کے گھر وہ کاغذ لے کر جاتا تھا وہ دعوت نامہ

پڑھتے اور اپنے نام کے آگے (ص) کا نشان بنادیتے ۔ گویا دعوت قبول ہے۔ خاص طور سے دعوت نامے نہیں چھپتے تھے،۹۰۔۸۰ سال کے بزرگ اس پرانی روایت کے پاسدار تھے۔ خلوص ومحبت واخوت اور علم وآدابِ محفل سے ماحول پُر بہار رہتا تھا۔ وہ باعمل بزرگ علم وتہذیب کے وہ چراغ تھے کہ جن کی لَو سے نئے چراغ جلتے تھے۔ پاک و ہند کی تہذیب کے یہ پرانے لوگ جب مجھے یاد آتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے جب یہ آہستہ آہستہ کوچ کر گئے تو نئے حالات بد سے بدتر ہوگئے۔ ہماری تہذیب کو دہشت گردی نے الٹ کر رکھ دیا۔ دورِ حاضر کی نسل تو اس سے واقف بھی نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کے طور طریقے اور ادب وآداب کیا تھے۔ ہماری مجالس اور محافل کی کیا تہذیبیں تھیں۔

اس قلمی دعوت نامے سے لوگوں میں اخوت ومحبت کا جذبہ اجاگر ہوتا تھا ایک دوسرے کا احترام، فہرست بزرگوں کی عمر کے لحاظ سے بنتی تھی، ہاتھ کی تحریر سے اُن کے ناموں کے ساتھ القابات تحریر کئے جاتے مثلاً عالی قدر، عالی مرتبت، بلند اقبال وغیرہ وغیرہ۔ یہ بزرگ خادمِ فرشِ عزا اور فرشِ ولا تھے۔ عزاداروں اور اہلِ ولا سے محبت کرنے والے، ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونے والے، ایک دوسرے پر جان دینے والے، مفادِ

ذات سے بلند۔ آج کل لوگ اس لیے ملتے ہیں کہ کس سے کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، کوئی کتنا ہی قابل ہو اگر اس سے کوئی مفاد حاصل نہ کر سکیں تو یہ اُن کے لیے بیکار ہے۔ لیکن یہ دو نمبری شاعر و ادیب اِن کو آسمان پر اٹھالیں گے۔ کیونکہ ان سے مفاد حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ اپنی جائز اور ناجائز دولت سے ان کو نوازتے ہیں۔ اب تو اشتہارات میں نام نہاد ذاکرین و خطیب کے نام اُن کی تصویر کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ یہ خود اشتہارات کا خرچہ ادا کرتے ہیں۔ یہ خطیب میلادوں کی نظامت بھی فرماتے ہیں اور انہوں نے ہماری محافل کی تہذیب کو اُلٹ دیا ہے۔ نہ جانے کیسے کیسے جملے اِن مقدّس محفلوں میں ادا کیے جاتے ہیں۔ خود ستائش کے دلدادہ، مقصدِ حسینؑ و محمدؐ و آلِ محمدؐ سے غافل لوگ اُس دنیا پر فدا ہیں جس کو مولائے متقیان نے تین طلاقیں دیں۔ بلکہ آج کل فیس بک پر بیشتر نام نہاد شعراء، دانشور اور خطیب زیادہ نظر آتے ہیں جن کا علم و ادب، شاعری اور تہذیب و تمدّن سے کوئی واسطہ نہیں اور عقل کے اندھے ان کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔

آخر میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ''ثناء کے چراغ'' اور ''وفا کے چراغ'' کی اشاعت پر طباعت زیرِ اہتمام (۱) بزم اسعد پاکستان، (۲) ادارۂ فیضِ ادب پاکستان، (۳) بزمِ سفیرانِ

علم لکھا تھا۔ بزمِ اسعد میرے غزل کے استاد دردؔ اسعدی صاحب نے استاد دادا اسعدؔ شاہجہاں پوری کی یاد میں قائم کی تھی ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے اس بزم کا نام تحریر کیا تھا۔

ادارۂ فیضِ ادب پاکستان میرے مرثیے کے استاد فیضؔ بھرتپوری نے قائم کیا تھا۔ جس کے تحت فیضؔ بھرتپوری اور باقرؔ زیدی (امریکہ) کی کتابیں طبع ہوئی ہیں اور یہ کتابیں خود خانوادۂ فیضؔ بھرتپوری نے طبع کرائی ہیں، بغیر کسی کی مالی امداد کے۔ اور میری کتابیں میں نے خود طبع کرائی ہیں۔ بزمِ سفیرانِ علم آغا طالب حسین رضوی کی ہے۔ ان کی فرمائش پر میں نے ان کی بزم کا نام ان دونوں کتابوں میں لکھا تھا ورنہ مالی طور پر ان کتابوں کی طباعت واشاعت میں ان کا کوئی تعاون نہیں تھا۔ لیکن تقریباً ۵۰، ۵۰ کتابیں میں نے آغا طالب حسین رضوی صاحب کو تقسیم کرنے کے لئے دی تھیں۔

اب یہ کتاب ''فاتح قرطاس وقلم'' میں بزمِ اسعد اور ادارۂ فیضِ ادب کے زیرِ اہتمام چھاپ رہا ہوں۔ جو میرے غزل کے استاد دادا اسعدؔ شاہجہاں پوری کے اور مرثیہ کے استاد فیضؔ بھرتپوری کے نام سے منسوب ہیں۔ اور ان کے نام کو زندہ رکھنا اور ان کی یاد کو زندہ رکھنا میرے فرائض میں ہے۔ اور میرا جو کچھ ادب میں مقام ہے وہ میری ذاتی کاوش اور

ان سلسلوں کی تربیت کی مرہونِ منت ہے۔

ثناء کے چراغ اور وفا کے چراغ میں متعدد لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ان کتابوں کی اشاعت میں ۳ اداروں کا مالی تعاون تھا۔ میں نے انہیں حقیقت بتائی۔ لیکن شاید اور لوگ بھی یہ سوچتے ہوں گے اس لئے یہ وضاحت کرنا ضروری تھی۔ یہی سبب ہے کہ میں نے بزمِ سفیرانِ علم کا نام اس دفعہ نہیں لکھا۔ ورنہ میں پھر کس کس سے وضاحت کروں گا۔ اللہ تمام اداروں کو ان کے نیک مقاصد میں کامیاب کرے (آمین ثم آمین)

سب سے آخر میں مندرجہ ذیل اہلِ علم و دانش کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری اس کتاب پر اپنے خیالات قلمبند کئے ہیں اُن کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے تا وقتیکہ ان کا نعم البدل قوم کو نہ مل جائے۔

۱۔ زیبا ردولوی کے فرزند محترم سید اطہر حسنین صاحب
۲۔ یداللہ حیدر ابنِ کرّار جونپوری
۳۔ فیروز ناطق خسرو ابنِ ناطق بدایونی
۴۔ ذاکرِ اہلبیتؑ سید انیس عباس رضوی
۵۔ ذاکرِ اہلبیت مولانا علی حیدر زیدی سلیم صاحب
۶۔ محترم سید انوار الحسن نقوی نبیرۂ حضرت تجمّل آفندی

عظیم مجلسی شخصیت شاعرِ اہلبیتؑ شہزآد زیدی۔ جن سے نمونیہ کے اٹیک سے ۴ دن پہلے میری ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنے مضمون کے ساتھ علامہ عقیل ترابی کے انتقال پر جو کتابچہ انہوں نے نکالا تھا، مجھے پیش کیا، میں ۳/۴ گھنٹے ان کے گھر بیٹھا رہا اور محفلوں کے بارے میں گفتگو مرحوم استاد شعراء کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ مجھے نہیں معلوم تھا یہ آخری ملاقات ہے اور وہ مجلسی شخصیت ہم سے جدا ہو کر اس دارِ فانی سے وہاں کوچ کرے گی جہاں کا سفر سب نے کرنا ہے مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے ایک سورۂ فاتحہ کی تمام قارئین سے درخواست ہے۔

جن دوستوں احباب اور اہلِ علم و دانش نے اپنے تاثرات قلمبند کئے ہیں میں ان کا بھی تہہِ دل سے شکر گذار ہوں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ سید حیدر رضوی ابنِ نازش رضوی
۲۔ شاہ احسن حماد نسیم جونپوری
۳۔ سید شمشاد حسین نظر رضوی
۴۔ دانش نقوی
۵۔ انیس عابدی

۶۔ سید محمود رضا (انجمنِ کاروانِ حسینؑ)

۷۔ سید حسن مرتضےٰ جعفری ابنِ مشہود جعفری

۸۔ ذوالفقار جعفری ابنِ دلدار جعفری

۹۔ سید حسن امام زیدی عرف جانی

۱۰۔ پروفیسر شہاب حسین رضوی

۱۱۔ سید آفتاب علی زیدی

۱۲۔ محترمہ ذاکرہ سیدہ خاتون

آخر میں یہ بات بھی عرض کردوں کہ میں مہد سے لحد تک ایک طالب علم ہوں اور ہمیشہ سیکھنے (علم حاصل کرنے) کی تگ و دو میں رہتا ہوں۔ میرے کلام میں یقیناً خامیاں بھی ہوں گی۔ صاحبانِ علم وفن اگر نشاندہی کریں تو آئندہ اشاعت میں تصحیح کرلی جائے گی۔

مہد سے لحد تک ادب کا ایک طالب علم

نیّرؔ اسعدی

قطعاتِ نیّر اسعدی

دل کو حاصل قرار ہوتا ہے
اور باغ و بہار ہوتا ہے
لکھ رہا ہوں میں مدحتِ شبّرؑ
یوں مجھے خود سے پیار ہوتا ہے

☆

نبیؐ فطرت نبیؐ سیرت حسنؑ ہیں
نبیؐ قرآن ہیں سورت حسنؑ ہیں
جگر بندِ نبیؐ معنیٔ کوثر
نبیؐ کی گود کی دولت حسنؑ ہیں

☆

ہر اِک دشمن کو ابتر کر دیا ہے
کہ دامن مصطفےٰؐ کا بھر دیا ہے
ابد تک نسل کا ضامن بنا کر
خدا نے آپؐ کو کوثر دیا ہے

معروف ومعتبر شاعر

جناب نیرؔ اسعدی کہنہ مشق اور پختہ کار شاعر ہیں۔ زیرِ نظر کتاب سے قبل اُن کے کلام کے پانچ مجموعے منظرِ عام پر جلوہ گر ہو چکے ہیں۔ آپ کا نام رثائی اور منقبتی ادب کے حلقوں میں نہ صرف معروف ہے بلکہ معتبر سمجھا جاتا ہے اور یقینی طور پر اپنی ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ یہ شناخت حقیقی مانی جاتی ہے جو اُن کی قدرتِ کلام، روزمرّہ محاورات کے برجستہ اور درست استعمال، پُرخلوص کاوشِ فکر اور اپنے موضوعِ سخن سے قلبی لگاؤ کا ماحصل ہے۔ ایک زمانے سے ہمارے ادبی حلقوں میں پایۂ اعتبار سے گرے ہوئے لوگ مصنوعی طور طریقوں سے اپنی شناخت منوانے میں مصروفِ عمل ہیں لیکن ان کا کلام خود ان کی ادبی شناخت کی نفی کرتا ہے۔

نیرؔ اسعدی کا شمار اُس طبقۂ شعراء میں براہِ راست کیا جا سکتا ہے جو اپنی فنکارانہ صلاحیت ومہارت، شاعری کے علمِ کلام پر ان کی گرفت اور روایت کے ساتھ ساتھ جودتِ فکر ونظر سے اپنے کلام کو معتبر بناتے ہیں۔ اس طرح ان کی جو شناخت اور پہچان وجود میں آتی ہے وہ اصلی اور حقیقی ہوتی ہے۔

'فاتحِ قرطاس وقلم' میں آپ کو بہت سے ایسے اشعار مل جائیں گے

جو دامن کشِ خیال ہو کر آپ کو غور و فکر کے لئے روک لیں گے:۔

زبانِ تیغ سے ممکن نہ تھا جو دنیا میں
وہی زبانِ قلم سے حسنؑ نے کام کیا
حسنؑ کی مدح میں قرطاس پر جو لکھا ہے
خموشیوں میں بھی اُس حرف نے کلام کیا

دوش پر اپنے لئے مدحِ حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے سخن کی خوشبو

چراغِ فکرِ شبّرؑ کی بدولت
حدودِ کربلا تک روشنی ہے
سرِ قرطاس لفظوں کی گلی میں
مہک اس پھول کی پھیلی ہوئی ہے

حُدیبیہ ہے اُدھر اور اِدھر ہے صلحِ حسنؑ
کہ عکسِ آئینہ دیکھا ہوا مکرّر ہے

آپ ان اشعار سے سرسری نہیں گذر سکتے۔ یہ آپ کو سوچنے اور غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ کوئی بھی سنجیدہ قاری ایسے اشعار سے صرفِ نظر نہیں کرسکتا۔ یہ زندہ اور گفتگو کرتے ہوئے شعر ہیں۔ نیّر اسعدی کے کلام میں بیشتر مقامات پر ایسے ہی برجستہ پُر ازمعنی فکر انگیز اور گیرائی رکھنے والے اشعار موجود ہیں جو اپنے دامن میں ادبی اور تاریخی روایات کے ساتھ ساتھ فنکارانہ صناعی کا بھرپور حُسن لیے ہوئے ہیں۔ اِن سے شاعر کی تخلیقی صلاحیت، مذاقِ سخن اور لفظ و معنی پر اُس کی شعوری گرفت کا پتہ چلتا ہے اور اس کے ادبی مقام کا تعین کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔ ایسے ہی شعر بسا اوقات 'حوالہ' کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ یہی بات شاعر اور اس کے کلام کو معتبر بناتی ہے۔

'فاتحِ قرطاس وقلم' نیّر اسعدی کا چھٹا مجموعۂ کلام ہے، ظاہر ہے اِس منزل تک آتے آتے انہیں بہت سے نشیب و فراز، خارزار اور سبزہ زار سے گذرنا پڑا ہوگا۔ یہ ایک طویل ادبی سفر ہے جو انہوں نے دل جمعی، مستقل مزاجی اور بڑے حوصلے اور ہمّت سے طے کیا ہے۔ انہیں دادِ سخن کے ساتھ ساتھ راہِ سخن میں ثابت قدمی کی داد بھی ملنی چاہئے اور وہ بجا طور پر اس کے مستحق ہیں۔

فاتحِ قرطاس وقلم کے باب میں سب سے اہم اور حتمی بات یہ ہے کہ اس کا نفسِ مضمون امام حسنؑ کا کارنامۂ صلح ہے اور اسی مرکزی نکتے کو شاعر نے ۵۷ منقبتی نظموں میں اُجاگر کیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ کلام منقبتی شاعری میں نیّر اسعدی کا ایک منفرد کارنامہ ہے جس کی اصل داد، ان کو بارگاہِ معصومین علیہما السلام ہی سے مل سکتی ہے۔

سید اطہر حسنین

ابنِ

زیبا ردولوی

کراچی ۱۴ر فروری ۲۰۱۷ء

''فاتحِ قرطاس وقلم''

(ثنائے امام حسنؑ بن علیؑ)

ہر فکر کے ستمگر کو حرف کی تلوار سے قلم کرنے کی دعا مانگنے والا شاعرِ اہلِ بیتؑ نیّر اسعدی کے اشعار خواہ وہ مدح وثنائے معصومینؑ میں ہوں یا کربلا کے ۷۲ شہیدوں کے غم میں، فکر کے ستمگروں کو نیست و نابود کرنے کا فریضہ پچھلی کئی دہائیوں سے سرانجام دے رہے ہیں۔

ہر فکرِ ستمگر مری شمشیر سے کٹ جائے
جو حرف بھی لکھوں اسے تلوار بنادے

کتاب میں شامل یہ دعائیہ شعر خالقِ کائنات کے حضور نیّر اسعدی کے قلب و ذہن کی صدا بن کر عرشِ معلیٰ کی سمت روانہ ہوا تو درِ قبول بھی وا ہوا۔ گوہرِ تراشیدہ و درخشندہ سے مماثل، منقبت کی لڑیوں میں پروئے ہوئے اشعار، نیّر اسعدی کے دامنِ شعر و سخن میں جگمگانے لگے۔

؎ مصروفِ مدحِ آلِ پیمبرؐ زبان ہے
موتی کھرے ہیں جس میں کھلی وہ دکان ہے

جب مقصدِ شعر گوئی داد و تحسین اور شہرت و دولت سے ہٹ کر ہو تو قلبِ مطہر سے بیشتر ایسے ہی اشعار تخلیق پاتے ہیں جیسا کہ اس وقت میرے

زیرِ مطالعہ ''فاتحِ قرطاس وقلم'' کے مسودے میں شامل ہیں۔

میں قصیدہ بادشاہِ وقت کا کیسے کہوں
محفلِ شبّرؑ کا شاعر ہوں، نہیں دربار کا

یوں تو گلشنِ محمدؐ کے ہر پھول کی مہک نے ہر دور میں اہلِ علم وفضل کو مسحور کیے رکھا اور ان کے قلم نے بہارِ بے خزاں کے پھولوں کی شانِ معجز نمائی بیان کرنے میں اپنی توانائیاں صرف کردیں لیکن کربلا کے دلگداز واقعات و سانحات اور عراق وشام کے سفر کی صعوبتیں کی گرد سے ابھر کر دنیا کے سامنے آنے والی عظیم شخصیات کے چہروں نے ہمارے قلم کاروں کے قلم کو چاند کے ان ہالوں کے گرد پرکار بنائے رکھا۔

جس پھول سے پھیلے گی بہت امن کی خوشبو
آغوش میں زہراؑ کی وہی پھول کھلا ہے

اگر ہم سلام ومرثیہ، منقبت وقصیدہ کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو دیگر معصومینؑ کے افکار واوصاف پر خال خال ہی مفصّل منظوم تحریریں نظر آتی ہیں۔

اس بات سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صرف نیّر اسعدی ہی وہ سخنور ہے جس نے امام حسنؑ کی شان میں، بہ یک جنبشِ قلم ۵۷ منقبتیں نظم

کیں۔ یقیناً دیگر صاحبانِ علم و فضل نے بھی اس ضمن میں جودتِ طبع کے جوہر دکھائے ہیں۔

وہ حمد ہو یا نعت، سلام ہو یا منقبت، کہنے والے کے دل کی ایسی صدا ہوتی ہے جو سراسر عقیدت واحترام میں ڈوبی ہوتی ہے، میرے نزدیک اس میں فنی نقائص نکالنے کو کسی بھی طرح مستحسن عمل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہم قمرؔ اسعدی کے عقیدت میں ڈوبے ہوئے اس منقبتی مجموعے کو یکسر نظرانداز نہیں کرسکتے۔

اس منقبتی گلدستے کا نام ''فاتحِ قرطاس وقلم'' اُس تاریخی صلح نامے کی یاد تازہ کرتا ہے جس نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان خونریزی روک کر ملّتِ اسلامیہ کو یکجا رکھا۔ اس سے حضورؐ کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی کہ میرا یہ بیٹا (حسنؑ) مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کروادے گا۔

جنگ و جدل میں امن کی راہیں نکال دیں
بخشا گیا کمال تمھیں اقتدار کا

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد مسلمانوں کی کثیر تعداد کی نظریں نواسۂ رسولؐ کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ ایک عظیم سلطنت کی

حکمرانی ترک کر کے، معاویہ سے اپنے شرائط پر صلح کسی عام سے شخص کے بس کی بات نہ تھی۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ کا یہ عمل کسی کمزوری پر مبنی نہ تھا۔ نواسۂ رسولؐ نے اپنے نانا کی سی فہم وفراست کا مظاہرہ کیا۔

الفاظ کر رہے ہیں یہ آپس میں گفتگو
صلحِ حسنؑ ہے صلحِ پیمبرؐ لیے ہوئے

جہاں آپ نے ایک طرف امتِ پیغمبر الزّماں کو امن و سلامتی کی نوید دی تو دوسری طرف سانحۂ کربلا سے پہلے کی اس مہلت نے حرص وہوس میں جکڑی ہوئی ملوکیت کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا۔

امیرِ شام ہے باقی نہ اب اُس کی حکومت ہے
دلوں پر آج بھی لیکن حسنؑ کی بادشاہت ہے

یہی وجہ ہے کہ کربلا کے اندوہناک واقعے کے بعد نہ صرف مملکتِ اسلامیہ بلکہ تمام عالم کے سامنے نہایت واضح طور پر حق و باطل کی نشاندہی ہوگئی۔

برائے امنِ عالم ہوگئی ہے
تمھاری صلح عالمگیر شبّرؑ

برائے امنِ عالم درس لے اقوامِ متحدہ
سکونِ ذہنِ انسانی لیے اِک راہبر آیا

نیّر اسعدی کی ان (۵۷) منقبتوں میں شامل اشعار، فاتحِ قرطاس و قلم کی نہایت روشن تصویر ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ خاص طور سے میری گذارش آج کی نوجوان نسل سے ہے کہ اس کتاب میں شامل اشعار کو پڑھتے وقت امام حسنؑ کی شخصیت کو کتاب کے عنوان کی روشنی میں دیکھیں اور پرکھیں۔

اُس وقت کے حالات و واقعات جب لوگوں میں بغضِ علیؑ کی چنگاری کو ہوا دی جا رہی تھی ایسے میں امام حسن علیہ السلام، جن کا اس وقت علم وحکمت اور خطابت وشجاعت میں کوئی ثانی نہ تھا اپنے الفاظ کی برکھا سے اس چنگاری کو بجھانے میں مصروف تھے۔

ہے دھوپ میں ٹھنڈک مری آنکھوں کو میسّر
بادل جو برستا ہے تری جلوہ گری کا

مجھے امیدِ واثق ہے کہ (۵۷) منقبتوں سے سجا، نیّر اسعدی کا یہ گلدستہ ''فاتحِ قرطاس وقلم'' نہ صرف بارگاہِ خداوندی سے سندِ بہارِ بے خزاں پائے گا بلکہ اس دنیائے چند روزہ کے گلشنِ ناپائیدار کی فضا کو بھی اپنی

لازوال خوشبو سے معطر کیے رکھے گا۔

نبیؐ خوش ہیں بہارِ بے خزاں آئی گھرانے میں
حسنؑ تفسیرِ کوثر بن کے آئے ہیں زمانے میں

فیروز ناطق خسؔرو
ابنِ ناطق بدایونی
۲۵/ مارچ ۲۰۱۷ء

تعمیلِ حکم

مجھے حکم ہوا ہے کہ میں محترم شاعر نیّر اسعدی صاحب کے مجموعۂ کلام ''فاتحِ قرطاس وقلم'' پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ یہ ایک طرف تو میرے لئے انتہائی عزّت افزائی کا سبب ہے تو دوسری طرف میرے لئے سخت ترین امتحان کا باعث بھی ہے۔ میں کیا اور میری بساط کیا۔ لیکن پھر یہ سوچ کر کہ ایک عظیم شاعر (جو اپنی تخلیقانہ صلاحیت اور ادبی قابلیت کا لوہا منوا چکا ہو) کے متعلق صرف قلم اُٹھا دینا ہی میرے لئے باعثِ عزّ وشرف ہوگا۔ میں نے کچھ حوالۂ قلم کرنے کا ارادہ کرلیا۔

محترم نیّر اسعدی بلاشبہ دورِ حاضر کے انتہائی قابلِ قدر شاعر ہونے کے سبب صفِ اوّل کے شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں ان کا تعلق اوائلِ عمر سے ہی فرشِ مجالس ومحافل سے رہا ہے جس کی وجہ سے ان کے دل ودماغ میں مودّتِ محمدؐ وآلِ محمدؐ رچ بس چکی ہے۔ ان کے لئے نمازِ اجرِ رسالتؐ ادا کرنا اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ نمازِ پنجگانہ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا حاصلِ خامۂ فکر مرثیہ، سلام، نوحہ ومدحت محمدؐ وآلِ محمدؐ کے عَلاوہ کچھ نہیں۔ ان کا زیرِ نظر مجموعہ ''فاتحِ قرطاس وقلم'' اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

یہ کلام ایک ایسی ذاتِ مقدس کی مدح میں لکھا گیا ہے کہ: ؎

یہ دونوں وصف نظر آئے ذاتِ شبرؑ میں
کہ جنگ میں ہے علیؑ صلح میں پیمبرؐ ہے

(نیّر اسعدی)

عموماً شعرائے کرام کے منقبتی مجموعے چہاردہ معصومینؑ، شہداء و یتیمان واسیرانِ کربلا کی مدح میں لکھے گئے کلام پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن اس مجموعۂ کلام کی خاص بات یہ ہے کہ، علاوہ ایک حمد، دونعت اور ایک دعا کے اس میں

حُبِ حسنؑ کی شمع ہے اس دل میں ضوفگن

(نیّر اسعدی)

کے سبب صرف حضرت امام حسن علیہ السلام کی منقبتوں کو یکجا کیا گیا ہے جو میرے خیال میں بہت کم دیکھنے میں آتا ہے اور جو یقیناً قارئینِ کرام کے لئے ایک اچھوتا انداز ہوگا۔

آج کے اس زمانۂ شورش وافراتفری میں ایسی ہستی پہ کلام جو صرف صلح وآشتی، امن اور بھائی چارہ کا درس دیتی ہو انتہائی برمحل اور اہمیت کا حامل ہے۔ آج جب کہ ہر طرف جنگ وبدامنی کے بادل چھائے ہوئے ہیں، امام حسن علیہ السلام کی حیاتِ مقدسہ کا پرچار وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

کہ:۔

''حسنؑ سے امن و اماں کا جہاں منور ہے''

(نیّر اسعدی)

اس پس منظر میں جناب نیّر اسعدی کی کاوش قابلِ صد ستائش ہے جس کے لئے میں انہیں تہہِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آخر میں نیّر اسعدی صاحب کے ایک مصرعے پر تضمین کے ساتھ اپنی اس جراءتِ تحریر کو مکمل کرتا ہوں کہ:

کلامِ حضرتِ نیّر پہ خامہ فرسا ہوں
''خدا کا شکر کہ اب اوج پر مقدّر ہے''

سید یداللہ حیدر ابن کرّار جونپوری

۲۲/مارچ ۲۰۱۷ء

قطعاتِ نیّر اسعدی

حسنؑ کارِ امامت کر رہے ہیں
سکوں پرور قیادت کر رہے ہیں
حکومت ظاہری ظالم کو دے کر
دلوں پر خود حکومت کر رہے ہیں

☆

بقائے دیں کے لئے فکر کی جلا کے لئے
حسنؑ کی صلح تھی آئینِ مصطفےٰؐ کے لئے
سکون و امن کے ماحول میں بزورِ قلم
یہ راہ کرتے تھے ہموار کربلا کے لئے

☆

نسلِ پیغمبرؐ اسلام کا مظہر آیا
گلشنِ فاطمہ زہراؑ میں گلِ تر آیا
جام خود ساقی کوثر نے دیئے بھر بھر کر
آج فرزندِ نبیؐ، معنیٔ کوثر آیا

بنامِ خدا

میرے اور محب و مشفق شاعر اہلِ بیتؑ جناب آغا نیّر اسعدی کے درمیان قدرِ مشترک یہ ہے کہ ہمارے ممدوح ایک ہیں البتہ اُن کا درجہ بلند تر ہے اس لئے کہ شعرائے اہلبیتؑ پر اس خانوادۂ رسالتؐ کی نظرِ کرم رہی ہے اور ایک ایک بیت کے صلے میں قصرِ جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کا ذکر وہ ہے جس کی رفعت کا تذکرہ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کیا ہے۔

نیّر اسعدی صاحب مستند و معتبر شاعر ہیں۔ مختلف اصنافِ سخن کے حوالے سے اُن کے مجموعے پیشِ نظر ہیں لیکن قلتِ وقت کی مجبوری کے تحت اپنے تاثرات امام حسن علیہ السلام سے متعلق منقبت کے مجموعے تک محدود کر رہا ہوں جو عنقریب طبع ہونے والی ہے۔

پہلی منقبت کا مطلع یقیناً قابلِ توجہ ہے:

ہوائے صلحِ حسنؑ نے بڑا یہ کام کیا
کہ اس نے شام ہی میں گُل چراغِ شام کیا

انہوں نے متعدد مناقب میں وہ زمینیں لی ہیں جن پر بڑے اساتذۂ فن کا کلام موجود ہے اور ان زمینوں پر طبع آزمائی دل جگرے کا کام ہے لیکن نیّر اسعدی صاحب نے بقولِ خود:۔

جو چاہتے ہو مضامین میں انوکھا پن
جمودِ فکر میں پیدا اِک انتشار کرو

وہ آلِ محمدؐ کے مناقب نظم کرتے ہیں لیکن ان میں محض جذباتِ عقیدت نہیں بلکہ شعری حُسن اور محاسن موجود ہیں اور اہلِ ذوق کے لئے حظ حاصل کرنے کے لئے اور اہلِ ایمان کی روشنیِ قلب کا سامان موجود ہے۔ محافل ومجالس میں انہیں ثقہ افراد کی دادو تحسین ملتی ہے۔

الحمدللہ کہ وہ اُن آلودگیوں سے دور ہیں جن کا شکار اکثریت ہو چکی ہے۔ وہ بر بنائے خلوص وعقیدت شعر کہتے ہیں اور عقیدے کے اظہار میں عقیدت کے جو نذرانے پیش کرتے ہیں وہ افراط وتفریط سے پاک ہیں۔ ان کا اہلبیتؑ سے قلبی لگاؤ انہیں اس بازار سے بہت دور رکھے ہوئے جہاں حسنِ فروتنی وافر تعداد میں موجود ہے۔ وہ شافعینِ محشر کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کر کے انہی کی بارگاہ سے جزا اور صلے کے متمنی ہیں جو یقیناً انہیں حاصل ہوگی۔

ان کے عقیدے اور عقیدت کا شعور توانا ہے۔ صلحِ امام حسنؑ کے مضمرات اور دوررس اثرات کا گہرا شعور رکھتے ہوئے وہ عہدِ حاضر کے منتشر افراد کو دعوت دے رہے ہیں کہ کربلا کی قربانی کے ساتھ وقت کے تقاضوں

کے تحت صلحِ امام حسنؑ کو بھی فکر کا محور قرار دیں۔

یہ لازم ہے زمانہ سیرتِ شبّرؑ کو اپنا لے
اگر امن و اماں کی دورِ حاضر کو ضرورت ہے

یہ چند سطریں یقیناً اس طرح تاثرات کو بیان کرنے سے قاصر ہیں جو کتاب کا حق ہے لیکن امید ہے وہ میری کوتاہی سے صَرفِ نظر کریں گے۔ میری دعائیں ان کے لئے ہر وقت یہی ہیں کہ ان کے کلام کو بارگاہِ اہلبیتؑ میں قبولیت اور اہلِ نظر میں پذیرائی حاصل ہو۔ آمین۔

احقر العباد
ذاکرِ اہلبیتؑ انیس عباس رضوی
یکم فروری ۲۰۱۷ء

قطعاتِ نیّر اسعدی

خواب ابراہیمؑ کی تعبیر کا
قصرِ دینِ پاک کی تعمیر کا
صلحِ شبّرؑ نے زمانے کی قسم
کام آساں کردیا شبیرؑ کا

☆

حسنؑ سے امن و اماں کا نصاب ملتا ہے
تمام خُلقِ رسالتمآبؐ ملتا ہے
زمیں قرار و سکوں کا بنے گی گہوارہ
زمین کو پسرِ بوترابؑ ملتا ہے

☆

سبز باغِ خُلد ہے حُسنِ حسنؑ کے فیض سے
ہیں چمن کی رونقیں جانِ چمن کے فیض سے
شبّرؑ و شبیر ہیں سردار باغِ خُلد کے
شافعِ محشر رسولِؐ ذوالمنن کے فیض سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

علم و ادب، مذہبی تعلیم سے روشن ایک خانوادہ جس میں ایک پھول آغا نیّر علی کی شکل میں آیا اور گلشنِ شاعری کو مہکانے لگا۔

آغا نیّر علی جو نیّر اسعدی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ نیّر بھائی کی شاعری پر کچھ لکھنا مجھ جیسے طالبِ علم کے لیے ایک بڑی بات ہے جو میرے لیے باعثِ مسرّت اور ساتھ ساتھ اپنی کم مائیگی کے احساس کے سبب سے وہ بات بیان کرسکوں جو ان کے شایانِ شان ہو سکے۔

نیّر اسعدی بھائی نے تمام اصنافِ شاعری میں اپنے آپ کو منوالیا اور آج ان کا مقام جو ہے وہ ان کی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حمد، نعت، منقبت، مسدس اور رثائی ادب میں مرثیہ ہو یا پھر غزلیات وغیرہ میں اپنی سہل زبان اور مناسب لفظوں کا انتخاب جو قاری و سامعین پر اپنا اثر قائم کرتے ہیں۔ اس ہی کے ساتھ اپنی فکر کو بآسانی سادہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

ان کے کئی کلام قرطاس کی زینت بن چکے ہیں اور اب جو، ان کا نیا کلام منقبتوں سے لبریز جس کا عنوان ''فاتحِ قرطاس وقلم'' جس میں تمام منقبتیں امام حسن علیہ السلام سے منسوب ہیں۔ وہ پہلے معصومؑ جن کے ماں

باپ دونوں معصومؑ ہیں۔ یہ کتابی شکل میں آنے کے لیے چھپنے جارہی ہے۔
جس میں پہلی ہی منقبت کا یہ پہلا شعر۔۔

ہوائے صلحِ حسنؑ نے بڑا یہ کام کیا
کہ اُس نے شام ہی میں گُل چراغِ شام کیا

دوسرے مقام پر وہ صلح کی حکمت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ دینِ اسلام کیا چاہتا ہے۔

دیکھنے والے ذرا دیکھیں حسنؑ کی حکمت
صلح نامے کی شرائط میں ہے دینِ فطرت

نیّر اسعدی بھائی کی جو پرورش ہوئی وہاں مودّتِ اہلبیتؑ کی چاشنی تھی اس ہی لیے وہ بیان کرتے ہیں۔

جہاں وِلا کی محفلیں جہاں ہے ذکرِ پنجتنؑ
کوئی نہیں مِرا وطن وہی ہے بس وطن مرا

مولانا حیدر علی زیدی سلیم

تعلّی کسی کسی کو زیب دیتی ہے

اپنے ممدوح عالی قدر کے اوصافِ حمیدہ کے بارے میں کیا لکھیں کیا نہ لکھیں کہ موصوف کے اوصاف اس قدر ہیں کہ اختصار ظلم کے زمرے میں ہوگا۔ تفصیل اِس ناچیز کی کم مائیگی الفاظ اور تسلسلِ تحریر کا بھانڈا پھوڑ دے گی۔ موصوف کے اوصافِ خبثہ کیا نیم خبیثہ تک ہمارے علم میں نہیں ہیں۔ شاعروں کی کم تر درجے کی لت یعنی پان، سگریٹ وغیرہ سے بھی انہیں ذرا بھی رغبت نہیں ہے۔ خواہشِ قلب کو پورا کرنے کے لئے عرض ہے کہ ہمارے عزیز دوست قابلِ رشک حد تک زُود آشنا، زود رس، زود فہم، زُود حِس اور زُود گو شاعر ہیں۔ شاعر ہونے کے سبب سے موصوف زود رنج بھی ہیں مگر کھرے مومن ہونے کی بناء پر جلد ہی خفگی اور بنائے خفگی کو دل سے دور کر دیتے ہیں۔

قارئینِ کرام:۔ ہمارے ممدوح کی درجہ بالا صفات یقیناً اِن کے ذوق وشوقِ مطالعہ ومشاہدہ اور حصولِ علم کی تڑپ وجہ ضرور ہیں مگر اصل وجہ وہ علمی ماحول کہ جس میں موصوف نے آنکھ کھولی اور اسی ماحول میں پروان چڑھے۔ آپ کے دادا حضور والدِ محترم اور دو چچا عالمِ باعمل اور ذاکرینِ منبر تھے ایسے ماحول میں گھرانے کی خواتین تک صاحبانِ علم ہوتی ہیں۔ جہاں

تک شاعری کا تعلق ہے تو موصوف اِس سلسلہ میں علمِ رِجالِ سخن کے قائل اور حامل ہیں۔ یوں تو ہر تلمیذ الرّحمٰن قدرتی طور پر پیدائشی شاعر ہوتا ہے مگر شاعری کے نگینے کو مزید آبدار، خوشنما و دلپذیر بنانے کے لئے کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ کامل استاد ہی شاعری کے عیب و ہنر تراکیب الفاظ و نشستِ الفاظ وغیرہ اور فنی نقائص تعلیم کرسکتا ہے۔ مصرع میں ایک لفظ تبدیل کر کے شعر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتا ہے۔

بے سند آج کچھ نہیں ملتا
صرف شاعر نہیں ہے اسنادی

راقمؔ

ہر باقاعدہ شاعر کا، استادی وشاگردی کا نسب نامہ ہوتا ہے اور ایسا شاعر ہی مستند یعنی سند یافتہ شاعر کہلانے کا مستحق قرار پاتا ہے۔ ممکن ہے کوئی شخص امراض اور ادویات کے بارے میں مطالعہ سے مریضوں کا علاج کرسکتا ہو مگر بغیر سند ڈاکٹر نہیں کہلایا جائے گا۔ اس کے ہاتھوں مریض کو نقصان پہنچنے کی صورت میں اُسے سزا سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

ہماری ناقص رائے میں شائقین وسامعینِ سخن کی انحطاطِ شعر فہمی اور سرقۂ سخن کے صرف بے استادے شعراء ذمہ دار ہیں۔

اپنے عزیز ممدوح کے تعارف کے لئے اُن کا ایک مقطع پیشِ

خدمت ہے۔

نیّر رہِ غزل میں بھی کچھ کم نہ تھا مگر
اب راہِ منقبت نے معظم بنا دیا

قارئینِ کرام:۔ یوں تو ہر شخص خصوصاً شاعر تعلّی کا شکار ہوتا ہے مگر تعلّی کسی کسی کو زیب دیتی ہے انہیں چند میں سے ایک جناب نیّر اسعدی ہیں۔

شہزاد زیدی

۱۷ر جنوری ۲۰۱۷ء

طباعت ہوتے ہوتے

محترم شہزاد زیدی کو نمونیہ کا اٹیک ہونے سے صرف ۴ روز قبل میری ایک طویل ملاقات ہوئی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔ انہوں نے علامہ عقیل ترابی کے انتقال پر جو کتابچہ نکالا تھا وہ مجھے پیش کیا اور انہوں نے میری اس کتاب کے لئے مضمون بھی عنایت کیا جو شاملِ کتاب ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ اُن کی آخری تحریر ہے اس کے چار دن بعد ہی وہ نمونیہ کے حملے سے دوچار ہو گئے۔ اس اطلاع پر مجھے علم ہوا کہ وہ علیل ہیں۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ ۴ دن پہلے کی دو گھنٹے کی ملاقات ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ میرا دوست چلتے پھرتے دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ اللہ اسے غریقِ رحمت کرے تمام قارئین سے بھی سورۂ فاتحہ کی التماس ہے۔ (نیّر اسعدی)

رشتہ استاد و شاگرد کا

جنابِ نیّر اسعدی کی باکمال شاعری اور خصوصاً زیرِ نظر کتاب ''فاتحِ قرطاس وقلم'' پر نامور شعرائے کرام، ادیب حضرات واہلِ نقد و نظر جتنا لکھ چکے ہیں وہ سب میری نظر سے گذر چکا ہے کیونکہ اس کتاب کی کتابت مکمل طور پر میری ذمہ داری تھی۔ لہٰذا مجھ جیسا کم فہم شخص جو صرف شعریت کے حُسن کو ہی قابلِ داد و تحسین سمجھتا ہو، وہ اسلوبِ بیان، شعر کی معنویت و گیرائی یا محاسنِ شعری پر کیا خامہ فرسائی کر سکتا ہے۔

کسی بھی شعبہ میں استاد و شاگرد کا رشتہ بڑا احساس اور محترم ہوتا ہے کیونکہ استاد اپنے شاگردوں کے لئے روحانی باپ کا درجہ رکھتا ہے۔ گو کہ آجکل اس رشتہ کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا جارہا۔ مگر نیّر اسعدی صاحب کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کے دارِ فانی سے کوچ کر جانے کے باوجود اُن کے ناموں کو اپنی کتابوں میں زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر استاد شاعر کی اُن کے دل میں اتنی ہی عزت ہے چاہے اُن سے کسبِ علم کیا بھی نہ ہو۔ یہ بات مجھ پر اس طرح آشکار ہوئی کہ میری والدہ جو حضرت نجم آفندی کی بڑی بیٹی ہیں اُن کے لئے نیّر صاحب عزت و تکریم اور خلوص کا اظہار کر کے نجم آفندی صاحب سے اپنے معنوی شاگردی کے رشتہ کو باور کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ نیّر اسعدی صاحب کو صحتِ کاملہ عطا کرتے ہوئے شعر و ادب کے اس گلشن میں ان کے منفرد مقام کو قائم و دائم رکھے۔ آمین ثُمّ آمین!

سید انوار الحسن نقوی
نبیرۂ نجم آفندی

حمدِ باریِ تعالیٰ

مِرا ہر اِک نَفَس خالق کے ہونے کی شہادت ہے
میں خود اس کی دلالت ہوں وہ خود میری دلالت ہے

یہ سورج چاند تارے گردشوں میں ہیں تو ساعت ہے
نظامِ روز و شب گویا یہ سب اُس کی بدولت ہے

ہماری آنکھ کی پُتلی میں جیسے نُور پوشیدہ
اسی صورت سمجھ لو ربِّ اکبر کی یہ غیبت ہے

وہ پوشیدہ ہے، پوشیدہ وہ سب کے عیب رکھتا ہے
وہ خالق ہے اُسے مخلوق سے کتنی محبت ہے

نظر آتا ہے رنگ و نُور جو دنیا میں ہر جانب
یہ قدرت کا کرشمہ ہے یہ خالق کی کرامت ہے

وہ واحد ہے مگر محبوب کو بخشا وہ قُرب اُس نے
سرِ معراج دیکھو دو کماں سے کم یہ وحدت ہے

ہماری رہنمائی کے لئے اُس کی ہدایت میں
ولایتؑ ہے، نبوتؐ ہے، رسالتؐ ہے، امامتؑ ہے

ہمارے واسطے خالق نے رکھیں نعمتیں کیا کیا
وہ لائق ہے عبادت کے یہ شکرانہ عبادت ہے

☆

وہ خود غیبت میں تھا، غیبت میں رکّھا اس نے رہبر کو
قیامت تک یہ دنیا ایک قائمؑ کی بدولت ہے

بہ ہر صورت ہے میرے طورِ دل پر جلوہ فرما وہ
کہ اُس کے نور سے روشن مِری چشمِ بصیرت ہے

وہ مالک ہے ہمارا اور ہم بندے ہیں مالک کے
ہمیں حاصل اُسی کے فیض سے ہر ایک نعمت ہے

حسینؑ ابنِ علیؑ کا آخری سجدہ نظر میں ہے
اسی سجدے کے باعث مجھ کو ادراکِ عبادت ہے

خدا کی بندگی میں جب ڈھلی ہے زندگی اپنی
تو ساری زندگی ہر رُخ سے دیکھو خوبصورت ہے

مِری یہ شاعری تو بندگی سے کم نہیں ہرگز
خدا کی حمد لکھتا ہوں میں نیّر یہ سعادت ہے

نعت

نعت کی فکر کو اس طرح سنوارا جائے
دل کے قرطاس پہ قرآن اتارا جائے

ایسے طوفان سے ساحل کو ابھارا جائے
دل کی گہرائی سے آقاؐ کو پکارا جائے

مطلعِ فکر سے سورج کو ابھارا جائے
نعت کو کرنوں کی صورت میں اتارا جائے

خارزاروں پہ لہو بول رہا ہے پیہم
کبھی دنیا کے مصائب سے نہ ہارا جائے

مثلِ دیوارِ حرم چاند بھی شق ہوتا ہے
میرے آقاؐ کی جو انگلی کا اشارا جائے

فکر الجھن میں ہے اور نعت مجھے کہنی ہے
اب تو اے دل ابوطالبؑ کو پکارا جائے

ناخدا آلِ محمدؐ ہیں تو ساحل ہیں رسولؐ
ہاتھ سے جائے سفینہ نہ کنارا جائے

آپؐ کے نقشِ کفِ پا کا سہارا لے کر
زیست کو آپؐ کے قدموں میں گذارا جائے

☆

خواب میں شافعِ محشر کو مسلسل دیکھوں
نہ کھلے آنکھ نہ آنکھوں سے نظارا جائے

مدح گو خالقِ اکبر ہے تو پھر اس کے حضور
نعت کہتا ہوا یہ بندہ تمھارا جائے

دل گناہوں سے جو آلودہ ہوا ہے اس کو
ڈوب کر بحرِ مودّت میں نکھارا جائے

جو محمدؐ کے اشارے سے ہوا دو ٹکڑے
دل کے آنگن میں وہی چاند اُتارا جائے

آخری سجدۂ شبیرؑ نگاہوں میں ہے
پشت سے کیسے نواسے کو اُتارا جائے

نعت کی فکر ہے ہاتھوں میں قلم ہے میرے
میرے ہاتھوں سے نہ بخشش کا سہارا جائے

اپنے ایمان کو تقلیدِ ابوطالبؑ میں
نعت کہہ کہہ کے بصد شوق سنوارا جائے

روشنی سورۂ والنجم سے لے کر قیؔر
اوج پر میرے مقدر کا ستارا جائے

نعت

حبیب کوئی نہیں ہے حبیبِؐ رب کی طرح
نَسَب کسی کا نہیں آپؐ کے نسب کی طرح

نبیؐ کی بزم میں آیا جو بے ادب کی طرح
تو اُس پہ برسے نبیؐ غیظ اور غضب کی طرح

نبیؐ کی نعت لکھوں کیسے اپنے رب کی طرح
قرآں اُتار دوں کاغذ پہ با ادب کی طرح

نمازِ مدحتِ محبوبِؐ کبریا میں نے
تمام رات پڑھی ہے نمازِ شب کی طرح

پڑھو مزمّل و یٰسیں، مدثّرؔ و طٰحہ
بتاؤ نعت لکھی ہے کسی نے رب کی طرح

وہ منفرد ہیں کہ خیر البشر ہے اُن کی ذات
کبھی مثال میں لاؤ نہ ان کو سب کی طرح

شرابِ حُبِّ نبیؐ فکر کی بلندی پر
کشید ہوتی نہیں ہے مئے عنَب کی طرح

یہ کائنات کی تخلیق میں خدا کی قسم
نبیؐ کی ذاتِ مقدّس رہی سبب کی طرح

☆

جو لفظ نعتِ رسولِ خدا میں لکھّے ہیں
زمانہ چوم رہا ہے وہ لفظ، لب کی طرح

ہے فکرِ نعتِ محمدؐ کا کچھ مزا ہی الگ
نشاطِ فکر نہیں محفلِ طرب کی طرح

رسولِؐ ہاشمی سب پر مثالِ رحمت ہیں
نہ وہ عجم کی طرح ہیں نہ وہ عرب کی طرح

الگ ہے لہجہ مرا شاعرِ رسولؐ ہوں میں
کبھی نہ گویا سمجھنا مجھے بھی سب کی طرح

نبیؐ کے سامنے عمران نعت کہتے تھے
ہمارا دَور یقیناً نہیں ہے جب کی طرح

نبیؐ زمانے میں جتنے تھے اُن میں حق کی قسم
نہیں تھا کوئی ہمارے نبیؐ کے ڈھب کی طرح

ثنائے صاحبِؐ شق القمر میں جو لکھّے
وہ حرف چمکے ہیں کاغذ پہ ماہِ شب کی طرح

دعائیں مانگ رہا ہوں نبیؐ کے روضے پر
جُڑے ہیں ہاتھ مرے کاسۂ طلب کی طرح

☆

نبیؐ کے فیض سے مظبوط نعت لکھتا ہوں
خود اپنے لہجے میں، خود اپنے تاب وتب کی طرح

حسینؑ بادشہِ دیں ہیں مِثیت بہ جمال
تو مدح اُنؑ کی ہو نعتِ شہؐ عرب کی طرح

مزار خوں سے ہوا لال جو قلندرؒ کا
درندگی یہ ہوئی ہے یزیدی ڈھب کی طرح

ادب پرستوں میں گذری تھی زندگی قمرؔ
مرا گذشتہ زمانہ نہیں ہے اب کی طرح

☆

خُلقِ جنابِ احمدؐ مختار چاہیے
صبر و شکیبِ حیدرِؑ کرّار چاہیے

امن و اماں کے واسطے مشروط ہے یہی
مدحت حسنؑ کی، لب پہ لگاتار چاہیے

دعا

اے قادرِ مطلق مجھے دستار بنادے
اِک ایسا فقیرِ شہؑ ابرار بنادے

حیدرؑ کی مودّت میں زباں دار بنادے
گفتار مِری میثمؓ گفتار بنادے

بے زر کو ذرا عشقِ ابوذرؓ کی بدولت
زر دے تو اسے صاحبِ کردار بنادے

آتی ہے دعا لب پہ علم تھام کے دن رات
تقدیر مِری شہؑ کے علمدارؑ بنادے

دے احمدِؐ مختار کے فرزند کا صدقہ
محتاج بہت ہوں مجھے مختار بنادے

ہر شاخِ قلم مدحتِ کرّارؑ سے جھومے
سولی پہ مجھے میثمؓ تمّار بنادے

ہر ایک مَرَض دُور مری ذات سے ہوجائے
بیمارِ غمِ عابدؑ بیمار بنادے

ہر فکرِ ستمگر مِری تحریر سے کٹ جائے
جو حرف بھی لکھوں اسے تلوار بنادے

☆

تُو غیب سے قدموں میں مرے ڈال دے دولت
پھر خادمِ دیندار و عزادار بنادے

شائستۂ آدابِ شریعت مجھے کردے
سلمانؑ کی صورت مرا کردار بنادے

تو مالک و مختار ہے اِس کون و مکاں کا
کچھ مجھ کو بھی تُو مالک و مختار بنادے

غم دے نہ غمِ سبطِ پیمبرؐ کے علاوہ
بس سبطِ پیمبرؐ کا عزادار بنا دے

ہر بندۂ شبیرؑ کو دے جونؑ کی سیرت
دنیا میں اُسے صاحبِ ایثار بنادے

اب روضۂ شبیرؑ کا ہر سال خدایا
زوّار بنادے مجھے زوّار بنادے

عقبٰی کی طلب ہو، نہ ہو دنیا سے غرض کچھ
نیّر کو فقط اپنا طلبگار بنادے

منقبت۔۱

ہوائے صلحِ حسنؑ نے بڑا یہ کام کیا
کہ اُس نے شام ہی میں گُل چراغِ شام کیا

مری زبان کو قرآں کا ہم کلام کیا
مرے خدا نے مجھے شاعرِ امامؑ کیا

زبانِ تیغ سے ممکن نہ تھا جو دنیا میں
وہی زبانِ قلم سے حسنؑ نے کام کیا

دعائے فاطمہؑ زہرا کے سائے میں ہم ہیں
ہمیں مٹانے کا تم نے خیالِ خام کیا

حسنؑ کی مدح میں قرطاس پر جو لکھا ہے
خموشیوں میں بھی اُس حرف نے کلام کیا

نفاق و کفر کے چہرے دکھائی دینے لگے
حسنؑ کی صلح نے اِک آئینے کا کام کیا

حسنؑ کی صلح ہے تجدیدِ صلحِ پیغمبرؐ
حسنؑ کی صلح نے صلحِ نبیؐ کا نام کیا

قطعہ بند

نظر کے سامنے صلحِ رسولؐ کو رکھ کر
حسنؑ نے اپنی شرائط کا اہتمام کیا

امیرِ شام سے منوا کے سب شرائط کو
حسنؑ نے صلح سے باطل کو زیرِ دام کیا

☆

فروغِ نور کو اور تیرگی مٹانے کو
حسنؑ کا ذکر کیا اور صبح و شام کیا

بقائے دینِ نبیؐ ہے حسنؑ کی خاموشی
یہ صلح نامے کے ہر لفظ نے کلام کیا

شب نمازِ مودّت قلم نے کاغذ پر
کہیں پہ سجدہ کیا ہے کہیں قیام کیا

قطعہ بند

پدر کی صلح سے مدحت کی ابتدا کی تھی
پسر کی جنگ پہ مدحت کا اختتام کیا

وہ شعر جس میں ہے قاسمؑ کی جنگ کا نقشہ
وہ شعر میں نے امامِ حسنؑ کے نام کیا

صبا نے جا کے حضورِ حسنؑ خلوص کے ساتھ
درود پہلے پڑھا بعد میں سلام کیا

حسنؑ کی مدح جو کی آسمانِ مدحت پر
تو ہر ستارے نے نیّر کا احترام کیا

منقبت۔۲

نبیؐ قرآن ہیں تفسیر شبرؓ
نبیؐ ہیں آئینہ تصویر شبرؓ

جمل کی پھر گئی تصویر شبرؓ
لڑے یوں قاسمِ دلگیر شبرؓ

عیاں اب آپؓ کی تحریر سے ہے
نبیؐ کی خواہشِ تحریر شبرؓ

میں ذرّہ ہوں مجھے خورشید کر دو
بنا دو تم مِری تقدیر شبرؓ

تمھاری صلح سے روشن ہوئی ہے
نبیؐ کے دین کی تقدیر شبرؓ

سرِ شام آپؓ کے ہاتھوں نے کردی
یہ قصرِ دین کی تعمیر شبرؓ

☆

مٹانے کو اندھیرا شام کا ہے
خدا کے نور کی تنویر شبّرؑ

کہاں پر جنگ، صلح ہو کہاں پر
ہمیں بتلائیں گے شبیرؑ شبّرؑ

زمینِ مدح خوانی کا ہوں ذرّہ
بنادو صاحبِ توقیر شبّرؑ

فلک سے آپؑ کے گھر میں اتاری
خدا نے آیۂ تطہیر شبّرؑ

گلا باطل کا کٹ جائے گا جس سے
وہ لائے صلح کی شمشیر شبّرؑ

کئے تبدیل جس نے ذہنِ انساں
وہ ہے بس آپؑ کی تدبیر شبّرؑ

کئے ہیں شام سے آزاد انساں
بنا کر فکر کی زنجیر شبّرؑ

☆

برائے امنِ عالم ہوگئی ہے
تمھاری صلح عالمگیر شثمرؑ

پئے مدحت میں جاؤں گا وہاں پر
ہے جنت آپؑ کی جاگیر شثمرؑ

رہِ مشکل میں جب تم کو پکارا
پہنچنے میں نہ کی تاخیر شثمرؑ

بھکاری کو حکومت دے کے تم نے
کیا ذہنوں کو ہے تسخیر شثمرؑ

جو مٹی آپؑ کے قدموں میں آئی
بنی وہ سرمۂ اکسیر شثمرؑ

تمھیں کو خواب میں دیکھا ہے میں نے
دکھا دو خواب کی تعبیر شثمرؑ

پریشانی کے عالم میں ہے نیّر
سکوں کی بخش دو جاگیر شثمرؑ

منقبت۔۳

امیرِ شام ہے باقی نہ اب اس کی حکومت ہے
دلوں پر آج بھی لیکن حسنؑ کی بادشاہت ہے

نظر والا وہی ہے اور وہی اہلِ بصیرت ہے
جسے نیّرؔ جگرؑ بندِ پیمبرؐ سے محبت ہے

تصور میں ہمارے اس طرح شبّرؑ کی صورت ہے
کہ دل ہے محوِ سجدہ اور نظر محوِ تلاوت ہے

نہیں یہ منقبت ہاتھوں میں یہ قرآنِ مدحت ہے
اسے پڑھنا عبادت ہے اسے سننا عبادت ہے

نگاہِ اہلِ دانش میں یہ تاریخی حقیقت ہے
حسنؑ کی صلح جوئی سے بقائے دین و ملّت ہے

مرے مالک مرے دل پر تری کتنی عنایت ہے
حسنؑ کا غم ہے دل میں اور غمِ دنیا سے فرصت ہے

☆

حسنؑ کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ ایمان ہے اپنا
حسنؑ کا ذکر کرنا اصل میں عینِ عبادت ہے

جہاں اسلام کی تبلیغ ہو پیشِ نظر ہر دم
وہاں پر تخت و تاجِ خسروی کی کیا حقیقت ہے

امیرِ شام تو ہنگامۂ دربار میں ہے گُم
حسنؑ کی خامشی اب مرکزِ رشدو ہدایت ہے

وہ جس کے گھر عطا کا سلسلہ ہر روز رہتا تھا
اسی کے نام سے گھر گھر میں قائم خوانِ نعمت ہے

یہ لازم ہے زمانہ سیرتِ شبّرؑ کو اپنائے
اگر امن و اماں کی دورِ حاضر کو ضرورت ہے

لرزتا ہے امیرِ شام اب تختِ حکومت پر
حسنؑ ابنِ علیؑ کی خامشی میں کتنی طاقت ہے

میں مدّاحِ حسنؑ ابنِ علیؑ ہوں فطرتاً نیرؔ
اِسی پر ناز ہے مجھ کو یہی میری سعادت ہے

منقبت ۔۴

زہراؑ کے لب پہ شکر ہے پروردگار کا
آئے حسنؑ کہ آگیا موسم بہار کا

ذکرِ حسنؑ بھی ذکر ہے پروردگار کا
یہ ہے وظیفہ زاہدِ شب زندہ دار کا

گزرا ہوا وہ لمحہ حسنؑ کے دیار کا
تھا حاصلِ قرار دلِ بے قرار کا

زہراؑ کے گھر میں جشنِ ولادت حسنؑ کا ہے
برسا سحاب رحمتِ پروردگار کا

ساقی بھی کوثری ہیں شرابیں بھی کوثری
یہ میکدہ ہے دیکھا ہوا بار بار کا

پی کر مئے وِلائے حسنؑ میں نے رات دن
بدلا مزاج گردشِ لیل و نہار کا

جامِ وِلا پہ جامِ وِلا پی رہا ہوں میں
سب ظرف دیکھتے ہیں ترے بادہ خوار کا

☆

غرقِ مئے وِلائے حسنؑ دیکھ کر مجھے
چہرہ اتر گیا ہے غمِ روزگار کا

دیتا رہے گا منزلِ توحید کا پتہ
نقشِ قدم ہمیشہ تری رہگزار کا

خالق نے مدحِ آلؑ کے صدقے میں خُلد کو
مسکن بنا دیا ہے غریب الدّیار کا

فیضِ وِلائے آلؑ ہے یوں غم کی دھوپ میں
سایہ ہو جس طرح شجرِ سایہ دار کا

حُبِّ حسنؑ میں ڈھال لو فوراً حیات کو
کیا اعتبار زندگیِ مستعار کا

منوا کے اپنی ساری شرائط بہ کرّوفر
بدلا ہے اس نے جیت سے وہ وقت ہار کا

گزری تمام عمر ترے انتظار میں
ہر تارا ہے گواہ شبِ انتظار کا

☆

جنگ و جدل میں امن کی راہیں نکال دیں
بخشا گیا کمال تمھیں اقتدار کا

اے معترضِ صلح ذرا آئینہ تو دیکھ
چہرے پہ نقش ہے ترے دل کے غبار کا

جب چاہو دیکھ لو درِ آلِ رسولؐ پر
بستر وہیں ملے گا تمھیں خاکسار کا

لَو دے رہی ہے دل میں مودّت امامؑ کی
نیّر یہی چراغ ہے میرے مزار کا

☆☆☆☆☆

صلح شافعؑ محشر سے ملتی ہے

حسنؑ کی فکر نیّر فکرِ پیغمبرؐ سے ملتی ہے
عبارت صلح شبّرؑ کی، خطِ حیدرؑ سے ملتی ہے
سرِ قرطاس منظر میں اُبھر آیا ہے پس منظر
حسنؑ کی صلح، صلحِ شافعؑ محشر سے ملتی ہے

منقبت ۔ ۵

جریدۂ بہار ہے قصیدۂ حسنؑ مرا
کہ پھول پھول ہو گیا چراغِ فکر و فن مرا

حسنؑ کا نام لب پہ ہے حسنؑ کی یاد دل میں ہے
ہرا بھرا نہ کیوں رہے یہ زیست کا چمن مرا

کفن پہ منقبت لکھو کہ اطمینانِ قلب ہو
سند ہو باغِ خلد کی لکھا ہوا کفن مرا

جہاں وِلا کی محفلیں، جہاں ہے ذکرِ پنجتنؑ
کوئی نہیں مرا وطن، وہی ہے بس وطن مرا

خموشیوں میں حرف ہیں یہ گفتگو کے ظرف ہیں
حسنؑ کی بارگاہ میں وگرنہ کیا سخن مرا

ثنا کے پھول کِھل اٹھے کہ بزم باغ باغ ہے
اُگل رہا ہے رنگ و بو یہ مستقل دہن مرا

میں شاعرِ امامؑ ہوں، حسنؑ کا میں غلام ہوں
ٹلے گا ایک روز وہ، جو وقت ہے کٹھن مرا

☆

سکوں کی بھیک ڈال دو قرارِ بے قرار دو
کہ بے قرار زیست ہے، دُکھا ہوا ہے مَن مرا

محبِّ بوترابؑ ہوں، غلامِ آنجنابؑ ہوں
تو زیرِ خاک کس لئے خراب ہو بدن مرا

ثنا حسنؑ کی لب پہ ہے، وِلا حسنؑ کی دل میں ہے
سخنوروں کی بزم میں عجب ہے بانکپن مرا

وضو کریں نماز کو فرشتے خود نچوڑ کر
مئے وِلا سے تر بہ تر ہوا ہے پیرہن مرا

ہزار آندھیاں اُٹھیں، ہوائے دشمنی چلی
مگر نہ بجھ سکا کبھی چراغِ فکر و فن مرا

صلحِ حسنؑ کے ساتھ ساتھ صلحِ نبیؐ نظر میں ہے
یونہی تو صُلح جُو رہا حیات میں چلن مرا

محو ثنا ہے موئے تن، وِلا ہے دل میں جاگزیں
فدا ہے اُنؑ پہ من مرا فدا ہے اُنؑ پہ تن مرا

☆

خدا تلک رسائی ہے، سمجھ میں ذات آئی ہے
کہاں پہ مجھ کو لے گیا یہ عشقِ پنجتنؑ مرا

جہانِ انتشار میں نہیں ہے راہبر کوئی
مجھے تو اس پہ ناز ہے امام ہے حسنؑ مرا

حسنؑ کا میں غلام ہوں نیّرِ خوش کلام ہوں
کرم نہ مجھ پہ کیوں کرے وہ ربِّ ذوالمنن مرا

☆☆☆☆☆

حسنؑ حکمت میں ہیں

حسنؑ صورت میں ہیں محبوبِؐ داور
حسنؑ سیرت میں ہیں محبوبِؐ داور
حسنؑ کی صلح کی تحریر سمجھو
حسنؑ حکمت میں ہیں محبوبِؐ داور

☆☆☆☆☆

منقبت۔٦

قصرِ دلدآر * میں ہے جشنِ حسنؑ کی خوشبو
کیسے پھیلے گی یہاں گنگ و جمن کی خوشبو

بھا گئی اتنی مجھے بزمِ حسنؑ کی خوشبو
اب تو اچھی نہیں لگتی ہے چمن کی خوشبو

میری سانسوں سے چلی مدحِ حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے دہن کی خوشبو

حاصلِ زیست ہے کب سرو و سمن کی خوشبو
ہے رگ و پے میں رواں عشقِ حسنؑ کی خوشبو

دوش پر اپنے لئے مدحِ حسنؑ کی خوشبو
دور تک پھیل گئی میرے سخن کی خوشبو

دوریِ محفلِ میلاد ہے ایسے ہم کو
جیسے پردیس میں یاد آئے وطن کی خوشبو

*دلدار جعفری کا مکان

☆

چمنِ خُلقِ حسنؑ میں ہوئی محسوس ہمیں
حُسنِ اخلاقِ شہنشاہِؐ زمن کی خوشبو

اُتنا ہی امن و اماں ہوتا رہا دنیا میں
پھیلتی جتنی رہی صلحِ حسنؑ کی خوشبو

باغِ جنّت ہے کہاں مدحتِ شبّرؑ ہے کہاں
لے گئی مجھ کو کہاں میری لگن کی خوشبو

مدحِ سردارِ جناں، میرے کفن پر لکھ دو
ہر طرف قبر میں پھیلے گی کفن کی خوشبو

پھول کھلتے ہیں وِلا کے جو ہمارے دل میں
بوئے فردوس میں ڈھلتی ہے بدن کی خوشبو

اِس گھرانے میں محمدؐ ہیں سبھی چھوٹے بڑے
ہے حسنؑ میں بھی محمدؐ کے چلن کی خوشبو

☆

مدحِ سردارِ جناں میں جو لکھے ہیں الفاظ
اُن کے ہی گرد ہے اب مُشکِ ختن کی خوشبو

کس کے جلووں نے بہاروں کا بھرم رکھا ہے
اب رگِ گُل سے بھی آتی ہے کرن کی خوشبو

آمدِ جشنِ حسنؓ ہے تو بھری محفل میں
موج میں کھاتی ہے بل حرفِ سخن کی خوشبو

ہے مودّت سے مزیّن مرا ہر موئے بدن
سونگھنے آئیں فرشتے مرے تن کی خوشبو

آپؓ کا جب سے ملا ہے درِ دولت مجھ کو
مجھ سے تو دور بہت رہتی ہے دَھن کی خوشبو

دشتِ فن مہکا جو مدحت کے گلابوں کے طفیل
دیکھنے آگئی آہوئے ختن کی خوشبو

کس نے یہ وادیٔ طیبہ میں قدم رکھا ہے
بوئے جنّت سے ملی کوہ و دمن کی خوشبو

فیضِ ممدوحؓ سے مدحت کے کِھلیں گے جو گلاب
پھیلتی جائے گی نیّر مِرے فن کی خوشبو

منقبت ۔ ۷

یہ نہ پوچھو کہ ہے کس اوج پہ میری قسمت
بس یہ دیکھو مرے لب پر ہے حسنؑ کی مدحت

گھر نہیں کرتی ہے اُس دل میں کوئی بھی ظلمت
جاگزیں رہتی ہے جس دل میں حسنؑ کی الفت

لکھوں قرآن کی صورت میں حسنؑ کی مدحت
اس قدر قادرِ مطلق مجھے بخشے قدرت

دیکھنے والے ذرا دیکھیں حسنؑ کی حکمت
صلح نامے کی شرائط میں ہے دینِ فطرت

اے علیؑ تم کو مبارک کہ تمھارے گھر میں
خلق و ایثار کی بھیجی ہے خدا نے آیت

صلحِ شبّرؑ کی قسم، صلحِ محمدؐ کی قسم
سیرتِ احمدِؐ مرسل ہے حسنؑ کی سیرت

☆

جو پھرا آلِ محمدؐ سے جہاں کی خاطر
اس کی تقدیر میں لکھی ہے جہاں کی ذلّت

گلشنِ مدحتِ شبّرؑ میں بہار آئی ہے
کشتِ تخئیل پہ برسا ہے وہ ابرِ رحمت

الفتِ آلِ محمدؐ جو بسی ہے اِس میں
کوئی رضوان سے پوچھے مرے دل کی قیمت

کوئی کوزے میں سمندر کو نہیں بھر سکتا
غیر ممکن ہے مکمل ہو حسنؑ کی مدحت

اللہ اللہ کہ یہ عزّ و شرف محفل میں
اپنے مدّاح کو سننے کی کریں وہ زحمت

میرے ممدوح ہیں سردارِ جوانانِؑ جناں
میری بخشش کو تو کافی ہے فقط یہ نسبت

میں کہاں اور کہاں ذکر مرے آقاؑ کا
بخشنے والے نے بخشی ہے مجھے یہ عزّت

قطعہ بند

رہنمائی کے لئے بعدِ نبیؐ دنیا میں
ایک قرآن ہے اور ایک نبیؐ کی عترتؑ

آلؑ و قرآن سے بس ہم نے تمسک رکھا
غیر الجھے ہی رہے کیا ہے نبیؐ کی سنّت

☆☆☆☆☆

امن کی بات کرو، پیروِ شبّرؑ ہو جاؤ
زندہ رہنے کی زمانے میں یہی ہے صورت

وہ ہیں سردارِ جوانانِ جناں اے نیّر
پیروی اُن کی کرو، خود ہی ملے گی جنّت

☆☆☆☆☆

شبّرؑ کی مدحت میں

ملا حُسنِ نبیؐ نیّر مجھے شبّرؑ کی صورت میں
ملی سیرت محمدؐ کی مجھے شبّرؑ کی سیرت میں
حسنؑ کی صلح میں صلحِ نبیؐ کا عکس جو دیکھا
میں نعتِ مصطفیٰؐ لکھنے لگا شبّرؑ کی مدحت میں

☆☆☆☆☆

منقبت۔۸

لو آگئے وہ حضرتِ شبّرؑ جہان میں
دنیا تمام آگئی امن و امان میں

مدحت سنا سنا کے میں شبّرؑ کی شان میں
لے جاؤں گا زمینِ سخن آسمان میں

یوں ہیں حسنؑ کے سایۂ امن و امان میں
جیسے سکون پائیں بشر سائبان میں

جو کچھ میں پڑھ رہا ہوں مسلسل قرآن میں
وہ سب کا سب لکھوں گا میں شبّرؑ کی شان میں

اس طرح لکھ رہا ہوں میں شبّرؑ کی شان میں
جیسے بتا رہا ہے کوئی میرے کان میں

آساں نہیں ہے مدحتِ شبّرؑ زبان میں
میں پڑ گیا ہوں آج بڑے امتحان میں

☆

نکلے حسنؑ جو گھر سے محمدؐ کی شان سے
سب آگئے اُدھر سے اِدھر ایک آن میں

جب منقبت حسنؑ کی پڑھوں، یہ ہے آرزو
لہجہ ہو جبرئیلؑ کا میری زبان میں

جس دن سے تذکرہ مرے گھر میں حسنؑ کا ہے
اس دن سے نور پھیلا ہے میرے مکان میں

شبّرؑ ہیں اہلِ شام میں کچھ ایسے جلوہ گر
ہیرا چمک رہا ہو کوئی جیسے کان میں

جب بھی زمیں پہ ذکرِ امامِ حسنؑ ہوا
صلِّ علیٰ کا شور ہوا آسمان میں

جب تک کہ چل رہی ہے مری زندگی کی سانس
کہتا رہوں گا شعر میں شبّرؑ کی شان میں

کوثر کا باغ سبز ہوا آگئے حسنؑ
یا آگئی بہار علیؑ کے مکان میں

☆

صلحِ حسنؑ کا جب بھی کہیں تذکرہ ہوا
یاد آگئی ہے صلحِ نبیؐ درمیان میں

سب نے ہوائے فکر کا رُخ دیکھ کر کہا
کتنا ہے تیز طائرِ مدحت اُڑان میں

صلحِ حسنؑ یقین کی منزل کا نام ہے
اور تُو ابھی ہے منزلِ وہم و گمان میں

قرآن کی زبان، حسنؑ کی زبان ہے
قرآن بولتا ہے حسنؑ کی زبان میں

اکبرؑ جو اِک بھتیجا امامِ حسنؑ کا ہے
شامل ہے اُس کا نام مسلسل اذان میں

قطعہ بند

منوا کے ساری اپنی شرائط امامؑ نے
ڈالا امیرِ شام کو اِک امتحان میں

ہر شرط، یوں ہے صلحِ حسنؑ کی نپی تلی
جیسے جُڑا ہو تیر کڑکتی کمان میں

☆

ہم کیا تمھارے دل کو حسنؑ آشنا کریں
کھیتی اُگائی جاتی نہیں ہے چٹان میں

صلِ علیٰ حسنؑ کے پسندیدہ رنگ سے
سرسبزی آئی دینِ خدا کے نشان میں

نیّر میں جیسا شاعرِ آلِ رسولؐ ہوں
شاید نہیں ہے ایسا کوئی بھی جہان میں

☆☆☆☆☆

بہ فیضانِ حسنؑ

اللہ اللہ مری ذات پہ احسانِ حسنؑ
دل کا آئینہ ہے اور ہے رُخِ تابانِ حسنؑ
رات دن ،گرد مرے اہلِ جفا ہیں پھر بھی
صلح جو میری طبیعت ہے بہ فیضانِ حسنؑ

☆☆☆☆☆

منقبت ۔ ۹

ہیں پیشِ بزم مدحتِ شبّرؑ لئے ہوئے
گلدستۂ سخن ہیں سخنور لئے ہوئے

خاکِ درِ حسنؑ جو ہیں سر پر لئے ہوئے
وہ اوج پر ہیں اپنا مقدر لئے ہوئے

گو ہے مری زبان پہ ذکرِ حسنؑ مگر
ذکرِ حسنؑ ہے ذکرِ پیمبرؐ لئے ہوئے

تحریر میں جو صلحِ حسنؑ کا ہے آئینہ
وہ فکرِ مصطفےٰؐ کا ہے جوہر لئے ہوئے

الفاظ کر رہے ہیں یہ آپس میں گفتگو
صلحِ حسنؑ ہے صلحِ پیمبرؐ لئے ہوئے

مصروفِ مدحِ آلِؑ محمدؐ جو ہیں وہ لوگ
ہیں اپنے سر پہ رحمتِ داور لئے ہوئے

☆

مدحِ حسنؑ، عطائے محمدؐ، ولائے آلؑ
سب ظرف میں ہیں ہم سے گداگر لئے ہوئے

جھک کر درِ حسنؑ پہ ہوا ہے جو سربلند
ہم اپنے دوش پر ہیں وہ اِک سر لئے ہوئے

مولودِ نو ہے گود میں یا بنتِؑ مصطفیؐ
آغوش میں ہیں سورۂ کوثر لئے ہوئے

دل میں نبیؐ کا خُلق لئے آئے اور حسنؑ
رُخ پر جلالِ فاتحِؑ خیبر لئے ہوئے

ساقی نہ ٹل سکیں گے ولادت کے جشن پر
میکش بغیر بادۂ کوثر لئے ہوئے

حیدرؑ کے بعد دین بچانے کے واسطے
ہیں کتنا بار دوش پہ شبّرؑ لئے ہوئے

☆

دل میں فروغ، دولتِ حبِّ حسنؑ کا ہے
اب کیا نہیں غلامِ ابوذرؓ لئے ہوئے

دیوانۂ حسنؑ ہے ہر اِک شے سے بے نیاز
پھرتا ہے کیوں زمانہ یہ پتھر لئے ہوئے

حیدرؑ کے بعد لوگ وہ شمرؒ کے آس پاس
پھرتے تھے آستینوں میں خنجر لئے ہوئے

نیّرؔ بڑھانے رونقِ گلزارِ خلد ہم
جائیں گے منقبت کے گلِ تر لئے ہوئے

☆☆☆☆☆

خموش رہ کے بھی

ہوائے ظلم کی زد سے بچائے جاتے ہیں
چراغِ دینِ محمدؐ جلائے جاتے ہیں
حسنؑ نے اپنی فراست سے کر دیا ثابت
خموش رہ کے بھی فتنے دبائے جاتے ہیں

☆☆☆☆☆

منقبت ۔۱۰

فکرِ مصطفیٰؐ کا اِک دائمی حوالہ ہے
صلحِ ماہِ زہراؑ تو دین کا اُجالا ہے

نورِ چشمِ زہراؑ کو جب نبیؐ نے پالا ہے
تربیت کا کیا کہنا یہ سمجھ سے بالا ہے

صلح کے لئے گویا زندگی کو شبّرؑ کی
اپنی زندگی میں خود مصطفیٰؐ نے ڈھالا ہے

گُل چراغ مہرِ شام ہو رہا ہے دنیا میں
نورِ ماہِ زہراؑ سے دین میں اُجالا ہے

خود بری نگاہوں کی بڑھ رہی ہے بینائی
کون میری آنکھوں میں آج بسنے والا ہے

کربلا تو ہونی ہے وقت پر مگر اُس نے
پہلے امن کا رستہ صلح سے نکالا ہے

☆

شام کی فضاؤں میں تیرگی کے طوفاں میں
صلحِ ماہِ زہراؑ نے قوم کو سنبھالا ہے

کربلا سے پہلے ہی کربلا بپا ہوتی
صلحِ ماہِ زہراؑ نے ایسا وقت ٹالا ہے

جو حسنؑ نے لکھا ہے صلح کی شرائط میں
عکسِ صلحِ احمدؐ ہے، امن کا مقالا ہے

صلحِ مجتبیٰؑ دیکھو، صلحِ مصطفےٰؐ دیکھو
ایک سی ہیں تحریریں ایک سا اُجالا ہے

وہ قلم کی ضربت تو ذوالفقار جیسی تھی
سر غرورِ شاہی کا جس نے توڑ ڈالا ہے

صلح کی فصیلوں نے دین کی حفاظت کی
صلح کی فصیلوں سے حق کا بول بالا ہے

منقبت جو لکھتا ہوں، خلد نام کرتا ہوں
منقبت نہیں ہے یہ، خلد کا قبالا ہے

☆

دل میں حبِ شبّرؑ ہے، لب پہ مدحِ شبّرؑ ہے
یوں وِلا کی محفل میں لطف ہی دوبالا ہے

کہہ رہی ہے یہ تاریخ ایسا لگتا ہے مجھ کو
جلوہ صلحِ شبّرؑ کا جیسے دیکھا بھالا ہے

جب کبھی پکارا ہے آپؑ کے محبوں نے
آپؑ نے محبوں کی مشکلوں کو ٹالا ہے

مدحِ آلؑ کے موتی کیا پرو لئے میں نے
اب عروسِ فن کو یہ منقبت کی مالا ہے

صلحِ ماہِ زہراؑ ہے اس طرح سے اے نیّر
گرد چاند کے جیسے روشنی کا ہالا ہے

☆☆☆☆☆

قرآن وامامؑ

پاس حق کا کلام رکھتے ہیں
اِک مکمل نظام رکھتے ہیں
وہ، جو قرآں سے پیشتر آیا
ہم تو ایسا امامؑ رکھتے ہیں

منقبت۔۱۱

قرآں میں وصف دونوں کا یکساں لکھا ملا
مدحِ حسنؓ میں نعتِ نبیؐ کا مزا ملا

خود اپنا عکس جس میں نظر آرہا تھا صاف
آغوش میں رسولؐ کو وہ آئینا ملا

صلحِ حسنؓ سے ہوگئی ہموار راہِ امن
بہرِ جہادِ سرورؓ دیں راستا ملا

ہم تو نقوشِ پائے حسنؓ دیکھتے چلے
اس طرح ہم کو خلدِ بریں کا پتا ملا

جشنِ ولادتِ حسنؓ مجتبیٰ میں آج
بھر بھر کے سارے رندوں کو جامِ وِلا ملا

صلحِ حسنؓ میں ساری شرائط حسین ہیں
صلحِ حسنؓ سے حُسنِ عمل کا پتا ملا

☆

صلحِ حسنؑ سے امن و اماں کے دیئے جلے
روشن تمام شام کا ہر راستا ملا

خُلقِ حسنؑ کا آئینہ ایسا ہے آئینہ
جس میں کہ عکسِ خُلقِ شہِؐ انبیاء ملا

مشکل میں کام آیا ہے مشکل کشاؑ کا لال
مشکل کشاؑ کا لال بھی مشکل کشاؑ ملا

صلحِ حسنؑ میں صلحِ محمدؐ ہے جلوہ گر
صلحِ حسنؑ سے صلحِ نبیؐ کا پتا ملا

دیکھیں ہیں جب شرائطِ صلحِ حسنؑ بغور
صلحِ رسولِؐ پاک کا جوہر کُھلا ملا

ہم نے حسنؑ کے واسطے سے بھیک مانگ لی
ہم کو خدا سے جو ملا بالواسطا ملا

ممدوح کو جو خواب میں دیکھا تو صبح کو
آنکھوں کی روشنی کا بھی جوہر کُھلا ملا

☆

اِس منقبت کی داد ملی ہے یہاں مگر
دیکھوں گا حشر میں کہ وہاں کیا صلا ملا

پہنچا درِ حسنؑ پہ ہوں وسعت نہ پوچھئے
قطرہ تھا ایک میں کہ سمندر سے جا ملا

احمدؐ علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ اور حسنؑ
یہ سلسلہ ملا ہے تو ہم کو خدا ملا

جوشِ جہاد جو دلِ شبّرؑ میں جذب تھا
قاسمؑ کی شکل میں وہ سرِ کربلا ملا

در در بھٹکنے والوں کو آخر بتاؤں کیوں
جو کچھ درِ امامِ حسنؑ سے ملا، ملا

ٹوٹا درِ حسنؑ پہ عطا کا نہ سلسلہ
جو بھی کیا حسنؑ سے طلب، برملا ملا

دنیا کو فکرِ تنگیٔ کشکول رہ گئی
مجھ کو تو اپنے ظرف سے نیّر سوا ملا

منقبت۔۱۲

کبھی کنکر جوابِ لعل و گوہر ہو نہیں سکتا
کوئی ہمرتبۂ آلِ پیمبرؐ ہو نہیں سکتا

امیرِ شام شبّرؑ کے برابر ہو نہیں سکتا
کہ جو ہے فطرتاً رہزن وہ رہبر ہو نہیں سکتا

جو آلِ ساقیٔ کوثر سے کترا کر گزرتا ہے
کبھی قسمت میں اس کی جامِ کوثر ہو نہیں سکتا

ہمیں دعویٰ غلامیٔ حسنؑ کا ہے بہت لیکن
غلامی میں کوئی بھی مثلِ قنبرؓ ہو نہیں سکتا

حسنؑ کا صلح نامہ غور سے پڑھ کر ذرا دیکھو
مزاجِ صلحِ پیغمبرؐ سے باہر ہو نہیں سکتا

ثنائے مجتبیٰ الفاظ میں ہم کر نہیں سکتے
کہ جیسے بند کوزے میں سمندر ہو نہیں سکتا

☆

نقیریٔ درِ آلِ نبیؐ پر فخر کرتا ہوں
فقیری میں کوئی مجھ سا تونگر ہو نہیں سکتا

تقاضا کربلا سے قبل کے حالات کرتے تھے
بغیر صلحِ شبرؑ معرکہ سر ہو نہیں سکتا

درِ آلِ محمدؐ سے جو وابستہ ہوئے، اُن سے
کبھی دنیا میں برگشتہ مقدّر ہو نہیں سکتا

امیرِ شام کو تختِ حکومت بخشنے والے
سخاوت میں کوئی بھی تجھ سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا

گریزاں ہیں جو انساں چادرِ تطہیر والوںؑ سے
کبھی رحمت کا سایہ اُن کے سر پر ہو نہیں سکتا

کہاں سُفیان کا بیٹا، کہاں فرزندِ پیغمبرؐ
کوئی ذرّہ کبھی سورج کا ہمسر ہو نہیں سکتا

☆

مودّت کی رِدا نے صاحبِ عزّت بنایا ہے
مودّت کی رِدا سے میں تو باہر ہو نہیں سکتا

قطعہ بند

نہ اپنے ظرف سے ناپو کرم آلِ محمدؐ کا
کرم محدود اُنؑ کا بندہ پرور ہو نہیں سکتا

درِ آلِ محمدؐ پر کرم کا سلسلہ ہوگا
سوالِ تنگیِ ظرفِ گداگر ہو نہیں سکتا

☆☆☆☆☆

بہت مشکل ہے نیّر پیروی آلِ محمدؐ کی
کوئی ہمرتبۂ سلمانؓ و بوذرؓ ہو نہیں سکتا

☆

گوشۂ اماں

سکونِ قلب ملا اور قرارِ جاں پایا
جو دھوپ ظلم کی پھیلی تو سائباں پایا
چلی جو جبر کی آندھی تو ساری اُمّت نے
حسنؑ کے سائے میں اِک گوشۂ اماں پایا

منقبت ۔ ۱۳

جشن ہے مولا حسنؑ کا اور مکاں دلدآر* کا
عرش سے برسا ہے بادل ٹوٹ کر انوار کا

ذکر ہونٹوں پر نہ لائیں گے کبھی اغیار کا
گھر بنا سکتے نہیں ہم ریت کی دیوار کا

مدحتِ شبّرؑ ہو، منبر ہو فرازِ دار کا
لطف آجائے زبانِ میثمؓ تمار کا

ہے زباں پر ذکر سبطِ احمدؐ مختار کا
یہ بھی اِک احسان ہے مجھ پر مرے سرکارؑ کا

وار بھی کیا وار ہے اِک صلح کی تلوار کا
جیت میں آخر بدل دیتا ہے نقشہ ہار کا

اِک ابو سفیان کا خوں ایک ہے کرّارؑ کا
صلح کیا ہے معرکہ کردار سے کردار کا

*دلدآر:۔ ذوالفقار جعفری کے والد دلدار جعفری جن کے گھر ہر سال امام حسنؑ کے سلسلے میں طرحی محفل منعقد ہوتی ہے

☆

پوچھ لو تاریخ سے مثلِ نبیؐ مولا حسنؑ
کام لیتے ہیں قلم سے کس طرح تلوار کا

حُسن میں، گفتار میں، کردار میں، رفتار میں
آئینہ شبّرؑ ہیں وصفِ احمدِؐ مختار کا

بے وِلائے پنجتنؑ حاصل نہ تم کو کچھ ہوا
عرصہَ ہستی گزارا تم نے سب بیکار کا

صلح نامے کو بنا کر ڈھال فرزندِ رسولؐ
راستہ روکے کھڑے ہیں خنجرِ خونخوار کا

خانہَ شبّرؑ سے دوری ہو مری، ممکن نہیں
متصل دیوار سے سایہ رہا دیوار کا

وارثِ بزمِ سلونی فیضِ شہرِ علم سے
تیری خاموشی میں آیا ہے مزہ گفتار کا

کیا علیؑ کے لعلؑ سے نسبت امیرِ شام کو
خلد کے سردار یہ ہیں، وہ ہے ایندھن نار کا

☆

راستہ ہموار کرتے ہیں شہِ دیں کے لئے
اپنی خاموشی سے شبّرؑ جراتِ اظہار کا

دیکھ کر حُسنِ حسنؑ کی جلوہ آرائی کو آج
کیوں خریدے حُسن کوئی مصر کے بازار کا

صلح نامے کی شرائط سے پھرا ہے میرِ شام
اعتبار اب کیا کریں ہم شام کے اخبار کا

میں قصیدہ بادشاہِ وقت کا کیسے کہوں
محفلِ شبّرؑ کا شاعر ہوں، نہیں دربار کا

مدحتِ شبّرؑ کا پاؤں گا صلہ محشر کے دن
میں یہاں طالب نہیں ہوں درہم و دینار کا

آنکھ میں اشک آئے ہیں اشکوں میں جنت دیکھ لی
میں نے جب دیکھا ہے مرقد خلد کے سردار کا

میرے گھر خُلدِ بریں میں جا بجا بنتے رہے
خوب مولاؑ نے صلہ نیّر دیا اشعار کا

منقبت ۔۱۴

زادِ سفر ہے آخر یہ میری زندگی کا
ہے مدحِ پنجتنؑ ہی عنوان شاعری کا

صدیوں سے انجمن میں ہے تذکرہ اُسی کا
جس نے سبق دیا ہے عرفان و آگہی کا

سورج پیامبر ہے دنیا میں روشنی کا
صلحِ حسنؑ ہے پرتَو صلحِ محمدیؐ کا

دل کا چمن کھلا ہے پھولوں پہ تازگی ہے
آمد امامؑ کی ہے موقع ہے یہ خوشی کا

امن و اماں کے جلوے صلحِ حسنؑ سے پھیلے
اب حُسنِ زندگی کا ہوگا نہ رنگ پھیکا

عشقِ حسنؑ سے زندہ ہوں آج تک جہان میں
ورنہ میں مر چکا تھا اے دوستو! کبھی کا

دوشِ رسولؐ حق پر دنیا نے ان کو دیکھا
دعویٰ کسے ہے واعظ اب ان کی ہمسری کا

صلحِ حسنؑ کا سورج ہر سمت جلوہ گر ہے
اب نام مٹ گیا ہے دنیا سے تیرگی کا

نقشِ قدم پہ اُن کے سجدے گزارتا ہوں
لے دے کے اب یہی ہے معیار بندگی کا

دل میں ہے عشق اُن کا، لب پر ثنا ہے اُن کی
آئینہ دیکھتا ہوں میں اپنی زندگی کا

ہاں جادۂ حسنؑ پر چل کر ذرا تو دیکھو
احساس بھی نہ ہوگا پھر تم کو گمرہی کا

امن و اماں سے رہنا سب کو نصیب ہوگا
صلحِ حسنؑ ہے پَرتَو صلحِ محمدیؐ کا

صلحِ حدیبیہ کا جلوہ صلحِ حسنؑ ہے
پہنچا یہ کربلا تک پیغام روشنی کا

اُن کی عطا کے صدقے دامن کو بھر دیا ہے
مجھ کو نہیں ہے مطلق احساس اب کمی کا

ممدوح کی ثناء میں کھویا کچھ اس طرح سے
پایا ہے بے خودی میں، میں نے مزہ خودی کا

جو منحرف ہوئے ہیں صلحِ حسنؑ سے نیّر
دیں گے جواب اُن کو شبیرؑ سرکشی کا

منقبت۔ ۱۵

خُلد ہے تسنیم و کوثر ہیں مری تقدیر ہے
حشر کے دن یہ عطائے شبّرؑ و شبیرؑ ہے

آئینہ جس رُخ سے دیکھو ایک ہی تصویر ہے
جلوۂ شبّرؑ میں پنہاں جلوۂ شبیرؑ ہے

یہ خدا ہی جانتا ہے اس کی کیا توقیر ہے
جس کے سر پر سایہ گستر چادرِ تطہیر ہے

الفتِ شبّرؑ سے وابستہ مری تقدیر ہے
یہ وسیلہ ہے تو جنّت بھی مری جاگیر ہے

امن کا پیغام ہے وہ صلح کی تاثیر ہے
جس میں مضمر ملتِ اسلام کی تعمیر ہے

غیر ممکن ہے یہاں کرنا ثنائے پنجتنؑ
جب ثنائے پنجتنؑ قرآن میں تحریر ہے

میں ہوں مصروفِ ثنائے مجتبےٰؑ میرے خدا
فکر کو وسعت عطا کر ذہن دامن گیر ہے

دیں سلامت، امن قائم اور روشن نامِ حق
صلح جوئی بھی حسنؑ کی قابلِ توقیر ہے

☆

پرتوِ خُلقِ رسولؐ پاک ہے ذاتِ حسنؑ
ملتی جُلتی کس قدر تصویر سے تصویر ہے

دیکھنا صلحِ حسنؑ سے تا بہ جنگِ کربلا
سیرتِ محبوبِ حق تنویر در تنویر ہے

کفر لرزاں ہے کہ ہاتھوں میں حسنؑ کے دوستو!
صلح کا میدان ہے اور صبر کی شمشیر ہے

یوں کتاب آئی امامؑ آیا کہ جیسے دوستو!
ساتھ ہی قرآن کے قرآن کی تفسیر ہے

صلح کرنا ہی ضروری ہے حسنؑ کے واسطے
کربلا کے معرکے میں کچھ ابھی تاخیر ہے

بربریت کا نشانہ ہے جو تابوتِ حسنؑ
جس طرف نظریں اٹھاتا ہوں وہیں پر تیر ہے

زندگی پر ناز ہے اس واسطے نیّر مجھے
زندگی وقفِ ثنائے شبرؑ و شبیرؑ ہے

منقبت۔۱۶

خلوصِ دل سے جہاں بھی کہا امامِ حسنؑ
وہیں پہ ہوگئے جلوہ نما امامِ حسنؑ

نظر میں دل میں تخیّل کے گوشے گوشے میں
تجلّیوں کا حسیں سلسلہ امامِ حسنؑ

کہاں پہ صلح ضروری ہے اور کہاں پر جنگ
یہ جانتے ہیں شہِؑ دین یا امامِ حسنؑ

وہاں پہ سر کو جھکاؤں تو خود کا پالوں گا
جہاں بھی آپ کے ہیں نقشِ پا امامِ حسنؑ

کہیں بھی تذکرۂ سیرت النبیؐ جو چھڑا
تو لب پہ آیا ہے بے ساختہ امامِ حسنؑ

ملی ہے جس میں محمدؐ کے حُسن کی تصویر
وہ آئینوں میں ہے اِک آئینہ امامِ حسنؑ

سکون، امن، وفا، صبر، خُلق، علم، عمل
نبیؐ کی گود سے کیا کیا ملا امامِ حسنؑ

رسولؐ نانا، علیؑ باپ، فاطمہؑ ماں ہیں
ہیں اس چمن میں تو شبّیرؑ یا امامِ حسنؑ

وہ اپنی خوبیِ قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے
کہ جس کو آپ نے اپنا لیا امامِ حسنؑ

اُسے بہارِ گلستاں سے کیا غرض نیّر
کہ جس کے دل کا فقط مدعا امامِ حسنؑ

منقبت۔ ۱۷

حسنؑ کی مدح کو یہ طولِ زندگی کیا ہے
رہے گی تابہ قیامت یہ عمر ہی کیا ہے
کلامِ پاک میں عظمت امامؑ کی کیا ہے
اگر یہ لوگ سمجھ لیں تو بات ہی کیا ہے
برائے مدحِ حسنؑ چل کے رُک نہیں سکتا
مرے قلم کی زمانے میں شان بھی کیا ہے
پھرے جو صلحِ حسنؑ سے تو اُن کو شاہِ ہدا
بتا ہی دیں گے کہ انجامِ سرکشی کیا ہے
ہمہ خیال وہ دل میں مقیم رہتے ہیں
تصوّرات کی دنیا میں چاندنی کیا ہے
ولائے پنجتنِؑ پاک دل میں رکھتا ہوں
یہی ہے اجرِ رسالتؐ تو اب کمی کیا ہے
فرشتے بھیج رہے ہیں درود اور سلام
وہی بتائیں گے عظمت امامؑ کی کیا ہے
نقوشِ پائے حسنؑ پر ہے سجدہ ریز جبیں
یہ بندگی ہے تو معراجِ بندگی کیا ہے

☆

حدیبیہ کا فقط آئینہ ہے صلحِ حسنؑ
بتا گئے یہ حسنؑ سیرتِ نبیؐ کیا ہے
جھکا کے سر درِ شبّرؑ پہ یہ ہوا معلوم
خود آگہی بھی بہ اندازِ بیخودی کیا ہے
تڑپ رہا ہوں تمھارے فراق میں مولاؑ
جو اپنی دید کرادو تو بات ہی کیا ہے
زمانہ سنتا ہے میں بار بار پڑھتا ہوں
حسنؑ کی مدح میں واللہ چاشنی کیا ہے
حسنؑ کا خُلق، علیؑ کا عمل، حسینؑ کا صبر
بتاؤ دامنِ تاریخ میں کمی کیا ہے
گذر رہی ہے جو ہٹ کر حسنؑ کی سیرت سے
وہ بے اماں ہے یقیناً وہ زندگی کیا ہے
تمھارے رُخ سے ضیاء لے کے جگمگاتے ہیں
وگرنہ چاند ستاروں میں روشنی کیا ہے
شباب پر ہے مرا ذوقِ دید تو لیکن
تمھارے جلووں کو دیکھوں مجال ہی کیا ہے

☆

وہ اپنے در پہ بلائیں تو سَر کے بَل پہنچوں
مِری بس اس کے سوا حسرتِ دِلی کیا ہے
کشاکشِ غمِ ہستی سے ہوں میں گھبرایا
تم اپنے در پہ بلالو تو بات ہی کیا ہے
تمھاری آنکھوں سے پیتا ہوں میں مئے عرفاں
یہ صبح و شام مِرا شغلِ میکشی کیا ہے
کوئی بہار بداماں چمن میں آپہنچا
وگرنہ پھولوں کے رُخ پر شگفتگی کیا ہے
مجھے بھی کہتے ہیں دیوانۂ حسنؑ سب لوگ
اب اس سے بڑھ کے مِرے واسطے خوشی کیا ہے
مِرے سخن میں ہے ممدوح کا کرم شامل
ابھی تو اور نکھار آئے گا، ابھی کیا ہے
پتہ چلا ہے جھکا کر درِ حسنؑ پہ جبیں
خودی کی حد سے جو گذرے وہ بیخودی کیا ہے
رہِ جہادِ شہِؑ کربلا ہوئی روشن
حسنؑ کی صلح کو سمجھو کہ واقعی کیا ہے
حسنؑ کے خُلق کی ضِد ہے معاویہ کا عمل
پتہ چلا ہے اندھیرے سے روشنی کیا ہے
فقیر ہوں میں درِ پنجتنؑ کا اے نیّر
مِری نگاہ میں تاجِ سکندری کیا ہے

منقبت۔۱۸

جب کسی گلبدن کی بات کریں
پہلے حُسنِ حسنؑ کی بات کریں

کیوں کسی اہرمن کی بات کریں
ہم خدائے حسنؑ کی بات کریں

پہلے صلحِ حسنؑ کی بات کریں
پھر فروغِ چمن کی بات کریں

جب کسی انجمن کی بات کریں
پہلے ہم پنجتنؑ کی بات کریں

رونقِ علم و فن کی بات کریں
شاعرِ پنجتنؑ کی بات کریں

لوگ دیوانۂ حسنؑ کہہ کر
میرے دیوانہ پن کی بات کریں

پتّے پتّے پہ نام ہے اُن کا
اہلِ گلشن حسنؑ کی بات کریں

زندگی زندگی میں ڈھل جائے
سیرتِ پنجتنؑ کی بات کریں

☆

اس کشیدہ فضا میں لازم ہے
پیرویِ حسنؑ کی بات کریں

ایک قرآں ہے ایک ہے تفسیر
یوں کتاب و حسنؑ کی بات کریں

جو ثنائے حسنؑ میں ہے مشغول
اُسی غنچہ دہن کی بات کریں

صرف اور صرف زندگی کے لئے
آؤ صلحِ حسنؑ کی بات کریں

امن اور آشتی کے متوالے
مجتبیٰؑ کے چلن کی بات کریں

آفتابِ رسولؐ ہیں حیدرؑ
اُس کی پہلی کرن کی بات کریں

جل گیا جس میں آشتی کا چراغ
ہم اُسی انجمن کی بات کریں

دِل کی قوت اگر بڑھانی ہے
ابنِؑ خیبر شکنؑ کی بات کریں

☆

آؤ ایماں کی تازگی کے لئے
مِل کے سب پنجتنؑ کی بات کریں

جس کو رضوان خُلد سے لایا
بس اُسی پیرہن کی بات کریں

ہیں جنازے میں تیر پیوستہ
آؤ اُس خستہ تن کی بات کریں

اُن کی الفت کا یہ تقاضا ہے
ہم نہ رنج و محن کی بات کریں

جس نے سب کچھ لُٹا دیا حق پر
اس غریب الوطن کی بات کریں

اپنے بازو پہ باندھ کر تعویذ
قاسمِ خستہ تن کی بات کریں

لکھ کے یہ منقبت بنامِ حسنؑ
لوگ میرے کفن کی بات کریں

مصطفیٰؐ نے بتا دیا نیّر
کس طرح سے حسنؑ کی بات کریں

منقبت۔۱۹

حسنؑ کا فیض ہے مجھ پر جو لب تک دورِ جام آیا
مِرے قابو میں اے نیّر مزاجِ صبح و شام آیا

علیؑ کا گھر ہوا روشن وہ جلووں کا پیام آیا
بہ شانِ حق زمیں پر عرش سے ماہِ تمام آیا

مِرے ممدوح خُلقِ مصطفیٰؐ یوں تیرے کام آیا
کہ اس کے زیرِ سایہ دینِ خالق کا نظام آیا

عمل کے آئینے میں اِک محبت کا پیام آیا
کہ عکسِ مصطفیٰؐ لے کر امامؑ ابنِ امامؑ آیا

مرے حصّے میں کیا میرے خدا کوثر کا جام آیا
ثنا ممدوح کی لکھی تو اِک کیفِ دوام آیا

حسنؑ ابنِ علیؑ کا جب مِرے ہونٹوں پہ نام آیا
درودوں پر درود آیا سلاموں پر سلام آیا

خوشا قسمت نظر کے سامنے روئے امامؑ آیا
مرادِ دل بر آئی اور ارماں شاد کام آیا

علیؑ مرتضیٰ کا خَلق میں قائم مقام آیا
صدائے تہنیت گونجی امامؑ ابنِ امامؑ آیا

☆

ولادت پر حسنؑ کی آج وہ کیفِ دوام آیا
کہ ہم اہلِ تولاّ کے لئے بادہ بہ جام آیا
مبارک ہو تجھے اے زندگی ماہِ صیام آیا
کہ اِس ماہِ مبارک میں علیؑ کا لالہ فام آیا
فرشتے دیکھ کر مجھ کو درِ جنت پہ کہتے تھے
تجھے رضواں مبارک ہو حسن کا اِک غلام آیا
مدینہ ہو نجف ہو کربلا ہو یا خراساں ہو
ہر اِک منزل پہ دیوانہ تمھارا شادکام آیا
سمجھنی تھی ہمیں تفسیرِ قرآں ساتھ قرآں کے
کہ اس ماہِ مبارک میں کتاب آئی امامؑ آیا
حسنؑ کی صلح ایسا آئینہ ہے اے مسلمانو!
کہ جس میں کربلا کی جنگ کا عکسِ تمام آیا
نبیؐ ہیں مطمئن، شاداں علیؑ، مسرور ہیں زہراؑ
علیؑ کا جانشینِ اوّلیں رفعت مقام آیا
مرے ساقی تری دریا دلی پر ناز ہے مجھ کو
جہاں تجھ کو پکارا ہے وہیں گردش میں جام آیا

☆

بپا ہوتا جہاد کربلا کچھ وقت سے پہلے
حسنؑ کا صلح کرنا دوستو بر وقت کام آیا

خدا نے وقتِ آخر آخری خواہش بھی پوری کی
کہ آنکھیں بند ہوتے ہی نظر روئے امامؑ آیا

مجھے اُن سے محبت ہے انہیں بھی پیار ہے مجھ سے
نہ پوچھو کون سا عالم ہے یہ کیسا مقام آیا

علیؑ کا راحتِ دل ہے تمنا ہے محمدؐ کی
پیامِ امن لے کر جو برائے خاص و عام آیا

بہ فیضِ مجتبیٰؑ ہر آدمی اب شاد و خرم ہے
فضائے دہر میں امن و اماں کا وہ پیام آیا

میں مصروفِ ثنائے پنجتنؑ ہوں رات دن نیّر
جو لمحہ بھی مری ہستی میں آیا شادکام آیا

رہِ ہستی میں نیّر مشکلوں پر مشکلیں آئیں
مگر مشکل کشاؑ کا لالؑ ہر مشکل میں کام آیا

منقبت۔۲۰

یاد اے حسنؑ جو آپ کے کردار کی رہے
پھر زندگی خدا کی قسم زندگی رہے

پھر کیوں مرے نصیب میں بیچارگی رہے
آئے ہیں وہ تو رُخ پہ مرے تازگی رہے

جس میں حسنؑ کے حُسن کی جلوہ گری رہے
وہ بزمِ حُسن کیوں نہ بھلا دیدنی رہے

میری جبیں تو آپ کے در پر جھکی رہے
تقدیر اس طرح سے ہمیشہ بنی رہے

محفوظ ہر بلا سے مری زندگی رہے
ساحل سے صلح و امن کی کشتی لگی رہے

یہ وقتِ نزع حاصلِ صد زندگی رہے
گر میرے سامنے وہ گھڑی دو گھڑی رہے

مدّاحِ پنجتنؑ کا شرف ہے نصیب میں
کیوں فخر سے نہ پھر مری گردن تنی رہے

دیدار ہوگا قبر میں حاصل امامؑ کا
اس اعتبار پر نہ مجھے کیوں خوشی رہے

☆

یہ پنجتنؑ کا در ہے ادب کا مقام ہے
ہم کیا، یہاں فرشتوں کی گردن جھکی رہے

بڑھ جائے حُسنِ چشمِ بصارت بہ فیضِ حق
گر آنکھ تیری روئے حسنؑ پر جمی رہے

ہے انتظامِ کون و مکاں اِن کے ہاتھ میں
یہ چاہیں گر تو گردشِ دوراں رُکی رہے

وہ آئینہ ہے صلحِ حسنؑ جس میں دوستو!
تصویرِ کربلا کی ہمیشہ کھنچی رہے

ظاہر ہے جس سے سب پہ غلامیٔ پنجتنؑ
آیت اِک ایسی دل پہ ہمارے لکھی رہے

مولاؑ حسنؑ کے در کی فقیری پہ ناز ہے
کیوں کر نہ اُن کے فیض سے جھولی بھری رہے

گر مئے پلادے آنکھوں ہی آنکھوں میں ساقیا
سب سے جدا جہاں میں مِری میکشی رہے

پہلے طلب تو کر کے درِ پنجتنؑ سے دیکھ
ممکن نہیں کہ پھر ترا دامن تہی رہے

☆

جب تک کہ منقبت نہ ہو پوری امامؑ کی
دنیائے فکر و ہوش مِری جاگتی رہے

میں نے جہاں خلوص سے اُن کا لیا ہے نام
اے گردشِ زمانہ وہیں پر رُکی رہے

آجاؤ خود ہماری نگاہوں کے سامنے
کب تک نگاہِ شوق تمھیں ڈھونڈتی رہے

روشن کیا ہے دل میں محبت کا اِک چراغ
حاصل اسی چراغ سے اب روشنی رہے

حبِّ حسنؑ کی شمع ہے اس دل میں ضوفگن
اب کیوں مری لحد میں بھلا تیرگی رہے

مشکل کشاؑ کے لالؑ کا وردِ زباں ہے نام
مشکل ہمارے سامنے اب کانپتی رہے

پیتا ہوں روز و شب جو مئے حبِّ پنجتنؑ
نیّر خودی کی حد میں مِری بیخودی رہے

منقبت۔۲۱

ایک ہی کردار کو جیسے مکرّر دیکھنا
صلحِ شبّرؑ دیکھنا صلحِ پیمبرؐ دیکھنا

میرے دل میں الفتِ شبّرؑ و شبّرؑ دیکھنا
زندگی کا آئینہ بہتر سے بہتر دیکھنا

اُن کے قدموں میں جبینِ شوق رکھ کر دیکھنا
زندگی میں اس طرح جنت کا منظر دیکھنا

ضوفشاں ہے خانۂ بنتِ پیمبرؐ دیکھنا
دوسرا سورج امامت کے اُفق پر دیکھنا

صفحۂ دل پر رقم ہے پنجتنؑ کی منقبت
کیسے کوزے میں سمٹ آیا سمندر دیکھنا

اِک غزل گو کو ہوئی ہے مرثیہ گوئی نصیب
اس کی قسمت دیکھنا اور اوجِ منبر دیکھنا

صلحِ پیغمبرؐ کے آئینے کو رکھ کر روبرو
مجتبیٰؑ کی صلح کے انمول جوہر دیکھنا

آج ہے آغوشِ زہراؑ میں علیؑ کا نونہال
عید کے دن زینتِ دوشِ پیمبرؐ دیکھنا

☆

میں غلامِ پنجتنؑ ہوں، میں ثناء خوانِ حسنؑ
میرے استقبال کا محشر میں منظر دیکھنا

صلح جوئی سے مقاصد جنگ کے حاصل کئے
معرکہ سر کرلیا بے لاؤلشکر دیکھنا

آگہی کی خوشبوؤں سے بَس ہی جائے گا دماغ
دیکھنا آغوشِ زہراؑ کا گُلِ تر دیکھنا

گردشِ دوراں مِرے نزدیک آسکتی نہیں
ہر نفس مجھ پر یہ فیضِ عشقِ شبّرؑ دیکھنا

امن کا خورشید چمکا ظلم کی آندھی رُکی
اللہ اللہ یہ سحابِ فکرِ شبّرؑ دیکھنا

پھول چننے ہیں مجھے نذرِ عقیدت کے لئے
اے مِرے ممدوحؑ مجھ کو مسکرا کر دیکھنا

اِک نہ اِک دن اُن کی الفت رنگ لائے گی ضرور
میرے ہاتھوں میں بھی نیّر جامِ کوثر دیکھنا

دولتِ عشقِ حسنؑ ہے دامنِ دل میں چھپی
دونوں عالم میں مجھے نیّر تونگر دیکھنا

منقبت۔۲۲

ثنائے مجتبیٰؑ وردِ زباں ہے
نظر میں وسعتِ ہفت آسماں ہے
حسنؑ کا فیض دنیا پر عیاں ہے
حسنؑ جودوسخا کا آسماں ہے

پدرؑ مشکل کشائے دوجہاں ہے
لقب مادر کا خاتونؑ جناں ہے
حسنؑ کا جو بھی نیّر مدح خواں ہے
زمیں اُس کی ہے اُس کا آسماں ہے

حسن کی ذات جب سے درمیاں ہے
خدا بندوں پہ بے حد مہرباں ہے
تمازت میں ہر اِک جنگ و جدل کی
حسنؑ امن و اماں کا سائباں ہے

شرائط صلح کی رکھی ہیں ایسی
فروغِ دینِ احمدؐ بے گماں ہے
زیارت کا شرف حاصل ہو یارب
کہ رشکِ خُلد اُن کا آستاں ہے

جہاں اِک نور کی ہیں پانچ کرنیں
مِری نظروں میں اِک ایسا مکاں ہے

☆

نہ کیوں حاصل شعورِ زندگی ہو
حسنؑ کی ذات علمِ بیکراں ہے

ہے اِن کا عشق بخشش کی ضمانت
یہ سردارِ جوانانِ جناں ہے

نہ کیوں منزل ہمارے سامنے ہو
علیؑ کا لالؑ میرِ کارواں ہے

وہ آئے ہیں بہاریں ساتھ لے کر
نظر سے دور اب دَورِ خزاں ہے

حسنؑ کی زندگی روزِ ابد تک
مکمل امن کی اِک داستاں ہے

نیّرؔ! کیا شکر میں شامل ہوں اُس میں
جو کوثر پر ہجومِ مدح خواں ہے

بغیرِ مدحتِ شبّرؑ جو گذرے
وہی لمحہ طبیعت پر گراں ہے

جہادِ کربلا کا نفسِ مضموں
حسنؑ کے صلح نامے سے عیاں ہے

☆

نبیؐ سے عشق بے اجرِ رسالتؐ
مسلسل یہ تو سعی رائیگاں ہے
حسنؑ کا ذکر ہے رزقِ سماعت
سرِ محفل طبیعت یوں جواں ہے
تشخص زندگی کا یوں ہے باقی
حسنؑ کی ذات ہم پر مہرباں ہے
حسنؑ کا جو نہیں پیرو یقیناً
وہ انساں زندگی میں بے اماں ہے
سوارِ دوشِ احمدؐ مثلِ سرور
حسنؑ بھی رہنمائے دو جہاں ہے
میں دل کی بات کیا اس سے کہوں گا
بذاتِ خود وہ میرا رازداں ہے
حسنؑ کا چہرۂ انور تو دیکھو
نبیؐ کے حُسن کا یہ ترجماں ہے
مرے رہبر کی آمد ہے جہاں میں
اسی باعث مِرا دل شادماں ہے
ہے عشقِ پنجتنؑ کا فیض یہ بھی
مکمل زندگی کی داستاں ہے
حسنؑ کے فیض سے محفوظ نیّر
ہماری کشتیِ عمرِ رواں ہے

منقبت۔۲۳

جس کے جگر کا خون بھی صرفِ بہار ہے
اسلام کے چمن پہ اسی سے نکھار ہے
نیّرؔ کی زیست حاصلِ صد افتخار ہے
شبّرؑ کے مدح خوانوں میں اس کا شمار ہے
ایمان اُن کے عشق سے جب پائیدار ہے
دنیا مِری نگاہ میں گرد و غبار ہے
مجھ پر جو فیضِ عشقِ حسنؑ بار بار ہے
اب مجھ سے دُور گردشِ لیل و نہار ہے
محبوبِ کردگار کا جو ورثہ دار ہے
ٹھوکر پہ اس کی آٹھ پہر اقتدار ہے
عشقِ حسنؑ جو حاصلِ صبر و قرار ہے
اب میری زندگی پہ مکمل بہار ہے
مانگیں اُسی سے امن کی اب بھیک ہم وطن
وہ ذات صرف امن کی پروردگار ہے
میں ہوں حُسن کے اسوۂ حسنہ پہ گامزن
مجھ کو بھی اپنے دل پہ بڑا اختیار ہے

☆

خوشبو حسنؑ کے عشق کی جب دل میں بس گئی
ہر سانس زندگی کی مِری مشکبار ہے

اِک آئینے کے سامنے اِک آئینہ تو دیکھ
صلحِ نبیؐ کا صلحِ حسنؑ شاہکار ہے

شبّرؑ کے در سے جھولیاں بھرنے کے واسطے
جبریلؑ آج رات ہَوا پر سوار ہے

روئے حسنؑ کی مدح کروں اُن کے روبرو
ممدوحؑ کا لحد میں مجھے انتظار ہے

مدحت حسنؑ کی پہلے درود و سلام سے
اے دل قسم خدا کی بہت ناگوار ہے

آلِ نبیؐ کے خون کا جو لے گا انتقام
اب رات دن اُسی کا ہمیں انتظار ہے

صلحِ حسنؑ کی ضرب نے کیا کام کردیا
تا حشر میرِ شام کی قسمت میں ہار ہے

اس نے نمازِ مدحِ حسنؑ رات بھر پڑھی
نیّرؔ تبھی تو عابدِ شب زندہ دار ہے

منقبت۔۲۴

سراپا خُلقِ محبوبِ خدا ہے
حسنؑ ذاتِ نبیؐ کا آئینہ ہے
کرم مجھ پر مرے ممدوح کا ہے
مرے دل میں اجالا ہو رہا ہے
امینِ اَمن صلحِ مجتبیٰؑ ہے
زمانے بھر کو یہ کہنا پڑا ہے
حسنؑ کی صلح ایسا آئینہ ہے
کہ جس میں عکسِ صلحِ مصطفیٰؐ ہے
درِ شبّرؑ پہ جس کا سر جھکا ہے
وہ اپنا مرتبہ پہچانتا ہے
زمانہ خوب اُس کو جانتا ہے
یہی تو جانشینِ مرتضیٰؑ ہے
حسنؑ کے حُسن سے زہراؑ کے گھر میں
اُجالا ہی اُجالا ہو رہا ہے
حسنؑ کی فکر سے بزمِ جہاں میں
چراغِ آگہی روشن ہوا ہے

☆

حسنؑ کی صلح کے تیور تو دیکھو
یہ تمہیدِ جہادِ کربلا ہے
حسنؑ کی پیروی لازم ہے ہم پر
محمدؐ کی طرح یہ رہنما ہے
حسنؑ ابنِ علیؑ قرآں کی صورت
تمنائے دلِ خیرالوریٰؐ ہے
وہ جس نے امن کا رستہ دکھایا
زمانہ اس کو رہبر مانتا ہے
حدیبیہ کی عظمت دل میں رکھ کر
یہ نقشِ پائے احمدؐ پر چلا ہے
کہاں میں اور کہاں شبّرؑ کی مدحت
مدد یارب یہ مشکل مرحلہ ہے
حسنؑ کے صلح نامے کی بدولت
نبیؐ کا دین مستحکم ہوا ہے
بہ فیضِ پنجتنؑ دل میں ہمارے
مودّت سلسلہ در سلسلہ ہے

☆

حسنؑ کو دیکھ کر ہر ایک مومن
محمدؐ کی زیارت کررہا ہے
سوارِ دوشِ پیغمبرؐ کا رتبہ
بشر کیا جانے خالق جانتا ہے
میں نیّر شاعرِ آلِ نبیؐ ہوں
مِرا رتبہ ملائک سے سوا ہے
جو اُن کی یاد میں گذرا ہے نیّر
وہ لمحہ زندگی میں کام کا ہے

☆

زندگی کا نظام رکھتے ہیں
راہبر لاکلام رکھتے ہیں
وہ جو قرآں کی بن گیا تفسیر
ہم وہ گویا امامؑ رکھتے ہیں

منقبت۔۲۵

صلحِ شبرؑ جو دیں کی سپر ہوگئی
نسلِ تیرہ شہی در بہ در ہوگئی

عشقِ شبرؑ میں جس کی بسر ہوگئی
اس کی ہستی بڑی معتبر ہوگئی

اُن کی سیرت مِری راہبر ہوگئی
زندگی اس طرح حق نگر ہوگئی

اُن کی چشمِ کرم جب اِدھر ہوگئی
میری ہستی بڑی دیدہ ور ہوگئی

شامِ غم اس قدر مختصر ہوگئی
وہ تصور میں آئے سحر ہوگئی

نظم میں پھول مدحت کے کھِلنے لگے
یوں ریاضت مِری بارور ہوگئی

زندگی میری خُلقِ حسنؑ کے طفیل
واقفِ خُلقِ خیرالبشرؐ ہوگئی

اُن کے نقشِ قدم پر جو چلتا رہا
خُلد خود اُس سے نزدیک تر ہوگئی

☆

اِن کے بابا کی خاطر جِدارِ حرم
حکمِ خلّاقِ اکبر سے دَر ہوگئی

گو زمانے کی گردش سے ٹوٹا تھا میں
اُن سے اُلفت مگر ٹوٹ کر ہوگئی

مصطفیٰؐ کی طرف سے عطا پر عطا
مجھ کو سبطینؑ کے نام پر ہوگئی

میں نے نامِ حسنؑ لے لیا اُس گھڑی
گردشِ وقت جب میرے سر ہوگئی

منقبت اُن کی لکھی تو پائی جناں
آج قسمت مِری اوج پر ہوگئی

اس قدر ان کی سیرت میں گم ہوگیا
زندگی اُن کے زیرِ اثر ہوگئی

صلحِ شبّرؑ سے دیں کی حفاظت ہوئی
یورشِ کفر زیر و زبر ہوگئی

جب دعائیں حسنؑ کے توسّل سے کیں
ہر دعا خود بہ خود با اثر ہوگئی

☆

دل میں اُن کی مودّت نے گھر کر لیا
اب مودّت ہی زادِ سفر ہوگئی

مجتبیٰؑ آگئے عید سے قبل ہی
عید اے فاطمہؑ تیرے گھر ہوگئی

مجھ پہ اُن کی نگاہِ کرم کیا ہوئی
زندگی میری مثلِ گہر ہوگئی

میں نے دل سے جو نامِ حسنؑ لے لیا
گردشِ وقت زیر و زبر ہوگئی

میرے اعمال نیّرؔ سنور جائیں گے
اُن کی چشمِ عنایت اگر ہوگئی

☆

صورتِ مہتاب دیکھی آگئی خاور کی یاد
چہرۂ شبّرؑ دیکھا آگئی شبّرؑ کی یاد
آئینے سے آئینے کا عکس روشن ہوگیا
آگئی صلحِ حسنؑ سے صلحِ پیغمبرؐ کی یاد

منقبت ۔ ۲۶

نظر ممدوح کے رُخ پر جمی ہے
نگاہوں سے تلاوت ہورہی ہے
محبت اُن سے اتنی ہوگئی ہے
اسی پر وقف اپنی زندگی ہے

جنہیں اُن سے محبت ہوگئی ہے
انہیں حاصل حیاتِ دائمی ہے
سند جنّت کی اے نیّر یہی ہے
کہ اُن کی منقبت دل پر لکھی ہے

مودت میرے دل میں ایک سی ہے
جو میں نے چودہ معصومینؑ سے کی ہے
نظر روئے حسنؑ پر جم گئی ہے
پیمبرؐ کی زیارت ہو رہی ہے

زباں پر مدحتِ آلِ نبیؐ ہے
مری تخئیل منہ کو چومتی ہے
حسنؑ کا عشق جزوِ زندگی ہے
مجھے حاصل مکمل آگہی ہے

☆

مودّت ہے مرے دل میں حسنؑ کی
ادا اجرِ رسالتؐ ہو رہی ہے
طلوعِ صبحِ دینِ مصطفےؐ میں
ترے حُسنِ عمل سے روشنی ہے
گُلِ زہراؑ کی خوشبو کی بدولت
زمانے کی فضا مہکی ہوئی ہے
رہِ کرب و بلا ہموار ہوگی
حسنؑ کی صلح یہ بتلا رہی ہے
جہاں میں صلحِ شبرؑ کی بدولت
سکوں ہے، امن ہے اور آشتی ہے
کیا ہے جب بھی میں نے یاد اُن کو
اسی دم گردشِ دوراں ٹلی ہے
عمل بن، دعوئ عشقِ حسنؑ کیا
کہیں بھی ناؤ کاغذ کی چلی ہے
میں اُن سے دور ہوں تو لمحہ لمحہ
بپا دل پر قیامت ہو رہی ہے

☆

بقدرِ ظرف حُبِّ آلِ اطہر
خدا شاہد مرے دل میں بسی ہے
محبت مجتبیٰؑ سے کرنے والے
عمل کی شرط اس میں لازمی ہے
کوئی دیکھے بصیرت مجتبیٰؑ کی
ہزاروں دشمنوں سے دوستی ہے
حسنؑ آئے تو سبزہ بول اُٹھا
علیؑ کے باغ کی کھیتی ہری ہے
جو اُن کی یاد میں ہم نے گزاری
وہ اِک ساعت بہت ہی کام کی ہے
جنہیں ہے روشنی درکار آئیں
کہ شمعِ صلحِ شبّرؑ جل رہی ہے
چراغِ فکرِ شبّرؑ کی بدولت
حدودِ کربلا تک روشنی ہے
جو یورش کفر کی اسلام پر تھی
وہ صلحِ مجتبیٰؑ نے روک لی ہے

☆

یہ محفل منقبت کی ہے یہاں پر
مرے ممدوحؑ کی جلوہ گری ہے
یہی اعجاز ہے صلحِ حسنؑ کا
قیامت آتے آتے رُک گئی ہے
جو پیرو ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کا
فقط وہ آدمی ہی آدمی ہے
سرِ قرطاس لفظوں کی گلی میں
مہک اِس پھول کی پھیلی ہوئی ہے
ہیں لاکھوں تیر تابوتِ حسنؑ میں
تو چشمِ آدمیت رو رہی ہے
حسنؑ کے صلح نامے کی بدولت
ہمیں حاصل شعور و آگہی ہے
محبت ہے مرے دل میں حسنؑ کی
مجھے کس چیز کی نیّر کمی ہے

منقبت ۔ ۲۷

نفاق و بغض کی تیرہ شبی سے کیوں پریشاں ہے
اُسے آواز دے جو امن کا مہرِ درخشاں ہے

مودّت شبّرؑ و شبیرؑ کی مومن کا ایماں ہے
جو یوں گذرے تو ہستی ہر نفَس جنّت بداماں ہے

ہماری زندگی جس دن سے اُن کے زیرِ داماں ہے
خدا شاہد ہے کوسوں دور ہم سے موجِ طوفاں ہے

زلیخا حُسنِ یوسف دیکھ کر کیوں اتنی حیراں ہے
فزوں تر حُسن میں اس سے حسنؑ کا روئے تاباں ہے

جہاں میں شام کی تاریکیاں اب بڑھ نہیں سکتیں
کہ اب نورِ حسنؑ بزمِ جہاں میں جلوہ ساماں ہے

ابھی صلحِ حسنؑ کے رمز سمجھی ہی نہیں دنیا
ابھی بھٹکا ہوا منزل سے اپنی ہر مسلماں ہے

مزاجِ آدمی بدلا امامتؑ کی بصیرت سے
حسنؑ کی صلح کے صدقے میں اب انسان انساں ہے

دیا ہے حوصلہ ایسا ولائے آلِؑ اطہر نے
مجھے جینا بھی آساں ہے مجھے مرنا بھی آساں ہے

☆

شرائط دشمنِ دیں سے لکھا لیں دین کے حق میں
حسنؑ ایسا محمدؐ کی شریعت کا نگہباں ہے
کوئی گُل خار کی زد پر نہ آئے گا گلستاں میں
حسنؑ ابنِ علیؑ کے ہاتھ میں نظمِ گلستاں ہے
نہیں آساں حسنؑ کی مدح گوئی غور سے دیکھو
مِرے اشعار میں شامل مِرا خونِ رگِ جاں ہے
متاعِ دین و دنیا عشق ہے آلِ محمدؐ کا
اسی سے دل کو تسکیں ہے یہی بخشش کا ساماں ہے
ہے جنت دور اس سے اور وہ ہے دور جنت سے
بشر جو بھی درِ آلِ پیمبرؐ سے گریزاں ہے
زمانہ درس لے لے سیرتِ سبطِؑ پیمبرؐ سے
حسنؑ ابنِ علیؑ کی زندگی تفسیرِ قرآں ہے
یہی تھی جیت شبّرؑ کی کہ اہلِ شام کہتے تھے
حسنؑ کے صلح نامے سے سلامت اپنا ایماں ہے
ہے سردارِ جوانانِ جناں کا مدح خواں نیرؔ
کہ استقبال کو اُس کے درِ جنت پہ رضواں ہے

منقبت۔ ۲۸

کیا صلح ابنِ فاتحِ خیبرؑ کی بات ہے
پیغامِ امن حضرتِ شبّرؑ کی ذات ہے

پیشِ نظر وہ پیکرِ عالی صفات ہے
جس کی ہر ایک بات محمدؐ کی بات ہے

اِک پُرسکوں حیات جو میری حیات ہے
مجھ پر امامِ امن کا یہ التفات ہے

میدانِ امن حضرتِ شبّرؑ کے ہات ہے
نیّر معاویہ کی سیاست کو مات ہے

نقشِ قدم پہ اُن کے گذاری ہے یوں حیات
ہم جانتے ہیں اس میں ہماری نجات ہے

اس طرح ہم پہ فیضِ حسنؑ ہے کہ جس طرح
تاروں پہ مہر کی نگہِ التفات ہے

محفل سجی ہے مدحِ حسنؑ کی جو آج رات
اللہ جانتا ہے یہ عظمت کی رات ہے

جو زندگی امامؑ کے قدموں پہ ہو نثار
اُس زندگی کو تا بہ قیامت ثبات ہے

☆

یوں دیکھ کر حسنؑ کو ہیں مسرور فاطمہؑ
جیسے نظر میں سمٹی ہوئی کائنات ہے

مجھ سے بہت ہیں دُور زمانے کی گردشیں
مجھ پر امامؑ کی نگہہِ التفات ہے

ہٹ کر درِ امامِ حسنؑ سے خدا گواہ
دل کو ثبات ہے نہ نظر کو ثبات ہے

صلحِ حسنؑ کا ردِ عمل دیں کے واسطے
شبیرؑ کی نظر میں جہادِ فرات ہے

وہ جس طرف بھی چاہے بدل دے ہوا کا رُخ
وہ جس کی دسترس میں حیات و ممات ہے

پیشِ نظر ہے سیرتِ محبوبِ کبریا
خُلقِ نبیؐ کا عکس حسنؑ کی حیات ہے

کردار اُن کا پیشِ نظر ہو قدم قدم
نیّر اسی عمل میں ہماری نجات ہے

نیّر ثنائے آلِ پیمبرؐ کے واسطے
دو دن کی یہ حیات بڑی کم حیات ہے

منقبت۔۲۹

جس شخص کے بھی دل میں حسنؑ کی وِلا نہیں
میں بھول کر بھی اُس کی طرف دیکھتا نہیں

اُس کو نہ مل سکے گی کبھی منزلِ شعور
سوئے حسنؑ جو ایک قدم بھی چلا نہیں

میں منکرِ حسنؑ سے ملوں گر کے کس لئے
نالے میں جا کے کوئی سمندر گرا نہیں

بھیجا ہے یوں امامؑ کو قرآں سے پیشتر
قرآن بے امامؑ کبھی بولتا نہیں

ڈر کر گذارتے ہیں زمانے میں وہ حیات
جن کا کوئی زمانے میں مشکل کشا نہیں

ہم ہیں غلام اُن کے مگر دیکھنا یہ ہے
اپنا وہ ہم کو حشر میں کہدیں گے یا نہیں

☆

دل میں بسی ہوئی ہے محبت امامؑ کی
مجھ کو تو کچھ بھی فکرِ جزا و سزا نہیں

میں سوچتا ہوں خواب میں دیکھوں انہیں مگر
تابِ نظارہ مجھ کو رہے گی بھی یا نہیں

صلحِ حسنؑ کی دیکھو شرائط بغور تم
قرآن و اہلبیتؑ یہاں بھی جدا نہیں

جس آئینے میں عکس وِلائے حسنؑ کا ہو
ٹکرائے پتھروں سے تو وہ ٹوٹتا نہیں

ہے علم و آگہی کا سمندر حسنؑ کی ذات
گہرائی پوچھتے ہو تو اُس کا پتہ نہیں

سب کچھ درِ امامِ حسنؑ سے ملا مجھے
کشکول لے کے میں کبھی دَر دَر پھرا نہیں

☆

دل پر جو داغِ الفتِ شبّرؑ تھا ضوفشاں
اِس واسطے لحد میں اندھیرا ہوا نہیں

آئینہ دارِ فکرِ محمدؐ ہیں جب حسنؑ
شبّرؑ کی صلح، صلحِ نبیؐ سے جدا نہیں

اُن کے نقوشِ پا پہ گذاری ہے زندگی
کیا حُبِّ اہلبیتؑ کی یہ انتہا نہیں

جو اسوۂ حسنؑ سے عبارت نہ ہو سکا
وہ لمحۂ حیات کسی کام کا نہیں

کہہ دو اُسے جو منکرِ صلحِ حسنؑ ہوا
کوئی تری نجات کا اب راستہ نہیں

سب دامنِ نظر میں سمٹ آئی کائنات
جب وہ ہیں میرے پاس تو پھر پاس کیا نہیں

مجھ کو درِ حسنؑ کی فقیری پہ ناز ہے
واللہ غیر سے میں کبھی مانگتا نہیں

نیّرؔ میں جب گرا ہوں تو لے کر حسنؑ کا نام
خود ایسے اُٹھ گیا ہوں کہ جیسے گرا نہیں

منقبت۔۳۰

کِھلا جو شاخِ امامتؑ میں اِک گُلِ تَر ہے
اُسی سے خانۂ بنتِ نبیؐ معطّر ہے
نبیؐ کی فکر بعنوانِ فکرِ شبّرؑ ہے
حسنؑ سے امن و اماں کا جہاں منور ہے
درِ امامِ حسنؑ پر جھکا مِرا سر ہے
خدا کا شکر ہے کس اوج پر مقدّر ہے
بہ طرزِ نو جو شعورِ بشر جگائے گا
وہ مصطفےٰؐ کی طرح امن کا پیمبرؑ ہے
ہو اُس کی مدح و ثنا کس طرح بھلا مجھ سے
میں ایک قطرۂ ناچیز وہ سمندر ہے
حَسنؑ لکھا ہے مگر حُسن پڑھ رہا ہوں میں
وہ آئینہ ہے تو یہ آئینے کا جوہر ہے
حُدیبیہ کے جو منکر ہیں اُن کو کیا معلوم
نبیؐ کی فکر کا پَرتو تو فکرِ شبّرؑ ہے
یہ دونوں وصف نظر آئے ذاتِ شبّرؑ میں
کہ جنگ میں ہے علیؑ، صلح میں پیمبرؐ ہے

☆

ہوئی ہے ساقیِ کوثر کے گھر میں پہلی خوشی
کہ فرشِ و عرش پہ گردش میں جامِ کوثر ہے

یہ اہلبیتؑ کی مدحت کا فیض ہے مجھ پر
خوشا نصیب کہ جنت میں بھی مِرا گھر ہے

تمھیں تو امن کے پروردگار ہو مولاؑ
سکون ہم کو میسّر تمھارا ہو کر ہے

منافقین کے چہرے سے اُٹھ رہا ہے نقاب
حسنؑ کی صلح میں کرب و بلا کا تیور ہے

لکھی ہیں جتنی شرائط بھی صلح نامے میں
بقائے مذہبِ اسلام تو انہیں پر ہے

جو حُبِّ آلِ محمدؐ تمھارے دل میں نہیں
تمھارے سینے میں وہ دل نہیں ہے پتھر ہے

جو سر اُٹھائے ہیں طوفاں تو خوف کیا مجھ کو
کہ ناخدا مِری کشتیِ دل کا شبّرؑ ہے

یقیں نہیں جسے صلحِ حسنؑ پہ دنیا میں
حدودِ مذہبِ اسلام سے وہ باہر ہے

☆

مری لحد سے فرشتے یہ کہہ کے پلٹے ہیں
یہ اہلبیتؑ کے دربار کا سخنور ہے
حدیبیہ ہے اُدھر اور اِدھر ہے صلحِ حسنؑ
کہ عکسِ آئینہ دیکھا ہوا مکرّر ہے
جہاں ہیں آپؐ اُسے بھی وہاں بلا لیجے
حضورؐ آپ کا نیّر ازل سے نوکر ہے

☆

حسنؑ کی مدح و ثنا شاعری کا زیور ہے
یہ فیضِ حُسنِ عمل زندگی کا جوہر ہے
نبیؐ کی نعت لکھوں یا لکھوں حسنؑ کا ثنا
کلام ایک سا ہے فکر بھی برابر ہے

☆

کیا کیا عنایتوں کے ہیں چشمے اُبل پڑے
بے چینیوں میں کیوں نہ زمانے کو کل پڑے
یہ سب حسنؑ کی فہم و فراست کا فیض ہے
ہر سُو سکون و امن کے بادل نکل پڑے

منقبت۔۱۳۱

شرابِ امن پی کر بے خودی میں
میں اُن کے وصف لکھوں شاعری میں
گذارو زیست صلح و آشتی میں
اسی سے زندگی ہے زندگی میں
عمل ہے شرطِ اوّل زندگی میں
رہو فکرِ نجاتِ اُخروی میں
بنی دوزخ حسنؑ کی دشمنی میں
بنی جنت حسنؑ کی دوستی میں
قلم ہاتھوں میں ہے اور سوچتا ہوں
ہیں کتنے وصف اولادِ نبیؐ میں
علیؑ صورت علیؑ سیرت حسنؑ ہیں
ہے اُن کا ذکر شامل بندگی میں
مجھے بھی بھر کے دے جامِ مودّت
کمی کیا ہے تری دریا دلی میں

☆

حسنؑ کی ذات اُن کا آئینہ ہے
کہ جو بھی وصف ہیں ذاتِ نبیؐ میں

امامؑ آیا ہے پھر قرآن آیا
ملی ہے روشنی یوں روشنی میں

حسنؑ کا صلح نامہ کہہ رہا ہے
بقائے دینِ خالق ہے اسی میں

نکل آئی ہیں سب جنت کی راہیں
مِرے مولاؑ فقط تیری گلی میں

جہاں میں روشنی کا ذکر کر کے
لگادی آگ میں نے تیرگی میں

حسنؑ کی بزم میں آکر تو دیکھو
ملے گی آدمیت آدمی میں

حسنؑ کی راہ سے جو بھی ہٹے گا
گذارے گا وہ ہستی گمرہی میں

☆

جو بندہ اُن کی مدحت کر رہا ہے
وہ بندہ ہے حصارِ بندگی میں
برائے امنِ عالم صلحِ شبرؑ
صدائیں دے رہی ہے ہر صدی میں
میں جنت میں پہنچ جاؤں جو ڈھونڈوں
ترے نقشِ قدم دیوانگی میں
اُسی کو امن کی منزل ملے گی
چلے گا جو حسنؑ کی رہبری میں
ہمیشہ ان کے غم کو اپنا سمجھو
ہمیشہ خوش رہو اُن کی خوشی میں
ثنائے شبرؑ و شبیرؑ سُن کر
بنے کتنے مقدر دو گھڑی میں
حسنؑ کا ذکر نیّر کر رہا ہوں
کہ میری زندگی ہے روشنی میں

منقبت۔۳۲

لکھا ہے کاتبِ تقدیر نے میرے مقدر میں
کہ میرا نام بھی شامل ہے فہرستِ ثنا گر میں

یہ دو منظر نظر آتے ہیں ہم کو ایک منظر میں
جہادِ کربلا دیکھا جہادِ صلحِ شبّرؑ میں

گلِ خاتونِؑ جنت کھل گیا ہے باغِ حیدرؑ میں
جناں کی خوشبوئیں سمٹی ہوئی ہیں اس گلِ تر میں

جو جوہر آئینہ میں ہیں وہی ہیں آئینہ گر میں
خدا کی حمد لکھ دو مدحتِ شبیرؑ و شبّرؑ میں

اگر دیکھا نہیں ہے صبر کو انساں کے پیکر میں
نبیؐ کے خُلق کی تصویر دیکھو خُلقِ شبّرؑ میں

بہت ہم نے لہو دے کر چراغِ ذکرِ شبّرؑ میں
اندھیرا تھا بہت ہم نے اجالا کر لیا گھر میں

فلک پر چاند شرمانے لگا ہے دیکھ کر جس کو
ہوئی ہے روشنی وہ خانۂ بنتِؑ پیمبرؐ میں

سبق حاصل کیا دنیا نے ایسا صلح شبّرؑ سے
کہ آئینے کی خوبی آگئی ہے سخت پتھر میں

☆

مدینے سے نجف آئے نجف سے کربلا آئے
تخیّل میں کیا طے فاصلہ صدیوں کا پَل بھر میں

لبِ کوثر ملے گا ساقیِ کوثر سے وہ جا کر
یہاں جو ڈوب جائے گا شرابِ حُبِّ شبّرؑ میں

محمدؐ تک محمدؐ کے وسیلے سے پہنچنا ہے
کہ دریا جا کے گرتے ہیں ہمیشہ ہی سمندر میں

بیاضِ امن پر یہ بھی بعنوانِ جلی لکھ دو
حیاتِ عقلِ انسانی نہاں ہے صلحِ شبّرؑ میں

اگر ہم دوستو! چاہیں تو نام مجتبیٰؑ لے کر
بساطِ گردشِ دوراں اُلٹ دیں ایک ٹھوکر میں

شعور و آگہی فکر و نظر اور علم و دانائی
بہت ہیں فیض کے چشمے نگاہِ بندہ پرور میں

جمل میں جس نے دیکھی ہو نہ طاقت ابنِ حیدرؑ کی
وہ دیکھے کربلا میں اُن کی طاقت ابنِ شبّرؑ میں

درِ آلِ نبیؐ پر آ کے جنت مل ہی جائے گی
یہ لازم ہے کہ انساں خود سمیٹے پاؤں چادر میں

مِرے ممدوح کے نانا ہیں جب خود شافعِ محشر
بھلا بتلایئے کیوں خوف ہوگا مجھ کو محشر میں

مدینہ، کربلا، مشہد، نجف اور سامرہ نیّرؔ
بہت سی جنتیں لکھی گئیں میرے مقدر میں

منقبت۔۳۴

جو بندہ ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کا
وہ دیوانہ نہیں تاجِ شہی کا

عطا میں کیا تفکر ہو کمی کا
گدا ہے جو سخی ابنِ سخی کا

پلادے ساقیا جامِ مودّت
ترے گھر میں یہ موقع ہے خوشی کا

یہ وہ مفہومِ کوثر ہے کہ جس سے
چلا ہے سلسلہ نسلِ نبیؐ کا

گُلِ مدحت کی شادابی نہ پوچھو
کبھی ہوتا نہیں ہے رنگ پھیکا

امامؑ آیا ہے پھر قرآن آیا
تسلسل دیکھئے تو روشنی کا

زباں پر دم بہ دم نامِ حسنؑ ہے
یہ عالم ہے مری دیوانگی کا

☆

جُھکا کر سر درِ ابنؑ علیؑ پر
سلیقہ آ گیا ہے بندگی کا

ادا فوراً کرو اجرِ رسالتؐ
بھروسا کچھ نہیں ہے زندگی کا

پسرؑ مولودِ کعبہ کا جو آیا
بصیرت پر کُھلا دَر روشنی کا

سوئے کوثر نکل جاتا ہے رستہ
حسنؑ ابنِ علیؑ تیری گلی کا

نبیؐ کے خُلق کی تصویر دیکھو
حسنؑ ہے آئینہ خُلقِ نبیؐ کا

کبھی اے عقل کے اندھو نہ کرنا
تقابل روشنی سے تیرگی کا

چھٹے ہیں جنگ کے بادل کہ نیّر
نکل آیا ہے سورج آشتی کا

منقبت ۔ ۳۴

حسنؑ کی صلح کا امت پہ کتنا احساں ہے
سکون و امن کے سائے میں ہر مسلماں ہے

مِری زبان پہ یہ زندگی کا عنواں ہے
علیؑ کے لالؑ کی مدحت ہے یا رگِ جاں ہے

زہے نصیب کہ ہم میں ہر اِک مسلماں ہے
ادائے اجرِ رسالتؐ ہمارا ایماں ہے

بنا ہے خانۂ بنتِؑ رسولؐ منبعِ نور
چراغِ سورۂ کوثر سے کیا چراغاں ہے

علیؑ کا نام، محمدؐ کی شکل، خُلقِ رسولؐ
حسنؑ کی ذاتِ مقدس سے سب نمایاں ہے

ہزار ظلم ہو چھوٹے نہ صبر کا دامن
امامؑ کا یہ پیمبرؐ سے عہد و پیماں ہے

چلے ہیں آلِ محمدؐ کے ہم سفینے میں
ہمارے سامنے کیا چیز موجِ طوفاں ہے

حسنؑ کے خُلق سے خُلقِ نبیؐ ہوا ظاہر
حسنؑ کی صلح سے صلحِ نبیؐ نمایاں ہے

☆

کہاں سے لاؤں میں الفاظ اُس کی مدحت کو
کہ باغِ خلد میں خیّاط جس کا رضواں ہے
حسنؑ کی صلح کے تیور بتا رہے ہیں ہمیں
کہ یہ جہادِ شہِؑ کربلا کا عنواں ہے
حسنؑ کا ذکر، ولائے علیؑ، حسینؑ کا غم
ہمارے ساتھ یہ راہِ عدم کا ساماں ہے
حسنؑ نے روکا ہے اُس کو حسینؑ سے پہلے
نفاق و کفر کا بپھرا ہوا جو طوفاں ہے
نہ جس کے دل میں ہو سردارِ خُلد کی الفت
تو ایسا شخص رہِ خُلد سے گریزاں ہے
رہِ جہادِ شہِؑ کربلا ہوئی روشن
کہ مہرِ صلحِ حسنؑ کس قدر درخشاں ہے
حسنؑ کی صلح کو تاریخ سے ہٹائیں اگر
تو قبلِ کرب و بلا کربلا کا امکاں ہے
حسنؑ کے جلوؤں میں پنہاں ہے جلوۂ کوثر
حسنؑ کے جلوؤں سے ہٹ کر نگاہ ویراں ہے

☆

مرے نقوشِ قدم ہیں نجات کا رستہ
کہ میرے سامنے راہِ حسنؑ نمایاں ہے
حسنؑ نے حُسنِ تدبّر سے فیصلے وہ کئے
کہ عقل حیراں ہے جس سے شعور حیراں ہے
جوازِ کربلا دنیا میں ڈھونڈنے والو
جوازِ کربلا صلحِ حسنؑ میں پنہاں ہے
مرے مزاج میں ہے نعت گوئی اے نیّر
حسنؑ کی مدح میں نعتِ رسولؐ پنہاں ہے

☆

سوئے ممدوح مرا دل جو کھنچا جاتا ہے
امن کی راہ پہ چلنے میں مزا آتا ہے
جو بھی پیرو ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کا نیّر
وہ زمانے میں ہمہ وقت سکوں پاتا ہے

منقبت۔۳۵

نظر کے سامنے جب تک نہ روضے پنجتنؑ آئے
نہ جینے میں مزہ آئے نہ مرنے میں مزا آئے

مرے ہونٹوں پہ جب بھی مدحتِ آلِ عباؑ آئے
دھڑکتے دل سے اے قمر درودوں کی صدا آئے

درِ علمِ پیمبرؐ تک اگر فکرِ رسا آئے
تو پھر جو کچھ لکھوں اس میں نظر اک معجزا آئے

جو طعنہ زن نبیؐ پر تھے وہ روئیں اب قیامت تک
تمہم رہے ہیں آیاتِ کوثر پنجتنؑ آئے

برائے امنِ عالم جس کو ہو تبلیغ کی خواہش
درِ حمزہؑ سے لے کر اپنے دل میں حوصلہ آئے

وہاں تک تو فضا امن و اماں کی ہم نے دیکھی ہے
جہاں تک بھی نظر ہم کو حسنؑ کے نقشِ پا آئے

حسنؑ کے خلق میں خلقِ نبیؐ کا دیکھ کر جلوہ
کہوں جب منقبت تو نعت گوئی کا مزا آئے

نہ کھینچی ذوالفقارِ حیدرِؑ کرار حمزہ نے
یہ کوشش کی نہ پہلے کربلا سے کربلا آئے

☆

نظر قرآن پہ رکھ کر ثنائے پنجتنؑ لکھنا
کہ اُن کی مدح کو قرآن میں ہیں جا بہ جا "آئے"

کبھی جو ہاتھ پھیلایا تو پھیلایا وہاں ہم نے
فرشتے روٹیاں لینے جہاں بن کر گدا آئے

الٰہی یہ تمنا ہے کہ میں شبّرؔ کی مدحت میں
کروں وہ ابتدا جس کی نہ کوئی انتہا آئے

چراغِ ذکرِ شبّرؔ کو ہوا کیسے بجھائے گی
کہ لو بڑھتی ہے اس کی سامنے جب بھی ہوا آئے

بس ذکرِ نبیؐ ذکرِ حسنؑ کچھ ایسے لگتا ہے
کہ جیسے آئینے کے بعد کوئی آئینہ آئے

مجھے کشتِ سخن میں پھول مدحت کے کھلانے ہیں
اِدھر بھی اے خدا تسنیم و کوثر کی گھٹا آئے

ولا کا آئینہ ہم نے سجا رکھا ہے آنکھوں میں
سکندر اب ہمارے سامنے آئے تو کیا آئے

امیرِ شام کی تقلید میں جن کی حکومت ہے
تو اُن کے دور میں کیسے نظامِ مصطفےٰ آئے

نہ لائے گا کبھی خاطر میں تخت و تاج سلطانی
درِ شبّرؔ پہ جو بھی بن کے اے قمرؔ گدا آئے

منقبت۔۳۶

ملا کر صورتِ شبّرؑ ذرا آیاتِ کوثر سے
نظر لطفِ تلاوت لے حسنؑ کے روئے انور سے

وہی نسبت تو ہے مدّاح کو سبطِؑ پیمبرؐ سے
جو ذرّے کو ہے سورج سے جو قطرے کو سمندر سے

سکون و امن قائم ہوگیا ہے صلحِ شبّرؑ سے
مسلماں پھر نکلتے ہیں بلا خوف و خطر گھر سے

کہاں جاؤں گا میں اُٹھ کر درِ سبطِؑ پیمبرؐ سے
مَلک بھی بھیک پاتے ہیں تو پاتے ہیں اِسی دَر سے

عجب جشنِ ولادت ساقیِ کوثر کے گھر میں ہے
کہ رندوں کی تواضع ہورہی ہے جامِ کوثر سے

جُھکا کر سر، رہے گی سر بلندی مستقل حاصل
قیامت تک نہ اُٹھے سر درِ سبطِؑ پیمبرؐ سے

نہیں ہے فردِ عصیاں کی مجھے تو فکر محشر میں
کہ دُھل جائے گی یہ اشکِ غمِ شبّیرؑ و شبّرؑ سے

وِلا کا آئینہ میں نے سجا رکھا ہے آنکھوں میں
پئے نظارۂ عالم ذرا کہہ دو سکندر سے

☆

شعورِ بندگی میری جبیں کو ہوگیا حاصل
درِ سبطِؑ پیمبرؐ مل گیا مجھ کو مقدر سے

حسنؑ مشکل کشاؑ کے لالؑ ہیں مشکل کشاؑ ایسے
کہ اِن کا نام لیتے ہی بلائیں ٹل گئیں سر سے

حسنؑ ابنِ علیؑ کا نام لے کر ہم اگر چاہیں
بساطِ گردشِ دوراں اُلٹ دیں ایک ٹھوکر سے

امیرِ شام کو تختِ حکومت دے کے مولاؑ نے
امامتؑ کو کیا ہے جلوہ گر محراب و منبر سے

اندھیرے سر چھپاتے پھر رہے ہیں ہر طرف نیّر
اُجالا ہی اُجالا ہے چراغِ ذکرِ شبّرؑ سے

☆

فاطمہؑ بنتِ نبیؐ کے گلبدن کا تذکرہ
معنیٔ کوثر ہے اے نیّر حسنؑ کا تذکرہ

عندلیبانِ چمن کیونکر نہ نغمہ خوان ہوں
پھول کھلتے ہیں تو ہوتا ہے چمن کا تذکرہ

منقبت ۔ ۳۷

ملا یہ اوج حسنؑ تیرے آستانے کو
فرشتے عرش سے اترے ہیں سر جھکانے کو

دیا امید کا دل میں جلائے بیٹھا ہوں
امامؑ رونقیں بخشیں غریب خانے کو

دعائے فاطمہ زہراؑ سے ہم تو ابھریں گے
اٹھا ہے گرچہ زمانہ ہمیں مٹانے کو

خدا کے گھر کی حفاظت خدا کے دین کے ساتھ
یہ کام سونپا گیا ہے ترے گھرانے کو

بشر کی شکل میں نورِ خدا جو دیکھ لیا
فرشتے ہوگئے مجبور سر جھکانے کو

سکون و امن کی خیرات بانٹتے ہیں امامؑ
خبر یہ کردو ذرا بے خبر زمانے کو

مئے ولائے حسنؑ سے وضو ضروری ہے
چلو نمازیو پہلے شراب خانے کو

وہ جس کے حُسنِ تدبّر کی ہے قلم پہچان
وہی تو آیا مجھے منقبت لکھانے کو

☆

جہاں پہ بوذرؓ و سلمانؓ نے اوج پایا تھا
وہیں پہ بیٹھیں ہیں ہم قسمتیں بنانے کو
دیارِ شام میں صلحِ حسنؑ ضروری ہے
چراغِ دینِ محمدؐ کی لَو بڑھانے کو

خدا ملا ہے ہمیں تیرے آستانے سے
تو کیوں نہ سجدہ کریں تیرے آستانے کو
وہاں پہ آتے ہیں سننے کو وقت کے ہادی
جہاں بھی جاتے ہیں ہم منقبت سنانے کو

حسنؑ کی صلح کے تیور بتا رہے ہیں ہمیں
کہ یہ ضروری تھی دین خدا بچانے کو
حسنؑ کے حُسنِ تدبّر نے دیکھئے نیّر
شعورِ صلحِ پیمبرؐ دیا زمانے کو

☆

مسلسل راہِ حق کا سلسلہ ہے
فروغِ عظمتِ دینِ خدا ہے
حسنؑ کی صلح کے تیور تو دیکھو
یہ تمہیدِ جہادِ کربلا ہے

منقبت۔ ۳۸

الٰہی خیر عجب ہے یہ ملک کا دستور
اندھیرا پھیل گیا ذہن ہوگئے بے نور

وہ زر پرستی کا عالم کہ ہے کوئی مغرور
یہ مفلسی کی ہے صورت کہ ہے کوئی مجبور

یہاں پہ بن گئیں سرمایہ داریاں ناسور
سسک سسک کے یہاں روز مرتے ہیں مزدور

مرے وطن میں ہے ایسے نظام کا والی
پڑا جمائے ہوئے تخت پر بہت مسرور

نہ حق دلاتا ہے حقدار کو کوئی اُس سے
مشیر بھی ہیں اسی کی طرح سے سب مغرور

ہیں دوسروں کے لئے اپنی قوم کے دشمن
یہ آستین کے سانپ اپنی قوم کے ہیں حضور

انہیں عزیز ہے اس درجہ دوسروں کا مفاد
کہ اپنی قوم کا نقصان ہے انہیں منظور

ابھی ابھی تو یہ اِک حادثہ* بھی گذرا ہے
بہت سے مرگئے جس میں بہت ہوئے معذور

* سانحہ اوجھڑی کیمپ

☆

کسے ہم اپنی تباہی کا دیں بھلا الزام
کہ گھر تو گھر کے چراغوں سے جل رہا ہے حضور

نظام ایسا کہ اندھیر ہے وطن میں مرے
کہ عدل گردشِ زر میں ہوا ہے اب محصور

ہمیں لڑا دیا آپس میں اور خود پیہم
نشاط و کیف میں مصروف ہیں بہت مسرور

وہ حال ہے کہ پراگندہ ہے بشر کا دماغ
نہ اپنا ہوش ہے اس کو نہ دوسروں کا شعور

دہک رہے ہیں ہر اِک سمت نفرتوں کے الاؤ
سُلگ رہے ہیں دلوں میں عداوتوں کے تنور

ہیں خانہ جنگی کے حالات خیر ہو سب کی
یہ بے یقینیِ دل کس طرح سے ہوگی دور

ہوئی ہے دست و گریباں جو قوم آپس میں
کوئی نہیں جو بچائے اِسے بہ فہم و شعور

اسی خیال میں گُم تھا کہ یک بہ یک مجھ کو
یہ دل سے آئی صدا کیوں ہے تو بھلا رنجور

☆

اُسے پکار کہ جو امن کا پیامی ہے
اُسے پکار کہ ہے جس کی صلح اِک منشور
وہی رسولؐ کی سنت پہ تھا عمل پیرا
اسی کی صلح میں تھا صلحِ مصطفےٰؐ کا نور
حسنؑ کی صلح کو مشعل بنا کے چل تو سہی
کہ اس کے سائے میں ہوگا وطن میں امن ضرور
عداوتوں میں محبت کی روشنی پھیلے
دلوں سے نفرتیں ہوجائیں خود بہ خود کافور
وہ ایک امن کا سورج وہ روشنی کا سفیر
اسی کا ہوتا ہے زہراؑ کے گھر میں آج ظہور
حسنؑ جو آئے تو زہراؑ کا گھر ہوا پُر نور
خجل ہے جس کی تجلّی سے برقِ کوہِ طور
یہ پہلا پھول کِھلا ہے بتولؑ کے گھر میں
اسی کی خوشبو سے حیدرؑ کا دل ہوا مسرور
جہاں میں ساقیِؑ کوثر کا لالؑ آیا ہے
اسی کے فیض سے دل میرا ہوگیا مخمور

☆

خدا کو ایسی تھی منظور ناز برداری
مَلک کو جھولا جھلانے پہ کردیا مامور
نبیؐ پاک کو ان سے بڑی محبت ہے
نبیؐ کے دل کی یہؓ ٹھنڈک نبیؐ کی آنکھ کا نورؓ
حسنؓ کے روئے حسیں کا ازل کے دن پَرتو
پڑا جو چہرۂ یوسفؑ پہ ہوگیا پُرنور
مجھے تو کوئی زمانے میں جانتا ہی نہ تھا
بہ فیضِ مدحِ حسنؓ میں بھی ہوگیا مشہور
حسنؓ کے صلح کے پردے میں ہوگیا نافذ
نبیؐ کی سنت و قرآنِ پاک کا منشور
بہ ہر لحاظ یہ اہلِ وطن کو ہے پیغام
حسنؓ کے عشق میں ڈوبا ہوا مِرا مذکور
خلوصِ دل سے پکاریں انہیں اگر نیّر
ابھی ہو گردشِ ایام ہم سے کوسوں دور

منقبت۔۳۹

آسودگی ملی ہے مجھ کو غم و محن میں
میں نے زباں ہے کھولی جب مدحِ پنجتنؑ میں

فیضِ نبیؐ ہوا ہے جب بھی رہِ سخن میں
میں لب کشا ہوا ہوں پھر مدحتِ حَسن میں

اِک وصفِ خاص دیکھا زہراؑ کے گلبدن میں
جو بات ہے نبیؐ میں وہ بات ہے حسنؑ میں

جس کے جگر کے ٹکڑے نیّرؔ گرے لگن میں
اس کو ہی یاد کرنا سینے کی تم دُکھن میں

دیوانہ جارہا ہے یوں تیری انجمن میں
سَو چاک ہیں جگر میں سَو چاک پیرہن میں

اب دل نہیں بہلتا دنیا کی انجمن میں
یارب مجھے بُلالے اب بزمِ پنجتنؑ میں

اُن کے لبوں پہ دیکھو باتیں ہیں مصطفےٰؐ کی
کیا ہے زباں نبیؐ کی رکھی ہوئی دہن میں

جبریلؑ آرہے ہیں جھولا جھلا رہے ہیں
سبطینِؑ مصطفےٰؐ کی الفت میں بانکپن میں

☆

صلحِ حسنؑ سے ہٹ کر دیکھو حسنؑ کی صورت
تصویرِ کربلا ہے ماتھے کی ہر شکن میں

ہے احتیاط لازم یہ بات راز کی ہے
ہے خوئے بے وفائی مولاؑ کی اِک دلہن میں

امن و اماں کے والی مجھ کو امان دے دے
اب دل نہیں ہے لگتا اس بے اماں وطن میں

کیونکر نہ پیار آئے زہراؑ کو مہ لقاؑ پر
ہے مصطفیٰؐ کی صورت یہ سبز پیرہن میں

امن و اماں کا سورج اب ضوفشاں ہوا ہے
ہم کو سکوں ملے گا اس کی ہر اِک کرن میں

اکثر تری محبت تسکین دے گئی ہے
سائے میں کہکشاں کے اشکوں کی انجمن میں

وہ زندگی یقیناً معراجِ زندگی ہو
جو زندگی گذارو، تم الفتِ حسنؑ میں

جو منحرف ہوئے ہیں صلحِ حسنؑ سے لوگو
اُن کو جواب دیں گے شہؑ کربلا کے بن میں

☆

خوشبوئے مصطفیٰؐ سے جس کی مہک ملی ہے
وہ پھول کھل رہا ہے زہراؑ ترے چمن میں
صلحِ حسنؑ کا سورج دنیا میں جلوہ گر ہے
اور آفتابِ شاہی ہے مستقل گہن میں
احباب سے گذارش اتنی سی کر رہا ہوں
یہ منقبت بھی رکھنا نیّر مرے کفن میں

☆

کیوں نہ ہونٹوں پر ہو اے نیّر حسنؑ کا تذکرہ
فاطمہؑ بنتِ نبیؐ کے گلبدن کا تذکرہ
ہے عنادل کے لبوں پر اس لئے ذکرِ بہار
پھول کھلتے ہیں تو ہوتا ہے چمن کا تذکرہ

منقبت ۔ ۴۰

قلم سے یہ عمل کی تیغ کے جوہر دکھا آئے
نبیؐ کے دین کو باطل پرستوں سے بچا آئے

امیرِ شام کا مقصد ہے روشن جن چراغوں میں
ہوائے صلحِ شبّرؑ اُن چراغوں کو بجھا آئے

سکوتِ شام میں دیکھو بصیرت کی نگاہوں سے
حسنؑ خاموشیوں میں کتنے فتنوں کو دبا آئے

سرِ قرطاس جو الفاظ لکھوں مدحِ شبّرؑ میں
انہیں الفاظ سے خاموشیوں میں بھی صدا آئے

حسنؑ کا صلح کرنے کا فقط اتنا سا مقصد تھا
نقابِ چہرۂ باطل اُٹھانا تھا اُٹھا آئے

مِرے دل کی تمنا جب خبر ہے میرے مولاؑ کو
مِرے لب پر بھلا کیوں میرے دل کا مدعا آئے

کوئی انساں سمجھ سکتا ہے کیا اقدامِ شبّرؑ کا
پئے شبّیرؑ یہ راہِ جہادِ حق بنا آئے

ازل سے تا ابد نیّر خدا کا شکر کرتے ہیں
ہماری رہنمائی کو مسلسل رہنما آئے

منقبت ۔ ۴۱

مری تربت میں جب میرا نہ کوئی ہم سفر آیا
تو ابنِؑ بوترابؑ اس وقت بن کر راہبر آیا

مبارک ہو جہاں میں امن کا پیغامبرؑ آیا
بشر کی رہبری کو صورتِ خیرالبشرؐ آیا

میں ایسے خانۂ دلدار میں بارِ دِگر آیا
کہ طائرِ گلشنِ مدحت میں جیسے لوٹ کر آیا

حسنؑ کا در جو راہِ زیست میں پیشِ نظر آیا
زباں پر آتے آتے ہی دعاؤں میں اثر آیا

مبارک ہو جہاں میں امن کا پیغامبرؑ آیا
علیؑ کا جانشیں لے کر سکونِ ہر بشر آیا

قرارِ قلبِ مضطر رونقِ شام و سحر آیا
جہاں تھا بے سکوں، لے کر سکوں کی وہ خبر آیا

حسنؑ کی منقبت نعتِ نبیؐ اور مرثیہ شہؑ کا
سرِ محشر، میں لے کر ساتھ یہ زادِ سفر آیا

مرے ممدوحؑ سے اُس نے طلب سے بھی سوا پایا
لئے کشکولِ مدحت جب کوئی دریوزہ گر آیا

☆

جنابِ فاطمہ زہراؑ کی جو ہے آنکھ کا تارا
اسی کے گھر ستارا آسماں سے ٹوٹ کر آیا
کبھی جنت کبھی روضہ کبھی ممدوحؑ کا جلوہ
تمھیں میں کیا بتاؤں خواب میں کیا کیا نظر آیا
وسیلے سے حسنؑ کے جب دعائیں مانگیں خالق سے
کُھلا بابِ کرم فوراً دعاؤں میں اثر آیا
قصیدہ آفتابِ امن کا پڑھنے کو منبر پر
میں کیا آیا مرا نجمِ مقدّر اوج پر آیا
اُٹھا کر امن کا پرچم پئے تبلیغِ دینِ حق
جدھر پہنچے ہیں شبّرؑ، کُل زمانہ بھی اُدھر آیا
برائے امنِ عالم درس لے اقوام متحدہ
سکونِ ذہنِ انسانی لئے اِک راہبر آیا
چراغِ میرِ شام ہوجائے گا گُل شام میں لوگو
افق پر دیں کے راہِ امن کا سورج ابھر آیا
شرائط اپنی منوا کر علیؑ کا شیر دل بیٹاؑ
جہادِ کربلا کا راستہ ہموار کر آیا

☆

یہ دسترخوان ہے مولا حسنؑ کا برکتیں دیکھو
یہاں پر روٹیاں لینے مَلک اکثر اُتر آیا

حسنؑ کی منقبت پڑھتا ہوا جاؤں گا جنت میں
ہر اِک مدحت کی محفل میں یہی میں سوچ کر آیا

نظر میں اس کی کیا تختِ حکومت کی حقیقت ہے
کہ جو مسجد میں اکثر مصطفےٰؐ کے دوش پر آیا

نبیؐ کی صورت و سیرت کا جو اِک آئینہ بھی ہے
جنابِ فاطمہ زہراؑ کا وہ نورِ نظرؑ آیا

دَرِ شبّرؑ سے ہٹ کر تو سکوں حاصل نہ ہو پایا
کہ دَر دَر ٹھوکریں کھاتا ہوا خود ہی بشر آیا

ثنائے آفتابِ امن کرتے کرتے محفل میں
دماغ اپنا ذرا سی دیر میں خود عرش پر آیا

حُدیبیہ کا عکسِ نَو ملا ہے صلحِ شبّرؑ میں
بطرزِ مصطفےٰؐ دینِ نبیؐ کا مفتخر آیا

حسنؑ لکھتا ہوں لیکن حُسن پڑھ جاتا ہوں میں اکثر
حسنؑ ناموں میں کتنا خوبصورت تر نظر آیا

☆

نہ جب تک واسطہ میں نے دیا ممدوحؑ کا اپنے
اثر فریاد میں آیا نہ نالوں میں اثر آیا
لکھا تھا صلح نامہ جس نے اس کی جب ثنا لکھی
قلم کے واسطے جبریلؑ لے کر اپنا پر آیا
یہ اس کی آنکھ کے تارے ہیں جس کے اِک اشارے سے
غروب ہوتا ہوا مغرب سے پھر سورج ابھر آیا
ہمیشہ میں سرِ بزمِ ثنا پہنچا ہوں کچھ ایسے
سفر سے لَوٹ کر انسان کوئی جیسے گھر آیا
اندھیرا شام کا بے دخل اب خود شام سے ہوگا
کہ خورشیدِ سکوں پرور لئے تازہ سحر آیا
بیادِ حضرتِ شبّرؑ اُٹھا کر امن کا پرچم
برائے امنِ عالم میں بلا خوف و خطر آیا
پئے تجدیدِ صلحِ مصطفیٰؐ بے امن دنیا میں
مبارک ہو جہانِ امن کا پیغامبرؑ آیا
اندھیرا منہ چھپاتا پھر رہا تھا شام میں ہر سو
نبیؐ کی شان سے نورِ حسنؑ جب جلوہ گر آیا

☆

بچایا نوعِ انسانی کو جس نے خوں خرابے سے
پیامِ امن میں تبلیغِ دیں وہ ڈھال کر آیا

قطعہ بند

سرِ کرب و بلا لے کر علیؑ کی جنگ کے جوہر
مقابل ارزقِ شامی کے شبّرؑ کا پسر آیا
نہ دیکھی ہو حسنؑ کی جنگ جس نے آج وہ دیکھے
حسنؑ کی شان سے قاسمؑ لئے تیغ و سپر آیا
ہوا ہے جب کبھی خالی تو اے نیّر ہمیشہ میں
درِ ممدوح سے کشکول بھر کر اپنے گھر آیا
حسنؑ ابنِ علیؑ گذرے جہاں سے بھی وہاں نیّر
ابھر کر نقشِ پا مثلِ چراغِ رہگذر آیا

﴿امن کے راستے﴾

جب دیے آشتی کے جلتے ہیں
روشِ شام کو بدلتے ہیں
صلحِ شبّرؑ کے فیض سے نیّر
امن کے راستے نکلتے ہیں

منقبت۔ ۴۲

ابو طالبؑ کے گھر والے جو قرباں ہوتے جاتے ہیں
ابو طالبؑ کے دینِ حق پہ احساں ہوتے جاتے ہیں

جو سردارِ جناں سے دور انساں ہوتے جاتے ہیں
خدا شاہد وہ جنت سے گریزاں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ ابنِ علیؑ کے جو ثنا خواں ہوتے جاتے ہیں
انہیں کے حشر میں بخشش کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

نبیؐ کے خُلق کے مظہر جو انساں ہوتے جاتے ہیں
حسنؑ صورت وہی محبوبِ یزداں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ کے نقشِ پا جتنے نمایاں ہوتے جاتے ہیں
بیاباں اتنے ہی رشکِ گلستاں ہوتے جاتے ہیں

جہاں بھی سایۂ صلحِ حسن پڑتا ہے دنیا پر
وہیں محفوظ دنیا کے مسلماں ہوتے جاتے ہیں

جہادِ کربلا کے آئینے میں دیکھتے جاؤ
حسنؑ کی صلح کے جوہر نمایاں ہوتے جاتے ہیں

☆

وہ تابش ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کے روئے انور میں
کہ جس کو دیکھ کر آئینے حیراں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ کی پیروی میں مستقل جو بڑھتے رہتے ہیں
وہی انسان رفتہ رفتہ انساں ہوتے جاتے ہیں

امیرِ شام کو تختِ حکومت بھیک میں دے کر
حسنؑ ابنِ علیؑ فخرِ سلیماںؑ ہوتے جاتے ہیں

یہ صدقہ ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کے روئے انور کا
کہ ان کے سامنے ذرّے بھی تاباں ہوتے جاتے ہیں

تجلّیِ رُخِ شبّرؑ میں جب سے کھوگیا ہوں میں
مجھے کچھ زندگی کے اور ارماں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ ابنِ علیؑ کے نقشِ پا بن کر جو ابھرے ہیں
وہ سب ذرّے جوابِ ماہِ تاباں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ ابنِ علیؑ کے در پہ پہنچے جو مقدّر سے
گداگر ہو کے وہ دنیا میں سلطاں ہوتے جاتے ہیں

جہاں میں مرحلے جب جنگ کے درپیش ہوتے ہیں
حسنؑ کے نام لینے سے وہ آساں ہوتے جاتے ہیں

☆

دمِ رخصت حسنؑ ابنِ علیؑ آتے ہیں بالیں پر
دمِ رحلت مرے جینے کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

ثنائے اہلبیتِؑ حق میں جو اشعار کہتا ہوں
مرے اشعار وہ مقبولِ یزداں ہوتے جاتے ہیں

خود اپنی زندگی کو ڈھال کر خُلقِ محمدؐ میں
حسنؑ ہم صورتِ شاہِؐ رسولاں ہوتے جاتے ہیں

حکومت کی طلب سے دور رہ کر ساری دنیا میں
حسنؑ دینِ محمدؐ کے نگہباں ہوتے جاتے ہیں

لکھے اشعار جو ہم نے برائے مدحتِ شبّرؑ
ہمارے دردِ عصیاں کا وہ درماں ہوتے جاتے ہیں

چراغِ صلحِ شبّرؑ سے لگا کر لَو زمانے میں
شریکِ بزمِ نورِ حق مسلماں ہوتے جاتے ہیں

نبیؐ کی صلح کا ادراک جو رکھتے ہیں وہ شاعر
حسنؑ کی صلح کے گویا ثناخواں ہوتے جاتے ہیں

شعورِ منقبت گوئی ہمیں اللہ نے بخشا
اسی نعمت سے شبّرؑ کے ثناخواں ہوتے جاتے ہیں

☆

حسنؑ کی رہنمائی میں چلے ہیں سیدھے منزل کو
کہ ہم پیچیدہ رستوں سے گریزاں ہوتے جاتے ہیں
ہماری زندگی جو اسوۂ شبرؑ میں ڈھلتی ہے
ہماری زندگی سے دور عصیاں ہوتے جاتے ہیں
کبھی خیاط کی صورت کبھی مسکین کی صورت
درِ شبرؑ پہ جبریلؑ اور رضواں ہوتے جاتے ہیں
اندھیرے دور ہوتے جارہے ہیں قبرِ مومن سے
نشانِ ماتمِ شبر فروزاں ہوتے جاتے ہیں
زبانِ سبطِؑ پیغمبرؐ پہ جو الفاظ آتے ہیں
وہی الفاظ تو تفسیرِ قرآں ہوتے جاتے ہیں
حسنؑ کی مدح گوئی کو حسنؑ کی فکر کے جلوے
مِری چشمِ فراست سے نمایاں ہوتے جاتے ہیں
ولائے آلؑ نے بخشی ہے رونق یہ مِرے دل کو
کہ میرے خانۂ دل میں وہ مہماں ہوتے جاتے ہیں
حسنؑ کے اسوۂ حسنہ میں جو ڈھلتی نہیں ہستی
بشر اس زندگی سے خود پشیماں ہوتے جاتے ہیں

☆

حسنؑ کی منقبت، حمدِ خدا اور نعتِ پیغمبرؐ
مسلسل یہ مری بخشش کے ساماں ہوتے جاتے ہیں

حسنؑ آغوشِ زہراؑ میں جو آکر مسکراتے ہیں
پیمبرؐ سورۂ کوثر پہ نازاں ہوتے جاتے ہیں

قلم کی نوک سے نکلی ہیں ایسی بجلیاں جن سے
بہت تاراج باطل کے گلستاں ہوتے جاتے ہیں

ابھی تو صلح کی ہے، جنگ جب ہوگی تو کیا ہوگا
یہی تو سوچ کر باطل پریشاں ہوتے جاتے ہیں

دلوں پر لکھ کے نیّر منقبت سردارِ جنت کی
خدا کے فضل سے جنت بداماں ہوتے جاتے ہیں

فکرِ شہؑ انبیاء

یہ بات ابتداء سے بہت انتہا کی ہے
فکرِ حسن میں فکر شہِؐ انبیاء کی ہے

تجدیدِ صلحِ احمدِؐ مرسل کے واسطے
شبّرؑ! تلاش سب کو ترے نقشِ پا کی ہے

منقبت۔۴۳

خانۂ دلدارؔ میں جشنِ حسنؑ ہوتا رہے
لمحۂ مدحت کروڑوں سال تک پھیلا رہے
فیضِ دسترخوانِ شبّرؑ رات دن ہوتا رہے
کوئی بھی بھوکا یہاں آکر نہ اب بھوکا رہے
منقبت نیّرؔ حسنؑ کی رات دن کہتا رہے
اور ابوطالبؔ مسلسل منقبت پڑھتا رہے
دے چکا ہے کعبۂ فن میں اذاں میرا قلم
مستقل اب سجدۂ مدحت ادا ہوتا رہے
اعتدالِ موجۂ خوں ہے سکونِ زندگی
کشتیِ دل پر حسنؑ کا نام یوں لکھا رہے
اُس کی نظروں میں حقیقت کیا ہے تخت و تاج کی
جس کا دل کی سلطنت پر رات دن قبضہ رہے
ناز ہے آلِ محمدؐ کی فقیری پر مجھے
کاسۂ مدحت فقیری میں سدا بھرتا رہے
مدحتِ ممدوحؑ کاغذ پر رقم کرنے کے بعد
مجھ کو لفظوں کی خموشی میں مزہ ملتا رہے

☆

ذکر میرِ شام کا کیوں منقبت میں کیجئے
بس قلم مہر امامتؑ کی ثناء لکھتا رہے
کیا اندھیروں سے غرض مجھ کو کہ جب نورِ ثنا
موجِ دریا کی طرح الفاظ میں بہتا رہے
امن کی تاریخ جب آئے نظر کے سامنے
صلحِ شبّرؑ صلحِ پیغمبرؐ کا آئینہ رہے
صلحِ شبّرؑ سے ہوئی ہموار راہِ کربلا
امن سے رشتہ جہادِ حق کا پیوستہ رہے
منکرِ صلحِ حسنؑ تو جانکنی کے وقت بھی
اپنی قسمت پر ہمیشہ اشک برساتا رہے
جنگ کے ماحول کی تاریکیاں معدوم ہوں
امن کا سورج مسلسل روشنی دیتا رہے
کشتیِ امن و اماں کے سامنے ہر دَور میں
جنگ کا طوفان کوسوں دور ہی ٹھہرا رہے
اُس کی ٹھوکر پر رہے گا تختِ شاہی رات دن
زندگی بھر مجتبیٰؑ کا دل سے جو شیدا رہے

☆

مجھ کو پڑھنی ہے نمازِ منقبت میرا قلم
کعبۂ فن میں مودّت کی اذاں دیتا رہے

مدحتِ شبّرؑ کے مصرعوں میں روانی کے لئے
فن کی موجوں میں مسلسل فکر کا دریا رہے

بھیک لینی ہے درِ آلِ نبیؐ سے مستقل
دامنِ قرطاسِ مدحت تا ابد پھیلا رہے

کیا بگاڑے گی تمازت آفتابِ حشر کی
جب مرے ممدوحؑ کا سر پر مرے سایا رہے

اب تلاشِ امنِ عالم کی ہے ہر سُو گفتگو
ہر طرف ڈنکا حسنؑ کے نام کا بجتا رہے

دیکھے حسرت سے بہارِ باغِ جنت عرش سے
گلشنِ مدحِ حسنؑ اتنا تر و تازا رہے

میں تو قطمیرِ درِ آلِ نبیؐ ہوں فطرتاً
مجھ سے کوسوں دور اے قمؔر سگِ دنیا رہے

منقبت ۔ ۴۴

شعر جب مدحتِ شبّرؑ میں ڈھلا آتا ہے
پھر ہمیں جشن کی محفل میں مزا آتا ہے

صرف اِک محفلِ ممدوح میں کیا آتا ہے
حلقۂ امن میں انسان چلا آتا ہے

گھر میں زہراؑ کے شہِؑ جود و سخا آتا ہے
اس لئے در پہ ملک بن کے گدا آتا ہے

وَجد جاگی ہوئی محفل کو سوا آتا ہے
جب تسلسل سے یہاں جامِ وِلا آتا ہے

جب بھی مشکل میں مجھے یاد خدا آتا ہے
معجزہ بن کے کوئی جلوہ نما آتا ہے

جو درِ سبطِؑ پیمبرؐ پہ چلا آتا ہے
اپنی بگڑی ہوئی تقدیر بنا آتا ہے

در سے شبّرؑ کے اگر ذہنِ رسا آتا ہے
علم کا سیلِ رواں ساتھ کھنچا آتا ہے

جو مدینے سے بشر ہوتا ہوا آتا ہے
امن کا لے کے وہ پیغام سدا آتا ہے

☆

صُلح جو نانا نواسے کی طبیعت دیکھی
اِک سکوں حاصلِ تقدیر بنا آتا ہے

صلحِ شبّرؓ کی قسم صلحِ محمدؐ کی قسم
نعت کا مدحتِ شبّرؓ میں مزا آتا ہے

امن کی بھیک کسے چاہیئے لے لے آکر
امن اور صلح کے عالم کا خدا آتا ہے

سجدۂ شکر سکوں سے وہیں کرتا ہوں ادا
جہاں ممدوح کا نقشِ کفِ پا آتا ہے

فرشِ قرطاس پہ ہر شاخِ قلم پر پیہم
پھول مدحت کا تخیّل سے کِھلا آتا ہے

تیرگی میں مرے ہونٹوں سے پئے مدح و ثنا
حرف جو آتا ہے وہ بن کے دیا آتا ہے

باغِ جنت سے سوئے فرش بحکمِ داور
میرے ممدوح کے ہونٹوں کا کہا آتا ہے

مردِ میدانِ صلح و امن جو ہوجائے گا
بزمِ کونین میں وہ صلحِ علیٰ آتا ہے

در سے شبّیرؑ کے گذر جائے اگر حرفِ دُعا
حرف لے کر وہی تاثیرِ دعا آتا ہے
منقبت قبر میں لکھ کر نہیں لاتا شاعر
سندِ خلدِ بریں لے کے چلا آتا ہے
میں نے جب مانگا وسیلے سے حسنؑ کے نیرؔ
پھر تو فوراً مری قسمت کا لکھا آتا ہے

﴿درس﴾

سوادِ شام میں ہر سمت روشنی کے لئے
حسنؑ کا ذکر کرو امن و آشتی کے لئے
حسنؑ کی صلح ہے اِک درس آگہی کے لئے
یہ درس کتنا ضروری ہے زندگی کے لئے

رہِ امن و اماں میں بڑھتے رہنا
نظر میں مصطفےٰؐ کی چڑھتے رہنا
پئے خوشنودئی محبوبِ داور
نمازِ مدحِ شبّیرؑ پڑھتے رہنا

منقبت۔ ۴۵

مدحت کے گلابوں سے سجے نخلِ ہنر آج
مل جائے ہمیں اپنی ریاضت کا ثمر آج
کس پھول کی مدحت کا ہے آنکھوں پہ اثر آج
سرسبز نظر آتا ہے دلدار کا گھر آج
ہے حُسن میں یوسفؑ سے حَسیں نورِ نظر آج
زہراؑ کو نظر آتا ہے کیا رشکِ قمر آج
پیدائشِ شبّرؑ کی جو پہنچی ہے خبر آج
پایا ہے محمدؐ نے بھی آرامِ جگر آج
شائستۂ آدابِ مودّت کرو دل کو
ہے پہلی خوشی مادرِ حسنینؑ کے گھر آج
اب پیشِ نظر امن کا سورج ہی رہے گا
دیکھوں گا نہ گھبرا کے اِدھر اور اُدھر آج
یا صلح کی لکھیں ہیں شرائط سرِ قرطاس
یا لکھی ہے قرطاس کے سینے پہ ظفر آج
صحت مرے دل کو ملے صدقے میں حسنؑ کے
ٹوٹا ہوا دل لے کے نہیں جاؤں گا گھر آج

☆

شب بھر کھلے گُل مدحتِ شبّرؑ کے تو دیکھا
پھولوں سے مزیّن ہوا دامانِ سحر آج

آسان مجھے مدحتِ شبّرؑ تو نہیں تھی
اس فن کے لئے میں نے دیا خونِ جگر آج

یہ امن کے میداں کا سپاہی ہے یقیناً
بے تیغ کھنچے، معرکہ کر لے گا یہ سر آج

معراج ملے آج مرے حُسنِ طلب کو
بن جائے مرا دل مرے ممدوح کا گھر آج

شب کر کے بسر محفلِ میلادِ حسنؑ میں
میں دیکھ لوں خود اپنے مقدّر کی سحر آج

یوں خواہشِ قرطاس و قلم ہے مرے دل میں
طے کرنا ہے مجھ کو رہِ مدحت کا سفر آج

اِک صلح کا سورج افقِ دل سے اُبھر کر
گھر گھر میں لئے امن کی آیا ہے سحر آج

جنت کی خریداری میں آسانیاں ہوجائیں
میں مدحتِ حسنینؑ رقم کردوں اگر آج

☆

یہ کس کے قدم آئے رہِ امن و اماں میں
گلزار بنی جاتی ہے سب راہگذر آج

جب مانگی دعا واسطہ دے دے کے حسنؑ کا
پیدا ہوا تب میری دعاؤں میں اثر آج

خالق کی ثنا، نعتِ نبیؐ، مدحتِ شبّرؑ
کافی ہے مرے واسطے سامانِ سفر آج

ہے جشن بپا کس کی ولادت کا یہاں پر
انوار میں ڈوبا نظر آتا ہے یہ گھر آج

محفل کی یہ زینت ہیں سرِ دستِ سخنور
انمول ہی انمول ہیں مدحت کے گہر آج

سردارِ جناںؑ ساقیٔ کوثرؑ کے پسر ہیں
ہے خانۂ خاتونِ جناں خلد نگر آج

میں پھر بھی ثنا آلِ محمدؐ کی کروں گا
گر زیست مجھے مر کے ملے بارِ دگر آج

لکھنی ہے ثنا خلد کے سردار کی مجھ کو
اے کاتبِ تقدیر دے جبریلؑ کا پر آج

☆

نیؔر ابوطالبؑ کے بھرے گھر کی ثنا لکھ
کوثر کی بھی تفسیر رہے پیشِ نظر آج
پڑھنی ہیں عقیدت کی نمازیں مجھے نیؔر
چوکھٹ پہ حسنؑ کی یوں جُھکا جاتا ہے سر آج

☆

چراغِ صلحِ شبّرؑ جل رہا ہے
اندھیرا جنگ کا یوں ٹل رہا ہے
ہے حق کے واسطے ماحول اچھا
تو باطل ہاتھ اپنے مل رہا ہے

☆

روشن چراغِ صلحِ حسنؑ زندگی میں ہے
امن و اماں سے نوعِ بشر آگہی میں ہے
تبلیغِ دینِ خالقِ اکبر کے فیض سے
ماحول سارا شام کا اب روشنی میں ہے

منقبت۔ ۴۶

شبّرؑ کی عداوت میں جو دن رات رہا ہے
زہراؑ کی شفاعت سے وہ محروم ہوا ہے
دلدارؐ کے گھر جشن میں ہر شعر کھرا ہے
یہ فیضِ حسنؑ گلشنِ مدحت پہ ہوا ہے
جو امن کا پیغامبرِ راہِ بقا ہے
اُس نے ہمیں جینے کا سلیقہ بھی دیا ہے
جس پھول سے پھیلے گی بہت امن کی خوشبو
آغوش میں زہراؑ کی وہ اِک پھول کِھلا ہے
ساقیؑ ترے فرزند کا ہے جشنِ ولادت
اب تو ترے ہاتھوں ہی سے پینے میں مزا ہے
کردار میں، گفتار میں، رفتارِ عمل میں
یہ آئینۂ حضرتِ محبوبِؐ خدا ہے
جو اُسوۂ شبّرؑ پہ عمل کرتا ہے پیہم
شائستۂ آدابِ مودّت وہ بخدا ہے
ہے خُلقِ حسنؑ آئینۂ خُلقِ محمدؐ
تصویرِ محمدؐ پسرِ شیرِؑ خدا ہے

☆

سر کاٹ کے باطل کا، علَم کر کے قلم کو
تحریر سے سر معرکہ شبّرؑ نے کیا ہے
میں ساقیِؑ کوثر کے ہوں فرزند کا شاعر
کشکولِ سخن بادۂ عرفاں سے بھرا ہے
اِک صلح کی تدبیر سے شبّرؑ پئے شبیرؑ
ہموار رہِ کرب و بلا کرنے چلا ہے
دنیا نے کبھی قدر نہیں کی مرے دل کی
مولا نے تو ٹوٹا ہوا دل جوڑ دیا ہے
جس امن کے رستے کی طلبگار ہے دنیا
وہ راستہ بس سیرتِ شبّرؑ سے جُڑا ہے
آ آ کے وہاں پیاس زمانے نے بجھائی
دریائے سخاوت جہاں شبّرؑ کا بہا ہے
جو ڈھونڈتے پھرتے تھے سکوں در بدری میں
اُن کو درِ شبّرؑ پہ سکوں آکے ملا ہے
خونِ ابوطالبؑ کا یہ اعجاز ہے نیّر
اسلام کے چہرے پہ شباب آیا ہوا ہے

منقبت۔ ۴۷

تجدیدِ صلح شافعِؐ محشر کے لئے ہے
یہ صلح کا میدان ہے شبرؑ کے لئے ہے

سر میرا درِ حضرتِ شبرؑ کے لئے ہے
یوں سر کی بلندی بھی مرے سر کے لئے ہے

یہ فخر کی جاء فاتحِ خیبرؑ کے لئے ہے
اولادِ علیؑ نسلِ پیمبرؐ کے لئے ہے

پینی ہے فقیروں کو مودّت کی شرابیں
یہ بھیک بھی کشکولِ گداگر کے لئے ہے

آیا ہے پسرؑ ساقیِؑ کوثر کا جہاں میں
کوثر کی شراب اب مرے ساغر کے لئے ہے

دورِ مئے پُرجوش چلے، آگئے شبرؑ
پہلی یہ خوشی ساقیِؑ کوثر کے لئے ہے

سر کر تو لیا صلح کا میدان حسنؑ نے
اب راستہ ہموار بہتّر کے لئے ہے

کیا صلحِ نبیؐ صلحِ حسنؑ کا ہو تقابل
آسان یہ کب فکرِ سخنور کے لئے ہے

☆

سر اپنا درِ سبطِؑ پیمبرؐ پہ جھکانا
یہ فعلِ حسن اوجِ مقدر کے لئے ہے

دلدار، بپا جشنِ حسنؑ ہوتا رہے گا
یہ بارشِ انوار ترے گھر کے لئے ہے

دولت ہے مرے دل میں ابوذرؓ کی محبت
کردار ابوذرؓ کا تونگر کے لئے ہے

جو سورۂ کوثر کی ہے تفسیرِ مسلسل
شبّرؑ وہ پسر ساقیِؑ کوثر کے لئے ہے

قرآن و وفا، علم و یقیں، کوثر و جنت
جس گھر کی یہ دولت ہے اسی گھر کے لئے ہے

پڑھنے کو عقیدت کی نماز، امن و سکوں سے
سر میرا ہمیشہ درِ شبّرؑ کے لئے ہے

فرزندِ علیؑ فاطمہؑ زہرا کے بطن سے
تفسیر بنا سورۂ کوثر کے لئے ہے

جھکتا نہیں نیّر یہ کبھی غیر کے در پر
سر اپنا درِ حضرتِ شبّرؑ کے لئے ہے

منقبت ۔ ۴۸

حسنؑ ابنِ علیؑ کب آئے ہیں آغوشِ مادر میں
مجسم سورۂ کوثر ہے اُترا بیتِ حیدرؑ میں
حسنؑ تشریف لائے خانۂ بنتِ پیمبرؐ میں
مگر اِک نور ہے پھیلا ہوا چاروں طرف گھر میں
طبیعت موج پر آئی ہوئی ہے مدحِ شبرؑ میں
کہ غوطہ زن ہے میری فکر لفظوں کے سمندر میں
لکھے کچھ اس طرح الفاظ میں نے مدحِ شبرؑ میں
کہ قطرے مل رہے ہیں جس طرح جا کر سمندر میں
امامت سلسلہ قائم ہے بس نسلِ پیمبرؐ میں
نہ کرنا کوئی قیل و قال تم فرمانِ داور میں
مجسم سورۂ کوثر ہے آغوشِ پیمبرؐ میں
کہ آئینہ نظر آتا ہے دستِ آئینہ گر میں
مبارک باد دے کر ساقیِؑ کوثر کو مولائی
شرابِ حوضِ کوثر پی رہے ہیں بھر کے ساغر میں
سکونِ قلب حاصل ہوگیا ہے خود بہ خود مجھ کو
حسنؑ کی یاد جب بھی آگئی ہے قلبِ مضطر میں

☆

نبیؐ کی صلح کے تیور علیؑ کی جنگ کے جوہر
ملے ہیں جنگِ سرورؑ میں، ملے ہیں صلحِ شبّرؑ میں

بہ فیضِ مدحتِ سردارِ جنت روز و شب میں نے
ہزاروں گھر لکھے ہیں خلد کے اپنے مقدر میں

حسنؑ کی صلح نے تجدیدِ صلحِ مصطفیؐ کردی
کہ پس منظر نظر آنے لگا ہے پیش منظر میں

حسنؑ کی صلح نامے کی شرائط کا اثر دیکھو
اماں دنیا کو پھر سے مل گئی دامانِ شبّرؑ میں

میں دیکھوں صورتِ ممدوح لیکن مستقل دیکھوں
اک ایسا خواب لکھ دے اے خدا میرے مقدّر میں

ملے گا نامۂ اعمال جب مجھ کو سرِ محشر
میں خوش ہو کر پڑھوں گا منقبت میدانِ محشر میں

حسنؑ ابنِ علیؑ کا نام لے کر ہم اگر چاہیں
بساطِ گردشِ دوراں اُلٹ دیں ایک ٹھوکر میں

عطا کا سلسلہ ٹوٹا نہ احمدؐ کے نواسے کا
کہ اس نے بھیک ڈالی مستقل ظرفِ گداگر میں

☆

یہ آنسو یادِ سردارِ جناں میں جو نکل آئے
شبیہہِ خلد اتری ہے ہمارے دیدۂ تر میں
فرشتے مجھ کو لے جائیں گے تربت سے سوئے جنت
وہ میرا نام جب دیکھیں گے فہرستِ ثناگر میں
ثنائے سبطِ اکبر لکھ رہا ہوں مستقل نیّر
اضافہ ہو رہا ہے مستقل مدحت کے دفتر میں

☆

قرار بخش، دلِ بے قرار کرتا ہے
ہمیشہ نوعِ بشر سے وہ پیار کرتا ہے
وہاں وہ صلح سے میدان مار لیتا ہے
حسنؑ قلم کو جہاں ذوالفقار کرتا ہے

☆

تیرگی چھٹ گئی روشنی مل گئی
موت سر سے ٹلی زندگی مل گئی
چاند صلحِ حسنؑ کا چمکنے لگے
شام کو امن کی چاندنی مل گئی

منقبت۔ ۴۹

مصروف مدحِ آلِ پیمبرؐ زبان ہے
موتی کھرے ہیں جس میں کھلی وہ دُکان ہے

صلحِ حسنؑ تو صلحِ پیمبر کی شان ہے
جس سے امیرِ شام کی مشکل میں جان ہے

باطل نگاہِ بد سے نہ دیکھے گا سوئے حق
جب تک جہاں میں ذاتِ حسنؑ درمیان ہے

مدّاحِ حسنؑ کی بدولت جہان میں
بے نام و بے نشان کا نام و نشان ہے

عظمت حسنؑ کے گھر کی حدیثِ کساء سے ہے
خالق کو جس پہ فخر ہے وہ خاندان ہے

سائے میں اس کے آگیا ہر طالبِ سکوں
دامن حسنؑ کا گوشۂ امن و امان ہے

رہنا پڑے گا صلحِ حسنؑ کے حصار میں
سُن اے امیرِ شام ترا امتحان ہے

امن و اماں کی باتیں جو کرتے ہیں اب بھی لوگ
فیضِ یقینِ صلحِ حسنؑ بے گمان ہے

حیدرؑ کا شیر خُلقِ نبیؐ میں جو ڈھل گیا
اب حوصلے میں اپنی جگہ پر چٹان ہے

☆

تجدیدِ صلحِ احمدؐ مرسل یہی تو ہے
صلحِ حسنؑ سے صلحِ محمدؐ کی شان ہے

دیکھو یقینِ صلحِ حسنؑ کا یہ سب ہے فیض
ذہنِ بشر سے دور جو وہم و گمان ہے

ممکن نہیں کہ غیر کی توصیف یہ سُنے
مانوس مدحِ آلِ پیمبرؐ سے کان ہے

باطل کو زد پہ لے لیا لفظوں کے تیر سے
صلحِ حسنؑ کڑکتی ہوئی وہ کمان ہے

برپا یہاں پہ جشنِ ولادت حسنؑ کا ہے
صد رشکِ باغِ خلدِ بریں یہ مکان ہے

مدحِ حسنؑ میں بن گئے الفاظ کہکشاں
قرطاس پر زمینِ سخن آسمان ہے

خُلقِ حسنؑ میں خُلقِ محمدؐ کو دیکھیے
جو شان ہے نبیؐ کی حسنؑ کی وہ شان ہے

مدحِ حسن کے فیض سے نیّر خدا کا شکر
بزمِ سخن میں گویا مری آن بان ہے

نیّر نمازِ اجرِ رسالتؐ کے واسطے
پیہم ہمارے دل کا دھڑکنا اذان ہے

منقبت۔ ۵۰

جلووں کی کوئی حد نہ ٹھکانہ ہے خوشی کا
دلدار کے گھر جشنِ ہے دلدارِ علیؑ کا

نوکر ہوں میں اِک ایسے سخی ابنِ سخی کا
محتاج جو رکھتا نہیں دنیا میں کسی کا

بہلول کی دانائی بھی بخشی گئی مجھ کو
دیوانہ مجھے کردیا جب سبطِؑ نبیؐ کا

روکا ہے مجھے مدحتِ شبّرؑ کی غرض نے
ورنہ میں گذر جاتا زمانے سے کبھی کا

جب فکرِ سخن کرتا ہوں تب غیب سے میری
امداد جو کرتا ہے وہ پوتا ہے علیؑ کا

کام آئے ہیں مشکل میں سبھی کے مرے مولاؑ
ورنہ کوئی ہوتا نہیں مشکل میں کسی کا

وہ ظرفِ گداگر سے سوا دیتے ہیں اُس کو
تقصیر ہے تقصیر، یہ الزام کمی کا

لو شام میں اِک امن کا سورج نکل آیا
امکان نہیں شام میں اب تیرہ شبی کا

☆

ہے دھوپ میں ٹھنڈک مری آنکھوں کو میسّر
بادل جو برستا ہے تری جلوہ گری کا

مدّاح ہیں، محفل ہے، سماعت ہے، ثنا ہے
یہ رنگِ مودّت تو نہ ہوگا کبھی پھیکا

ڈوبا ہوں تری چاہ میں ڈوبا ہی رہوں گا
ممنونِ کرم ہوں میں تری دریا دلی کا

اے شام کے بد بخت، نہ ٹکرانا حسنؑ سے
پوتا ابوطالبؑ کا ہے بیٹا ہے علیؑ کا

وابستہ درِ آلِؐ محمدؐ سے رہے ہم
یوں ہم نے بھرم رکھا خدائی میں خودی کا

اشعار میں جنت کی بنا لیتا ہوں تصویر
اعجاز یہ دیکھو مری دیوانہ گری کا

اِک ہم ہی نہیں امن کے سائے میں سکوں سے
رکھا ہے خیال آپ نے دنیا میں سبھی کا

منہ اپنا چھپانے لگے تربت میں اندھیرے
ہونے لگا روشن جو نشاں سینہ زنی کا

☆

جاتے ہیں ملک روٹیاں لے کر ترے در سے
چرچا کہاں پہنچا ہے تری دریا دلی کا
جنت میں پہنچ جاؤں گا میں اس کے سہارے
ہاتھوں میں جو دامن ہے حسنؑ ابنِ علیؑ کا
بینائی بڑھانے کے لئے آنکھوں کی نیّر
ہوں طالبِ دیدار حسنؑ ابنِ علیؑ کا

﴿حسن کا خُلق﴾

مہک رہا ہے زمانے میں پھول کی صورت
حیات میں نظر آئی اصول کی صورت
رسولِؐ پاک کی سیرت کا آئینہ دیکھو
حسنؑ کا خُلق ہے خُلقِ رسولؐ کی صورت

☆

پھول سے رونقِ چمن ہوگی
گویا خورشید کی کرن ہوگی
آئینہ اسوۂ رسولؐ کا ہے
جلوہ گر صورتِ حسنؑ ہوگی

منقبت۔۵۱

مرے دل کو ہے نیّر مجتبےٰ سے
مودّت انتہا کی ابتدا سے

ہمیں ظالم زمانے کی ہوا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

کرم ہے فاطمہؑ کا ابتداء سے
مجھے نسبت ہے آلِ مصطفےٰؐ سے

برائے امنِ عالم لازمی ہے
رکھو تم ربط صلحِ مجتبےٰ سے

خوشی ہے ساقیِؑ کوثر کے گھر میں
تواضع کیوں نہ ہو جامِ وِلا سے

پئیں گے آج جھک کر اہلِ محفل
کہیں میکش نہ ہوں گے آج پیاسے

ان ہی کے در سے روٹی کھا رہے ہیں
فرشتے آکے عرشِ کبریا سے

حسنؑ کی صلح کے منکر سے کہہ دو
ہمارا واسطہ کیا بے وفا سے

☆

یہی تو سورۂ کوثر کی صورت
ملا بنتِؑ نبیؐ کو کبریا سے
یہ پہلا پھول ہے زہراؑ کے گھر کا
مہکتا ہے جو خوشبوئے وفا سے
یہ دنیا، اہلِ دنیا کو بتادو
ہے قائم آج نسلِ مصطفیؐ سے
جھڑے ہیں پھول مدحت کے مسلسل
بہ فیضِ رب مری فکرِ رسا سے
پتہ منزل کا ہم کو مل گیا ہے
حسنؑ ابنِ علی کے نقشِ پا سے
ہوائے باغِ جنت آرہی ہے
مدینے سے، نجف سے، کربلا سے
کیا مضبوط میں نے اپنے دل کو
بہ فیضِ حق وِلائے مجتبیٰ سے
میں کشکولِ عقیدت بھر رہا ہوں
سخی ابنِ سخی تیری عطا سے

☆

بجھاتا پیاس ہوں میں فکر و فن کی
درِ حیدرؑ کے دریائے سخا سے

جو طعنہ زن تھے وہ ابتر ہوئے یوں
ملا زہراؑ کو کوثر کبریا سے

مری بھی خاک کے جوہر کھلیں گے
ملا دو تم مجھے خاکِ شفا سے

خدا نے خود کرم مجھ پر کیا ہے
مدد مانگی ہے جب مشکل کشاء سے

عبارت کرلو اپنی زندگی کو
نبیؐ کے خُلق، خُلقِ مجتبیٰؑ سے

بہت ہی ملتی جلتی ہم نے دیکھی
حسنؑ کی صلح صلحِ مصطفیٰؐ سے

حسنؑ آئے ہیں اب بزمِ ولا میں
فضا گونجے درودوں کی صدا سے

گدائی میں حسنؑ ابنِ علیؑ کی
ملیں کیا نعمتیں پوچھو گدا سے

☆

مدینے کی میں خوشبو چاہتا ہوں
کرو یہ عرض تم بادِ صبا سے
سفر کرنا وہاں سے خُلد کا ہے
ملا دو مجھ کو ارضِ کربلا سے
یقیناً قبر ہوجائے گی روشن
چراغِ مدحِ آلِؑ مصطفےٰؐ سے
سند ہے امنِ عالم کی یقیناً
حسنؑ کا صلح نامہ ابتدا سے
کہاں تک صبر کا ہم امتحاں دیں
تمھیں فرصت نہیں جور و جفا سے
اگر مولاؑ ہمارے آگئے تو
مرو گے انتقامِ کربلا سے
حسنؑ کی صلح سے نیّرؔ نکل کر
ملیں ہیں راستے سب کربلا سے
زمانہ منقبت سنتا ہے نیّرؔ
ابوطالبؔ* کے جیسے خوش نوا سے

*منقبت خواں ابوطالبؔ

منقبت۔۵۲

ولا کی بزم سجائیں حسنؑ کا ذکر کریں
ثنا کے پھول کھلائیں حسنؑ کا ذکر کریں

چراغِ صلح جلائیں حسنؑ کا ذکر کریں
کہ تیرگی کو مٹائیں حسنؑ کا ذکر کریں

اگر سکون سے اُن کو گزارنی ہے حیات
ہمارے پاس وہ آئیں حسنؑ کا ذکر کریں

مفادِ ذات میں جن کے ضمیر سوتے ہیں
ضمیر ان کے جگائیں حسنؑ کا ذکر کریں

فروغِ نور کو اور تیرگی مٹانے کو
چراغِ امن جلائیں حسنؑ کا ذکر کریں

یہ دونوں کارِ عبادت ہیں قرض محفل پر
ولا کے جام پلائیں حسنؑ کا ذکر کریں

خموش حرف زباں کھولیں مدحِ شبرؑ میں
خدا کی شان دکھائیں حسنؑ کا ذکر کریں

بتولؑ ذکر سے خوش ہیں تو آؤ محفل میں
صلہ بتولؑ سے پائیں حسنؑ کا ذکر کریں

برائے کرب و بلا راستہ کریں ہموار
ملوکیت کو مٹائیں حسنؑ کا ذکر کریں

بگڑ گئی ہیں اگر قسمتیں، تو محفل میں
وہ قسمتیں یوں بنائیں حسنؑ کا ذکر کریں

خوشی یہ پہلی ہے بنتِؑ رسولؐ کے گھر میں
زباں کے پھول کھلائیں حسنؑ کا ذکر کریں

حسنؑ ہیں سورۂ کوثر کی بولتی تفسیر
قرآن دل سے لگائیں حسنؑ کا ذکر کریں

فروغ اس طرح بینائی کو ملے گا ضرور
نظر نظر سے ملائیں حسنؑ کا ذکر کریں

خوشی میں ہو ابوطالبؑ کی یوں بسر نیّر
دیے وفا کے جلائیں حسنؑ کا ذکر کریں

☆

جو طعنہ زن تھے وہ ابتر ہیں سارے منہ چھپانے میں
بہارِ بے خزاں آئی ہے زہراؑ کے گھرانے میں

نبیؐ خوش ہیں، خوشی یہ ساقیٔ کوثر کے گھر میں ہے
حسنؑ تفسیرِ کوثر بن کے آئے ہیں زمانے میں

منقبت۔۵۳

پیغامبرِ امن سے دوری کا صلہ ہے
دنیا سے بہت دور سکوں ہونے لگا ہے

دلدار کے گھر جشن میں زہراؑ کی دعا ہے
صد رشکِ جناں خانۂ دلدار بنا ہے

یہ کس کی ہے آمد کہ تقدّس کی فضا ہے
کعبہ بھی مدینے کی طرف دیکھ رہا ہے

اس کو رہِ منزل میں سکوں کتنا ملا ہے
جو فکرِ حسنؑ ابنِ علیؑ لے کے چلا ہے

یہ ان کے تبسّم کا کرم مجھ پہ ہوا ہے
دامن مرا مدحت کے گلابوں سے بھرا ہے

پیغامبرِ امن نے وہ کام کیا ہے
دنیا میں ہر اِک سمت سکوں ہونے لگا ہے

تم صلح کی تحریر ذرا غور سے دیکھو
خونِ ابو طالبؑ کا اثر بول رہا ہے

مدحت کے چراغوں کو بجھائے گا بھلا کون
مدحت کے چراغوں کی نگہبان ہَوا ہے

☆

سب جھولیاں بھرنے کو اسی سمت چلے ہیں
دروازہ سخی ابنِ سخی کا وہ کُھلا ہے

مجھ سے تو کبھی جنگ کی باتیں نہیں کرتا
پیغامبرؑ امن مرا راہنما ہے

ہر اہلِ تولّا نے سرِ محفلِ میلاد
پیمانے پہ پیمانہ بصد شوق پیا ہے

ہندہ کا جگر وہ ہے یہ زہراؑ کا ہے دلبر
کردار سے کردار کا ٹکراؤ ہوا ہے

جو اپنی شرائط پہ لکھے صلح کی تحریر
تاریخ یہ کہتی ہے کہ وہ جیت گیا ہے

تم آئینۂ صلحِ حسنؑ دیکھتے جاؤ
اس صلح سے ہموار رہِ کرب و بلا ہے

سرسبز ہے مدحت کا چمن اس لئے نیّرؔ
وہ آج ہے ممدوح کہ جو سبز قبا ہے

منقبت ۔۵۴

دنیائے ادب میں جو مرا اتنا بھرم ہے
یہ سب مرے ممدوحؑ کی مدحت کا کرم ہے

جب سامنے ممدوحؑ کا ہر نقشِ قدم ہے
روشن مری نظروں میں رہِ باغِ اِرم ہے

حیدرؑ کی ثناء، نعتِ نبیؐ، مدحتِ شبّرؑ
یہ پاس مرے زادِ رہِ ملکِ عدم ہے

اب تک اے قلم حضرتِ شبّرؑ کی ثنا میں
جو کچھ بھی لکھا ہے سرِ قرطاس وہ کم ہے

نکلے وہ درِ حضرت شبّرؑ پہ بالآخر
تقدیر میں یارب جو مرا آخری دم ہے

سیرت سے محمدؐ کی ملی سیرتِ شبّرؑ
ہاں خُلقِ حسنؑ خُلقِ شہنشاہِؐ اُمم ہے

سب اپنی شرائط پہ لکھی صلح کی تحریر
ممدوح مرا فاتحِ قرطاس و قلم ہے

اے مالکِ قرطاس و قلم تیری عطا سے
قرطاس پہ دن رات رواں میرا قلم ہے

☆

ہے صلحِ حسنؑ صلحِ محمدؐ کا تسلسل
تاریخ کے اوراق پہ یہ وصف بہم ہے
ٹوٹے ہوئے دل میں جو مودّت ہے حسنؑ کی
زندہ ہے مرا دل مرے مولاؑ کا کرم ہے
جب صلح کو توڑا گیا تاریخ میں دیکھو
پھر ظلم ہے سادات پہ اور مشقِ ستم ہے
اسلام خدا کا ہے، خدا کا ہی رہے گا
اسلام کی فطرت میں عرب ہے نہ عجم ہے
اُس شخص میں ملتی ہے شرافت ہی شرافت
شبّرؑ کی وِلا جس کے لہو میں ہوئی ضم ہے
ڈولی تھی نہ ڈولے گی مری کشتیِ دل اب
جب نامِ حسنؑ خون کی موجوں پہ رقم ہے
یہ دل مرا لبریز ہے الفت سے حسنؑ کی
اس دل میں کہاں دوستو گنجائشِ غم ہے
اِک صلح میں دو راستے آتے ہیں نظر صاف
اِک سمت ہے گر دَیر تو اِک سمت حرم ہے

☆

یہ امن کے سلطان کی مدحت کا ہے اعجاز
قائم مرا محفل میں بہت جاہ و حشم ہے
یوں تربتِ شبرؑ کو بسا رکھا ہے دل میں
مظلومی کی تصویر ہے اور دیدۂ نم ہے
نیؔر یہ عقیدت کی جبیں ہے جو ہمیشہ
بس بارگہِ آلِ محمدؐ پہ ہی خم ہے

سکون کی منزل

کرم جو عرشِ معلیٰ سے کردگار کرے
ثنائے نورِ حسنؑ مجھ سا خاکسار کرے
اگر سکون کی منزل کی ہے تلاش تو پھر
زمانہ راہِ حسنؑ صرف اختیار کرے

منقبت۔۵۵

مربوط عشق ہے جو مرا پنجتنؑ کے ساتھ
میرا نہ دل لگے گا کسی انجمن کے ساتھ

وابستہ امن و صلح ہے نامِ حسنؑ کے ساتھ
یوں، جس طرح زبان کھلی ہے دہن کے ساتھ

ذکرِ حسنؑ ہو ذکرِ رسولِؐ زمن کے ساتھ
موسم ہو خوشگوار بہارِ چمن کے ساتھ

وابستہ دل ہے اپنا وِلائے حسنؑ کے ساتھ
ہم کس لئے بڑھائیں قدم راہزن کے ساتھ

وہ لوگ جو چلے ہیں امامِ حسنؑ کے ساتھ
خیبر شکنؑ کے ساتھ تھے خیبر شکنؑ کے ساتھ

دعویٰ ہے شعر گوئی کا ہر بے شعور کو
کھلواڑ ہورہا ہے مسلسل یہ فن کے ساتھ

گر دولتِ وِلائے حسنؑ چھین لے کوئی
باقی نہ سانس کا رہے رشتہ بدن کے ساتھ

جو مقصدِ حسینؑ و حسنؑ سے ہیں بے نیاز
چمٹے ہوئے وہ لوگ ملے ہم کو دھن کے ساتھ

☆

پڑھنی ہے منقبت جو امامِ حسنؑ کی آج
منبر پہ آگیا میں بڑے بانکپن کے ساتھ

لکھا حسنؑ تھا حُسن پڑھے جارہا تھا میں
یہ مرحلہ نہ طے ہوا لاکھوں جتن کے ساتھ

بزمِ وِلا میں رہتے ہیں ہم لوگ اس طرح
جیسے کسی کا عشق ہو اپنے وطن کے ساتھ

بخشش کی یہ سند ہے حسنؑ کی ہے منقبت
رکھنا سنبھال کر یہ ہمارے کفن کے ساتھ

پہلی خوشی یہ ساقیِؑ کوثر کے گھر میں ہے
جامِ وِلا بھی چاہئے نہرِ لبن کے ساتھ

ہم میر شام سے نہیں رکھتے ہیں کچھ غرض
ہے روشنی چراغِ ولائے حسنؑ کے ساتھ

"بے حُبِ اہلبیتؑ عبادت حرام ہے"
یہ بھی ہے ربطِ خاص خدائے حسنؑ کے ساتھ

ہم راہِ اہلبیتؑ میں بڑھتے رہے تو خود
منزل دکھائی دینے لگی ہے تھکن کے ساتھ

☆

میں حُبِّ اہلبیتؑ میں جیتا ہوں اس طرح
رشتہ ہے جیسے سانس کا میرے بدن کے ساتھ
مجھ پر حسنؑ کا فیض و کرم ہوتا جائے گا
کٹ جائے گی یہ زیست بھی رنج ومحن کے ساتھ
نیّر مرے کلام پہ یہ رائے سب کی ہے
مربوط شاعری ہے مری فکر و فن کے ساتھ
نیّر ولائے آلِ نبیؐ کا اسیر ہوں
آزاد پھر رہا ہوں میں اہلِ سخن کے ساتھ

☆

کیا شان مومنو! حسنِؑ مجتبےٰ کی ہے
کوثر بکف بہار شہؐ انبیاء کی ہے
ابتر ہوا ہے دشمنِ محبوبِؐ کبریا
زہراؑ کے گھر میں خاص یہ رحمت خدا کی ہے

منقبت۔۵۶

مدحتِ فاتحِ قرطاس و قلم کرتے ہیں
یہ سند خُلد کی ہم خوب رقم کرتے ہیں
سیرتِ حضرتِ شبّرؑ جو رقم کرتے ہیں
اونچا وہ امن کا دنیا میں علم کرتے ہیں
ڈوب کر بحرِ مودّت میں بنامِ شبّرؑ
دور ہم دل سے بہت رنج و اَلم کرتے ہیں
ساری دنیا نے تو پھیری ہیں نگاہیں مجھ سے
مجھ پہ مولاؑ تو مگر چشمِ کرم کرتے ہیں
بھیک میں دے کے بھکاری کو حکومت شبّرؑ
حق کی تبلیغ مگر حق کی قسم کرتے ہیں
نور کی ہوتی ہے برسات وہاں پر پیہم
جب کبھی مدحتِ شبّرؑ کہیں ہم کرتے ہیں
میری سوئی ہوئی قسمت وہ جگا دیتے ہیں
میرے سر پر جو کبھی دستِ کرم کرتے ہیں
مدحِ سردارِ جوانانِ جناں کاغذ پر
ہاتھ جو کرتے نہیں ہیں وہ قلم کرتے ہیں

☆

کربلا، سامرہ، مشہد ہو مدینہ کہ نجف
فاصلے خُلد کے طے تیز قدم کرتے ہیں

ہم شہِؑ امن و اماں کی کئے جاتے ہیں ثنا
درد دل کا اسی صورت سے تو کم کرتے ہیں

صلحِ شبّرؑ کی شرائط کے ہی پیرائے میں
ہم جدا دیکھو رہ دیر و حرم کرتے ہیں

جب بھی کرتا ہوں ثنا سبطِؑ رسولِؐ حق کی
میرا قائم سرِ محفل وہ بھرم کرتے ہیں

دوش پر صاحبِ معراج کے دیکھو اُن کو
کس بلندی پہ انہیں شاہِؐ اُمم کرتے ہیں

غمِ دنیا کبھی آسکتے نہیں ہیں اس میں
دل میں آباد جو ممدوحؑ کے غم کرتے ہیں

خوشبوئے باغِ جناں سے ہیں معطّر سانسیں
مدحتِ آلِؑ نبیؐ دم ہمہ دم کرتے ہیں

رہنمائی کے لئے بعدِ محمدؐ اپنی
آلؑ و قرآن کو ہم لوگ بہم کرتے ہیں

مدحِ سردارِؑ جناں بر سرِ منبر نیّر
پُر سکوں ہو کے بصد جاہ و حشم کرتے ہیں

منقبت ۔ ۵۷

نبیؐ خوش ہیں بہارِ بے خزاں آئی گھرانے میں
حسنؑ تفسیرِ کوثر بن کے آئے ہیں زمانے میں

ہمیشہ آیتیں قرآن کی جبریلؑ لانے میں
سلامی کے لئے آئے ہیں زہراؑ کے گھرانے میں

بہت جبریلؑ کو زہراؑ کے گھر مصروف دیکھا ہے
کبھی چکی چلانے میں کبھی جھولا جھلانے میں

ثواب اُتنا ملے گا منقبت سننے میں تم کو بھی
ثواب ہم کو ملے گا منقبت جتنا سنانے میں

سند لے کر قبولیت کی پہنچیں عرشِ اعظم پر
دعاؤں کو اثر جب مل گیا اِس آستانے میں

بہاریں باغِ ہستی میں حسنؑ کی صلح سے آئیں
سکون و امن کے گُل کِھل گئے ہر سو زمانے میں

حسنؑ ابنِ علیؑ کی صلح نے یہ کردیا روشن
بلا کا فرق ہوتا ہے حقیقت اور فسانے میں

گہر بنتے ہیں آنسو خود بہ خود رومالِ زہراؑ پر
غمِ شبیرؑ و شبرؑ میں یہاں آنسو بہانے میں

☆

فضاؤں میں حسنؑ کی منقبت جس وقت گونجی ہے
درودوں کی صدا آنے لگی ہر سو زمانے میں

جھکا کر سر حسنؑ ابنِ علیؑ کے آستانے پر
لگی نہ دیر کچھ ہم کو مقدر کے بنانے میں

دمِ فکرِ سخن ہے ہاتھ جبریلِؑ تخیل کا
ثنائے اہلبیتِؑ مصطفیٰؐ مجھ کو لکھانے میں

خوشی ہے ساقیِ کوثر کے گھر میں، جام چھلکیں گے
مزا آئے گا اے نیّر یہاں پینے پلانے میں

صاحبِ کردار

حُسن میں احمدِ مختار حسنؑ ابنِ علیؑ
فکر میں حیدرِؑ کرّار حسنؑ ابنِ علیؑ

خُلق میں شاہِ رُسلؐ، عِلم میں سلطانِ نجف
آپ ہیں صاحب کردار حسنؑ ابنِ علیؑ

تاثرات

رثائی ادب کی دنیا کا ایک مضبوط شاعر

نیّر اسعدی کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ ہمارے ابو جی شاعرِ اہلبیتؑ نازش رضوی اعلیٰ اللہُ مقامہٗ کے ساتھ حیدرآباد مشاعرے پڑھنے جاتے تھے۔ نیّر اسعدی کا اور ہمارے ابو جی نازش رضوی کا ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا۔ جہاں اور شعراء بھی آتے جاتے تھے اور ادب و شعر وشاعری پر گفتگو ہوتی تھی۔ ہمارے والد صاحب کی رئیس امروہوی صاحب کے پاس بھی بیٹھک ہوتی تھی۔ رئیس امروہوی صاحب کی صدارت میں ہونے والے مشاعروں میں بھی نیّر اسعدی شامل رہے ہیں۔ حیدرآباد میں نیّر اسعدی کے غزل کے استاد درد اسعدی سے بھی ہمارے والد کی دوستی تھی اور گھر آنا جانا تھا۔ نیّر اسعدی کے گھر ہونے والی محافل میں جو شعراء شریک ہوتے تھے۔ ان میں ہمارے ابو جی (نازش رضوی) بھی شامل تھے۔ ان طرحی محافل کا کلام ایک کتابچے کی صورت میں چھپتا تھا۔ ہمارے ابو جی کی لائبریری سے وہ کتابچے ان کے انتقال کے بعد ہمیں ملے۔ نیّر اسعدی صاحب نے بڑے میدان ناظم آباد میں (جہاں ہمارا آبائی گھر ہے) جگہ جگہ مجالس میں نو تصنیف مرثیے پڑھے۔ ان کو فیض بھرتپوری صاحب نے متعارف کرایا تھا۔ ہمارے گھر امام حسین علیہ السلام کی ولادت

کے سلسلے میں ہونے والی ۳ رشعبان کی محفل ۱۹۹۲ء میں امام حسن علیہ السلام کی ولادت پر امام بارگاہ خدیجۃ الکبریٰؑ ناظم آباد میں ہونے لگی جس میں نیّر اسعدی برابر شریک رہے اور محفل کو رونق بخشتے رہے اور سامعین اُن کے کلام سے محظوظ بھی ہوتے رہے۔ حالات کی خرابی کی وجہ سے یہ محفل گذشتہ ۳ سال سے نہیں ہورہی۔ ہمارے ماموں ڈاکٹر سید یاور حسین رضوی کو بھی شہید کردیا گیا۔ (وہ سیف زلفی کے چھوٹے بھائی تھے) اس کے علاوہ بہت سے مومنین کو وہاں شہید کیا گیا۔ جس کی وجہ سے بیشتر لوگوں نے وہاں سے دوسرے علاقوں میں ہجرت کرلی۔

نیّر اسعدی کے کلام پر مجھ جیسے طالب علم کی آراء کی کیا اہمیت ہوسکتی ہے جبکہ آپ کے کلام پر ملک کے معروف دانشوروں اور ناقدین نے گفتگو فرمائی ہے۔ نیّر اسعدی کی مطبوعہ کتب میں علامہ رضی جعفر صاحب، ساحر لکھنوی، ڈاکٹر بلال نقوی، ڈاکٹر سلمان باقر (لاہور)، ڈاکٹر پروفیسر نعیم نقوی، شہید مولانا تقی ہادی، پروفیسر محمد رضا کاظمی، فراست رضوی، پروفیسر نادر حسین شاہ (حیدرآباد) پروفیسر قوی احمد (حیدرآباد)، علامہ باقر زیدی، پروفیسر شاہ اقبال حماد اور عارف منصور کی آراء موجود ہیں۔ نیّر بھائی کا تعلق ایک مذہبی اور ادبی گھرانے سے ہے۔ ان کے دادا مولانا مرزا احمد حسین

صاحب ذاکرِ اہلبیتؑ تھے اور شاعر بھی تھے ناصر تخلص کرتے تھے۔ ان کے والد مولانا آغا محمد اصغران کے بڑے چچا مولانا مرزا محمد اطہر اور چھوٹے چچا مرزا ظہیر الحسن سب ذاکرِ اہلبیتؑ تھے اور حلقۂ اہلِ مذہب شیعت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ ان کے چاہنے والے آج بھی دنیا میں جا بجا ان کی یادوں کے دیے دل میں روشن کئے ہوئے ہیں۔

نیّر اسعدی ایک تخلیقی ذہن کے مالک ہیں۔ جنہوں نے ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی اور اپنے خونِ جگر سے اردو ادب کو اپنی تخلیقات سے نوازا ہے۔ ان کے کلام میں بڑی خوبی سادگی اور سہل بیانی ہے اور وہ مشکل سے مشکل قافیہ کو نظم کر لیتے ہیں۔ نیّر بھائی پاک و ہند کے علاوہ سعودی عرب، امریکہ میں ڈلاس اور مختلف شہروں اور کنیڈا میں بہت مشہور ہیں۔ ان کا کلام کثرت سے ان مقامات میں پڑھا جاتا ہے۔ کراچی کی محفلوں میں خصوصاً خوجہ مسجد کھارادر میں اور جگہ جگہ دعائے ندبہ کی محفلوں میں، میں ان کا کلام پڑھتا ہوں۔ گذشتہ چالیس پینتالیس سالوں سے آپ مرثیہ کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دورِ حاضر میں رثائی ادب کی دنیا میں نیّر اسعدی ایک مضبوط شاعر ہیں۔ اگر پاک و ہند میں مرثیے کی منصفانہ تاریخ لکھی جائے تو نیّر اسعدی اُس کا ایک روشن باب ہوگا۔

نیّر اسعدی کی کتاب ''ثناء کے چراغ'' میں یہ قطعہ آخر میں لکھا ہے۔

مدحت کے گلابوں سے سجے نخلِ ہنر آج
مل جائے ہمیں اپنی ریاضت کا ثمر آج
صحت مرے دل کو ملے صدقے میں حسنؑ کے
ٹوٹا ہوا دل لے کے نہیں جاؤں گا گھر آج

میرے ایک دوست تقی بھائی عارضۂ قلب میں مبتلا ہوئے تو وہ روزانہ بارگاہِ امام میں یہ قطعہ بڑے خلوص سے پڑھتے تھے۔ کارڈیو میں داخل ہوئے تب بھی خلوصِ دل سے یہ قطعہ پڑھتے تھے، جب ٹیسٹ کی رپورٹ آئی تو ڈاکٹر حیران تھے کہ الحمدُ للہ ساری رگیں کلئیر تھیں اور کوئی دل کی بیماری نہیں تھی تو انہوں نے ڈاکٹروں کو بتایا کہ میں امام کی بارگاہ میں روزانہ یہ قطعہ پیش کرتا تھا۔

ہماری انجمن کاروانِ حسینؑ جو شہر کی مشہور اور قدیم انجمن ہے جس کے صاحبِ بیاض سید داور حسین تھے اس انجمن کو بھی فیضؔ بھرتپوری اور ان کے شاگردِ نیّر اسعدی نوحے کہہ کر دیتے رہے ہیں خاص طور پر طرحی شب بیداریوں کے نوحے فیضؔ صاحب اور نیّر بھائی کہتے تھے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیّر بھائی کو پنجتنؑ پاک کے صدقے میں صحتِ کاملہ اور عمر طویل عطا کرے کہ وہ اپنے کلام کو چھپوا سکیں اور اہلِ علم و دانش اور سامعین سارے مستفیض ہوں۔ اللہ نیّر اسعدی کو زمانے کی نظرِ بد اور حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے آمین۔ ثم آمین۔

حیدر رضوی

ابنِ نازش رضوی (شاعرِ اہلبیتؑ)

معتمدِ اعلیٰ بزمِ نازش پاکستان

ہمیں نیّر اسعدی کی شاعری میں شہرت کی فکر کم اور اردو ادب کی شہرت کے زیادہ ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

جناب نیّر اسعدی صاحب کے دادا مرزا احمد حسین صاحب مرحوم، چچا جناب مرزا ظہیر الحسن، جناب مرزا اطہر صاحب مرحوم اور والدِ بزرگوار جناب مولانا آغا محمد اصغر صاحب مرحوم کا شمار علمائے باعمل میں ہوتا ہے۔اس طرح اُن کے گھر کا پورا ماحول دینی ماحول ہے۔ جناب نیّر اسعدی کی شاعری میں بھی اِس کا اثر موجود ہے۔ جناب آغا نیّر اسعدی صاحب نے اپنی شاعری میں نہایت سہل الفاظ کا چناؤ کیا ہے اِن کی طبیعت کی سادگی اور محمدؐ و آلِ محمدؐ سے عقیدت کا اظہار ان کی شاعری کا خاصہ ہے۔ میں جناب نیّر اسعدی صاحب کو تقریباً ۳۵ سال سے جانتا ہوں انہوں نے اُردو ادب کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اُن کی لکھی ہوئی منقبتیں، قصیدے، مرثیے، سلام، غزلیں کتابی شکل میں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور اُن کی تصانیف میں تمام اصنافِ شاعری پر ۵ کتابیں ''نعت ہی نعت''، ''ثناء کے چراغ''، ''کشکولِ سخن''، ''وفا کے چراغ'' اور ''غزل ہی غزل'' اہلِ علم کے تجزیے اور تبصروں

کے ساتھ اہلِ قلم و دانش کے پاس موجود ہیں۔ اُن کو پڑھنے کے بعد آغا نیّر اسعدی کی شاعرانہ صلاحیتوں وکلام کی پختگی کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ نیّر اسعدی صاحب نے یوں تو تمام اصنافِ شاعری پر طبع آزمائی کی لیکن میری ناچیز رائے میں اُن کے مرثیے جو جدید طرز پر لکھے گئے ہیں وہ اردو ادب کے لئے ایک بیش بہا اضافے کا سبب ہیں جناب نیّر اسعدی نے مختلف عناوین کو لے کر مرثیے کہے ہیں اور ہر عنوان کو احسن طریقے سے نبھایا ہے جو اُن کی شاعری کا خاصہ ہے۔ نیّر اسعدی صاحب کا دورِ حاضر میں جناب ساحر لکھنوی، جناب شاداں دہلوی کے بعد سینئر شعراء میں شمار ہوتا ہے بقول ڈاکٹر ہلال نقوی شعر وادب کبھی شہرت کی بیساکھیوں پر قد بڑھانے کی انڈسٹری نہیں بن سکا۔ ہمیں نیّر اسعدی کی شاعری میں شہرت کی فکر کم اور اردو ادب کی شہرت کے زیادہ ہونے کا احساس ہوتا ہے اُن کی شاعری کی یہی صفت انہیں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ جناب نیّر اسعدی صاحب نے اہلبیتؑ کے سلسلے میں منعقد ہونے والی محافل کی تاریخ کو بھی کتابی شکل میں ضبطِ تحریر میں لاکر قومی فریضہ انجام دیا ہے جس کی تعریف ممکن نہیں۔ نیّر اسعدی صاحب آج بھی مرثیوں کی مجالس اور قصیدوں کی محفلوں میں شرکت فرماتے ہیں اور اپنے نوتصنیف مرثیے پیش کرتے ہیں، چہاردہ معصومینؑ کی محفلوں

میں بلا عذر شرکت فرما کر مومنین کو اپنے کلام سے محظوظ فرماتے ہیں۔ مرثیے کے فروغ کے لئے نیّر صاحب نے مرثیہ فاؤنڈیشن کی بنیاد اپنے چند احباب کے ساتھ مل کر رکھی اور فروغِ مرثیہ کے کے لئے پُر خلوص خدمت انجام دی۔ اپنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے نئے شعراء کے کلام کی اصلاح بھی فرماتے ہیں اور اس طرح موصوف قومی خدمت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

از قلم

شاہ احسن حمّاد نسیم جونپوری

برادرِ خورد (مولانا مدّن) عالی جونپوری

جعفرِ طیار، ملیر کراچی۔

شفیق شخصیت

محترم آغا نیّر علی اسعدی صاحب نہایت شفیق اور پُر خلوص شخصیت کے حامل ہیں۔ الحمدللہ ان کے مجموعہ کلام (''وفا کے چراغ''، ''ثناء کے چراغ''، ''غزل ہی غزل'' اور ''کشکولِ سخن'' کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہر کلام دوسرے عنوان و موضوع سے اسلوب میں جُدا گانہ امتیاز کا حامل نظر آتا ہے۔ ان کے کلام میں خلوص، محبت، سادگی و سلاست کے ساتھ ساتھ جامعیت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

محمدؐ و آلِ محمدؐ سے شعری زبان میں پُر خلوص اور والہانہ مودّت نصیبوں کی معراج ہی نہیں فکر و فن کا اوجِ کمال بھی ہے۔

معصومؑ فرماتے ہیں ''مَنْ قَالَ فِینا بَیْتَ شَعرِ نبی اللّٰهُ لَهُ بیتاً فِی الْجَنَّتہ'' یعنی کوئی شخص اہلبیتؑ کی شان میں ایک شعر نظم کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کردے گا۔

راقم کو ۲۰۰۴ء میں استادِ محترم شہید پروفیسر سبطِ جعفرؒ کی صحبت نصیب ہوئی اور ان سے مشورۂ سخن لیتا رہا ان کے ہی مشورے سے استاد نیّر علی اسعدی صاحب سے ملاقات کا مشتاق ہوا اور ایک گجراتی اُردو مشاعرے میں ان سے میری ملاقات ہوئی اور ان سے بھی مشورۂ سخن باقاعدگی سے لینے

لگا۔ گویا استاد شہید نے اپنی شہادت کے بعد میرے لئے اُستاد کا بندوبست بہت پہلے ہی کر دیا۔ آغا نیّرؔ علی اسعدی میرے ساتھ نہایت ہی شفیق استاد کی طرح پیش آتے ہیں اور شاعری کے فنّی نقائص کی نشاندہی فرما کر اس میں حُسنِ دائمی پیدا کر کے میری شاعری کو دوام بخشتے ہیں۔ اب بھی بلتستان سے حسبِ ضرورت فون پر اُن سے مشورۂ سخن کرتا رہتا ہوں۔ خداوندِ متعال سے دُعا ہے کہ آغا نیّرؔ علی اسعدی کی نیک توفیقات میں اضافہ ہوتا رہے۔ آمین

سید شمشاد حسین نظرؔ رضوی بلتستان
ایم ایس سی وفاقی اُردو یونیورسٹی کراچی
حالیہ مقیم آبائی گاؤں

شاعرانہ جوہر

محترم نیّر اسعدی صاحب سے میری پہلی ملاقات ۱۹۷۵ء میں خانقاہِ برہانیہ پیر بقا نظامی صاحب کے گھر نعتیہ مشاعرہ میں ہوئی۔ جس کی نظامت مشہودؔ جعفری کررہے تھے اور صدارت مشہور ومعروف شاعر جناب صباؔ اکبرآبادی کی تھی۔ اس نعتیہ مشاعرہ میں اُس وقت کے تقریباً سب مشہور شعراء موجود تھے اور جناب نیّرؔ اسعدی صاحب کا کلام بہترین کلاموں میں سے ایک تھا۔ نعتیہ مشاعرہ کے اختتام کے بعد ہم نیّرؔ اسعدی کے قریب جا کر بیٹھ گئے ہم نے گذارش کی کہ منقبت اور غزل بھی تو لکھیں تو وہ کہنے لگے کہ میں منقبت بھی لکھتا ہوں اور سلام بھی لکھتا ہوں اور نیّرؔ اسعدی نے دو تین شعر غزل کے بھی سنائے، میں نے انہیں غزل کا کہنہ مشق شاعر پایا۔

اس وقت موصوف پانچ کتابوں کے خالق ہیں۔ پہلی کتاب غزل کا دیوان ''غزل ہی غزل'' ہے۔ دوسری کتاب مرثیہ کی ''کشکولِ سخن'' ہے تیسری کتاب ''نعت ہی نعت''، چوتھی کتاب ''ثناء کے چراغ''، پانچویں ''وفا کے چراغ'' حضرت عباس علیہ السلام کے مناقب، حمد، نعتیہ اور منقبتی کلام پر مشتمل ہے ان کتابوں کے مطالعہ سے قارئین پر ان کی شاعری کے شاعرانہ جوہر کُھل جاتے ہیں۔ میں ان کی شاعری پر کیا گفتگو کروں چار

مصرعے نذرِ قارئین ہیں ملاحظہ ہو۔

مستند شاعر ہیں نیّر اسعدی
کیا کرے گا کوئی ان کی ہمسری
جانتے دانش ہیں چالیس سال سے
کھیل ہے ان کے لئے تو شاعری

دنیائے ادب میں گذشتہ چالیس برس میں کیسے کیسے گوہر نایاب ہم سے بچھڑ گئے یا ہم نے کھودیئے۔ جن کا نعم البدل ہمیں ڈھونڈنے سے نہیں ملتا ہے۔ ایسے میں اللہ سے دعا ہے کہ بحقِ محمدؐ وآلِ محمدؐ نیّر اسعدی کو طولِ حیات دے تاکہ وہ اپنا تمام کلام کتابی صورت میں منظرِ عام پر لے آئیں اور عوام الناس ان کے کلام سے لطف اندوز ہوں۔

دانشؔ نقوی

نیّرؔ اسعدی پیشانیِ ادب کا درخشندہ ستارہ ہیں

بحیثیت سرکاری ملازم جب میری تعیناتی ۱۹۷۸ء میں حیدرآباد ہوئی تو میں نے لطیف آباد نمبر۔۹ سادات کالونی میں رہائش اختیار کی میرے دیرینہ دوست جن سے میری شناسائی خیر پور میرس سندھ سے تھی لطیف آباد نمبر پونے گیارہ میں اُن کی رہائش گاہ پر اُن سے ملاقات ہوئی اُن موصوف کا اسمِ گرامی امتیاز مرزا واحدی تھا۔ موصوف کے توسط سے میری رسائی جناب مرتضٰی علی خان دردؔ اسعدی تک ہوئی۔ موصوف کی رہائش گاہ بھی لطیف آباد پونے گیارہ میں میری رہائش گاہ سے چند قدم کے فاصلے پر تھی اس طرح میری ملاقات اُن سے اکثر رہتی تھی۔ ایک دن (تاریخ مجھے یاد نہیں) ہاں سال ۱۹۷۸ء تھا موصوف دردؔ اسعدی کی رہائش گاہ پر (آغا نیّر علی) نیّرؔ اسعدی سے ملاقات ہوئی، علم میں یہ بات آئی کہ آغا نیّرؔ علی (نیّرؔ اسعدی) بھی دردؔ اسعدی کے شاگردِ رشید ہیں لہذا برادرم نیّرؔ اسعدی سے میری شناسائی ۱۹۷۸ء سے ہے۔

برادرم نیّرؔ اسعدی کے ۳ عدد مجموعۂ کلام میری نظر سے گذرے

۱۔ ''غزل ہی غزل'' ۲۔ ''وفا کے چراغ'' ۳۔ ''ثناء کے چراغ''

برادرم نیّرؔ اسعدی بلاشبہ ایک مکمل شاعر ہیں۔ الفاظ پر گرفت مضبوط نقائص

سے پاک شاعری ہے۔ برادرم نیّر اسعدی نے ہر صنفِ شاعری میں خوب طبع آزمائی فرمائی۔ مرثیہ فاؤنڈیشن کراچی کے بانیان میں برادرم کا شمار ہوتا ہے۔ایک محقق، ایک فکر، ایک حسین خیال کے مالک سادہ لوح انسان ہیں ان کی فطرت میں خلوص ومحبت کوٹ کوٹ کر بھرا ہے جو، ان کے اشعار سے نیّرِ تاباں کی طرح نمایاں ہے۔ آخر میں، میں اپنے قلم کو روکتے ہوئے بس اتنا کہوں گا کہ دائرۂ ادب میں نیّر اسعدی اپنی جگہ پر ایک انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں اور پیشانیِ ادب کا درخشندہ ستارہ ہیں۔

انیس عابدی

بانی رکن بزمِ شبابِ ادب

۱۷رجنوری ۲۰۱۷ء

شاعری کے ساتھ ساتھ نیّر اسعدی کی شخصیت بھی پختہ ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ مدحِ اہلبیتؑ میں کہی جانے والی ہر بیت کے عوض ایک قصرِ جناں بخشے گا لہذا پیر الٰہی بخش کالونی والے نیّر بھائی نے مدحِ اہلبیتؑ میں اتنے اشعار کہے ہیں کہ فرشتے جناں میں ایک پوری کالونی پہ ان کے نام کی تختی لگائیں گے۔

نیّر بھائی خوب رہے، بہت خوب رہے، پریشان رہے، بہت پریشان رہے لیکن اس تمام عالم میں بھی مشقِ سخن نہ چھوٹی۔ معبدِ فیض کے داروغہ سے ملی بھگت نہ گئی نت نئے مضامین تو ملتے رہے اگرچہ دل دو دفعہ ہارٹ اٹیک کی وجہ سے زخمی ہو چکا لیکن مزید ۹ کتب پائپ لائن میں ہیں اور مزید ایک کی خواہش شدید ہے۔ دل پچیس فیصد کام کا رہ گیا لیکن دھڑکنیں ہیں کہ سو فیصد۔

بس ایک اسی بات پہ دل اپنا قوی ہے
رہبر جو ہمارا ہے حسینؑ ابنِ علیؑ ہے

نیّر بھائی کی شخصیت پر فقط یہ حوالے کتب کے برابر ہوں گے کہ حضرت درد اسعدی مرحوم کے چہیتے، حضرت فیضؔ بھرت پوری کے شاگردِ

عزیز ہیں اور اب یادگارِ عہدِ رفتہ یادگارِ اسلاف حضرت ساحر لکھنوی کے دل کا قرار ہیں۔ اس زمانے میں نیشنل اسٹیڈیم کا مشاعرہ دخل در معقولات کا طوفان لئے محافل اور مجالسِ تحت اللفظ میں در آیا ہے۔ مومنین خصوصاً نوجوان حضرات کا رُخ عہدِ رفتہ کی طرف موڑنا وقت کی ضرورت اور یقیناً خوشنودئی امامؑ کا باعث ہوگا۔

نشتر پارک میں علامہ طالب جوہری کی بیماری کی وجہ سے آزمائشیں ہو رہی ہیں لیکن قرارِ مومنین کوئی جزیرہ کوئی نخلستان کا پتہ نہیں چل رہا۔

نیّر اسعدی اللہ کے کرم سے سیرتِ اسلاف کے سائے میں مجالسِ تحت اللفظ سے رشتہ جوڑے ہوئے ہیں اگرچہ وہ شمیم ونسیم نہیں لیکن پھر بھی موسم سہانا ہے۔ کبھی کبھی یہ طرزِ علاّمائیت میں کسی کسی سے ملاقات ہو جاتی ہے تو خیال گذرتا ہے کہ شاید مولانا الطاف حسین حالیؔ نے اپنا مسدس اسی زمانے کے لئے قلم بند کیا تھا۔

نیّر بھائی سے ملاقات کی انتہا تو اللہ جانے لیکن ابتدا غالباً چالیس سال قبل ناظم آباد بڑے میدان میں اپنے دولت کدے پر مجالسِ مرثیہ میں ہوئی۔

گھر پر عزائے شاہِ شہیداں ہے اِن دنوں
اللہ اللہ سیدہؑ مری مہماں ہے اِن دنوں

(شاہد نقوی)

نیّر بھائی ہمارے ہم علاقہ حضرتِ فیض بھرت پوری کے ہمراہ آئے اور پھر چھا گئے۔ جہاں کے مومنین نے استاد قمر جلالوی، نسیم امروہوی، ڈاکٹر یاور عباس، تاسف خورجوی، عزم جونپوری، میر رضی میر، شاداں دہلوی، پروفیسر سردار نقوی، ڈاکٹر ہلال نقوی، وغیرہ کو سُنا ہو وہاں نیّر اسعدی کا مومنین کے دل میں گھر کر لینا بہت بڑی بات ہے۔ آج بھی مومنین مجلس میں نیّر اسعدی کا مرثیہ بہت خلوص اور انہماک سے سننے کے لئے منتظر رہتے ہیں۔

شاعری کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت بھی پختہ ہے میں نے مجلس کے بعد جب لفافہ دیا تو نیّر صاحب کا جملہ حافظے میں اب بھی محفوظ ہے کہ ''میں آپ سے نہیں بلکہ مادرِ حسنینؑ سے لوں گا'' ۱۹۶۹ء میں ہم یتیم ہو چکے تھے غربت کا ساتھ تھا ایسے میں لفافے کی واپسی، جیب میں ڈالتے ہوئے جو سکونِ قلب حاصل ہوا آج تک خیال آتا ہے جن کے بیٹےؑ کی مجلس تھی اُنؑ کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی۔۔

نیّر بھائی آج بھی فیض صاحب کے نقشِ قدم پر ہیں کہ فیض صاحب بزرگ اور وقت کے بڑے شاعر ہونے کے باوجود وقت سے پہلے آتے اور ہمت بندھاتے، میاں صاحبزادے آرام سے بیٹھے مومنین کو

آنے دیجئے ہم پوری مجلس پڑھ کر جائیں گے۔

ایسے میں ایک تاریخی واقعہ یاد آیا کہ ۱۸۵۷ء کی قتل وغارت گری، پھانسیوں والے زمانے میں لکھنؤ میں انگریزی حکومت کے ایک شیعہ وزیر نے میر صاحب سے اپنی حویلی پر مجلس پڑھنے کی فرمائش کی میر انیسؔ اسی تاریخ کو زمانۂ قدیم سے ایک غریب کے گھر مجلس پڑھا کرتے تھے لہذا وزیر سے انکار کردیا۔ وزیر آگ بگولہ ہوگیا کرفیو سا لگا دیا، میر صاحب نے بستہ اُٹھایا اور سڑکوں گلیوں سے ہوتے ہوئے پاپیادہ اُس غریب کے دولت کدے پہنچے پورا مرثیہ پڑھا تبرّک لیا اور واپس ہوئے سامعین فقط باپ بیٹے۔

میرؔ صاحب کا رعب ودبدبہ تھا کہ وزیر کو سدِّ راہ ہونے کی جراءت نہ ہوسکی۔ اور ہم نے ایسا بھی دیکھا کہ کراچی کے حالات کے پیشِ نظر مومنین کچھ کم آئے تھے لہذا ایک تحت اللفظ خواں یہ کہتے ہوئے چل دیئے مزہ نہیں آئے گا۔

اب تو ہر مصرعے پر کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی ہے ایسے میں خیال گذرا کہ نعوذ وباللہ اگر امامِ زمانہ مجلس میں موجود ہوں کسی اچھے مصرعے، بیت، بند کے انتظار میں خاموش ہیں تو کہیں لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ان کو کچھ

سمجھ نہیں آرہا ہے۔ کہیں پڑھا تھا کہ جانشینِ حضرت شمیم امروہوی، حضرت نسیم امروہوی، جب پہلے پہل لکھنؤ میں مدعو تھے تو اہلِ امروہہ نوجوان نسیم امروہوی سے ایک فل ڈریس ریہرسل کروائی تب جا کر اجازت دی کہ کہیں اہلِ امروہہ کی لکھنؤ میں سُبکی نہ ہو جائے اور اب تو لابنگ و بریانی کی دیگ کے بل پہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے "کامیاب مجلس"

جوشؔ صاحب دورانِ مجلس واہ واہ کا سبب پوچھ لیا کرتے تھے۔ جبکہ آج کل کے نیشنل اسٹیڈیمی شعراء جا بجا، بیجا واہ واہ پر نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ اس کے لئے داد دیئے بھی ساتھ لے کے آتے ہیں۔

نسیمؔ صاحب علامہ رشید ترابی کے گھر مجلس پڑھ رہے تھے چہرے سے غصہ ظاہر بستہ بند کیا اور بے جا درود اور نعروں پہ ایک اچھی خاصی جھاڑ پلا دی۔

ایک بات تو طے ہے کہ ائمہؑ کے دولت کدوں پر مجالسِ مرثیہ ہی ہوتی تھیں اور انشاء اللہ امامِ زمانہ اپنے دولت کدے پر اس سلسلے کو جاری رکھیں گے لہذا

بڑھے چلئے ادب اور قاعدے سے
مجالس ہیں یہ جانِ مصطفیٰؐ کی

یہ بات بھی سچ ہے کہ اگر آج شاہانِ اودھ، نوابینِ رامپور وحیدر آباد دکن اور دیگر بہت سے سرپرستانِ مرثیہ ہوتے تو مرثیہ نہ جانے کن بلندیوں پہ ہوتا کہ آج چکی کی مشقت بھی ہے اور مشقِ سخن بھی۔

ایک نیّر اسعدی کو ہی دیکھئے کہ ملازمت چھوٹی (یا مجبوراً خود چھوڑی)، دو دفعہ دل کا دورہ پڑا لیکن مرثیے کی آب و تاب مدھم نہ ہوئی اللہ کرے جلد ظہورِ امامؑ ہو اور ہم امامؑ کو بحیثیتِ سرپرستِ مرثیہ بھی دیکھیں۔ الٰہی آمین!

آخر میں یہ بھی لکھ دوں کہ نیّر اسعدی کے بارے میں کچھ لکھنا میرے لئے سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ نیّر اسعدی کی ۵ کتابوں کے حوالے سے لکھتا تو کچھ اور لکھتا مگر وقت کی کمی کی وجہ سے یہ تبصرہ سا اپنے حافظے کے بل پر ہی لکھ سکا ہوں جو حاضر ہے۔

ناچیز

سید محمود رضا

انجمنِ کاروانِ حسینؑ

ناظم آباد کراچی۔

نیّر اسعدی کی مطبوعہ کتب

۱۔ نعت ہی نعت	نعتیہ مجموعۂ کلام	1985
۲۔ کشکولِ سخن جلد اوّل	مجموعۂ مراثی	2005
۳۔ غزل ہی غزل (دیوانِ نیّر الف تا ے)	مجموعۂ غزلیات	2008
۴۔ ثنا کے چراغ	حمدیہ، نعتیہ، منقبتی مجموعۂ کلام	2013
۵۔ وفا کے چراغ	مناقبِ حضرت عباس علیہ السلام	2014
۶۔ فاتحِ قرطاس و قلم	مناقبِ حضرت امام حسن علیہ السلام	2017

نیّر اسعدی کی زیرِ ترتیب کتب

۱۔ کشکولِ سخن (مرثیے)	جلد دوئم و سوئم
۲۔ مناقبِ حضرت امام علی علیہ السلام	
۳۔ مناقبِ حضرت امام حسین علیہ السلام	
۴۔ نعت ہی نعت	مجموعۂ نعت جلد دوئم
۵۔ سلام و نوحہ	عنقریب
۶۔ دیگر اصنافِ سخن	
۷۔ مضامین	

(ان تمام کتابوں کی اشاعت مالی حالات سے مشروط ہے)